صوبائی کونسل پنجاب

مباحثات

19 اپریل 1980ء

(3 جمادی الثانی 1400ھ)

جلد 1 ۔ شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

صوبائی کونسل

پنجاب

Provincial Assembly of the Punjab
27.8.80

مندرجات

ہفتہ ۔ 19 اپریل 1980ء

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ 1

صوبائی کونسل پنجاب کی تشکیل 2

پروگرام کے متعلق اعلان 10

خطابات—

مشیر برائے بلدیات 12

مشیر برائے زراعت ، دیہی ترقی ، آبپاشی و امداد باہمی ... 19

مشیر برائے تعلیم و ثقافت 36

مشیر برائے سماجی بہبود ، زکواۃ و عشر و اوقاف 48

چیف اکاؤنٹنٹ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات 58

سبجیکٹ کمیٹیوں کی مجوزہ تشکیل اور ان کے طریق کار

کے متعلق مشیر بلدیات کی وضاحت 71

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا پہلا اجلاس

ہفتہ ۔ 19 اپریل 1980ء

(شنبہ ۔ 3 جمادی الثانی 1400ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں منعقد ہوا ۔
جناب گورنر لیفٹیننٹ جنرل سوار خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

اناؤنسر (مسٹر حسن جلیل) ہم آج کے اجلاس کا آغاز اللہ کے پاک نام سے کرتے ہیں جس ذات پاک کے نام پر ہم نے پاکستان حاصل کیا ۔

قاری علی حسین صدیقی صاحب تلاوت قران مجید فرمائیں گے ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

س ۔ ۴ ۔ آیت ۔ ۵۸ ۔ ۵۹ س ۔ ۴۲ ۔ آیت ۳۸

بلاشبہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ جو امانتیں تمہارے سپرد ہوں وہ اُن کے حقداروں کے حوالے کرنا اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرنا ۔ بلاشبہ کو اللہ اسکے ذریعہ کیا خوب نصیحت کرتا ہے اور بلاشبہ اللہ سُن بھی رہا ہے دیکھ بھی رہا ہے ۔

اے ایمان والو! اللہ کی فرمانبرداری کرو اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں صاحب حکومت ہیں اُن کی بھی پس اگر تم کسی معاملے میں آپس میں جھگڑ پڑو ۔ تو اللہ اور اسکے رسول کے احکام کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں تمہارے لئے بہتری ہے اور اسی میں انجام کار کی خوبی ہے ۔

(ایمان والے) وہ ہیں جو اللہ کا فرمان قبول کرتے ہیں نماز قائم کرتے اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے وہ نیک کاموں پر خرچ کرتے ہیں ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

صوبائی کونسل پنجاب کی تشکیل

ارکان صوبائی کونسل پنجاب

1 ۔ لیفٹیننٹ جنرل سوار خان ،

گورنر / مارشل لا ایڈمنسٹریٹر زون اے پنجاب — چیئرمین

2 ۔ ڈاکٹر عبدالغفور بھٹی ،

مشیر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر / گورنر

زراعت ، لائیو سٹاک ، ماہی پروری اینڈ — ممبر

ڈیری ڈیویلپمنٹ اینڈ دیہی ترقی ۔

3 ۔ بریگیڈیر (ریٹائرڈ) عطا محمد ،

مشیر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر / گورنر — ممبر

صحت ، خوراک ایکسائیز ، اینڈ ٹیکسیشن ۔

4 ۔ میجر جنرل (ریٹائرڈ) قمر علی مرزا ،

مشیر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر / گورنر مواصلات ، تعمیرات — ممبر

جنگلات ، سیر و سیاحت ، سپورٹس ۔

5 ۔ ڈاکٹر زیڈ ۔ اے ہاشمی ،

مشیر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر / گورنر تعلیم ، سائنس ، ثقافت — ممبر

6 ۔ میاں حیات بخش ،

مشیر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ، / گورنر — ممبر

سوشل ویلفیر ، زکواۃ اینڈ عشر ۔

7 ۔ جناب غلام محمد احمد خان مانیکا ،

مشیر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر / گورنر لوکل گورنمنٹ ۔ — ممبر

منتخب شدہ ممبران

نمبرشمار	نام	عہدہ
	ضلع لاہور	
1 ۔	میاں شجاع الرحمن	میئر لاہور میونسپل کارپوریشن لاہور ۔

نمبرشمار	نام	عہدہ
2 ۔	جناب اشفاق شاھد	ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن لاہور ۔
3 ۔	ملک شاہ محمد اعوان	چیئرمین ضلع کونسل لاہور ۔
4 ۔	ملک محمد یوسف اعوان	وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور ۔
5 ۔	بیگم عارفہ طوسی	خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن لاہور ۔
	ضلع قصور	
6 ۔	راؤ خضر حیات خان	چیئرمین ضلع کونسل قصور ۔
7 ۔	سردار محمد عارف خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور ۔
8 ۔	ملک محمد عاشق	چیئرمین میونسپل کمیٹی قصور ۔
	ضلع گوجرانوالہ ۔	
9 ۔	چودھری محمد شوکت ورک	چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ ۔
10 ۔	رانا نذیر احمد خان	وائس چیئرمین ضلع گوجرانوالہ
11 ۔	ڈاکٹر محمد شریف راٹھور	بزرگ ترین ممبر برائے چیئرمین میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ ۔
	ضلع شیخوپورہ ۔	
12 ۔	چودھری نثار احمد خان ۔	چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ ۔
13 ۔	چودھری رستم کلفورڈ	وائس چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ ۔
14 ۔	چودھری محمد اقبال ڈار	چیئرمین میونسپل کمیٹی شیخوپورہ ۔
	ضلع سیالکوٹ ۔	
15 ۔	چودھری اختر علی	چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ ۔
16 ۔	چوہدری محمد اکبر کاھلوں	وائس چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ ۔

نمبرشمار	نام	عہدہ
17 ـ	حاجی اللہ رکھا سوفی	وائس چیئرمین برائے چیئرمین میونسپل کمیٹی سیالکوٹ ۔
18 ـ	سیدہ ساجدہ نیر عابدی	خاتون ممبر ضلع کونسل سیالکوٹ ۔

ضلع راولپنڈی

نمبرشمار	نام	عہدہ
19 ـ	شیخ غلام حسین	میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی ۔
20 ـ	راجہ فضل کریم	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی ۔
21 ـ	جناب محمد بشارت راجہ	چیرمین ضلع کونسل راولپنڈی ۔
22 ـ	کرنل (ریٹائرڈ) اے ایچ مغل	وائس چیرمین ضلع کونسل راولپنڈی ۔
23 ـ	بیگم نجمہ حمید	خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی ۔
24 ـ	کیپٹن ثنا اللہ	عیسائی ممبر راولپنڈی میونسپل کارپوریشن پرنسپل سینٹ پال سکول ۔

ضلع اٹک

نمبرشمار	نام	عہدہ
25 ـ	میجر (ریٹائرڈ) ملک محمد آکبر خان	چیئرمین ضلع کونسل اٹک ۔
26 ـ	محمد واثق خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل اٹک ۔
27 ـ	الحاج عامر الٰہی	چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک ۔

ضلع جہلم

نمبرشمار	نام	عہدہ
28 ـ	راجہ صفدر علی خان	بزرگ ترین ممبر برائے چیئرمین ضلع کونسل جہلم ۔
29 ـ	چودھری غلام محمد	بزرگ تر ممبر برائے وائس چیئرمین ضلع کونسل جہلم ۔

نمبرشمار	نام	عہدہ
30	نذیر حسین برلاس	چیرمین میونسپل کمیٹی جہلم ۔
31	بیگم گلشن حقیق مرزا	خاتون ممبر میونسپل کمیٹی جہلم ۔

ضلع گجرات

32	چودھری محمد خان	بزرگ ترین ممبر برائے چیرمین ضلع کونسل گجرات ۔
33	چودھری رحم داد	بزرگ تر ممبر برائے وائس چیرمین ضلع کونسل گجرات ۔
34	میاں محمد دین	بزرگ ترین ممبر برائے چیرمین میونسپل کمیٹی گجرات ۔

ضلع سرگودھا

35	الحاج ملک فتح محمد خان ٹوانہ	بزرگ ترین ممبر برائے چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا ۔
36	جناب امیر حیدر قریشی	بزرگ تر ممبر برائے ضلع کونسل سرگودھا ۔
37	حافظ محمد یونس	چیئرمین میونسپل کمیٹی سرگودھا ۔

ضلع فیصل آباد

38	جناب محمد ریاض شاھد	میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد ۔
39	چودھ ی محمد صدیق سالار	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد ۔
40	سید علی رضا مخدوم زادہ	چیرمین ضلع کونسل فیصل آباد ۔
41	میاں عبدالرشید	وائس چیرمین ضلع کونسل فیصل آباد ۔

نمبرشمار	نام	عہدہ
42 ۔	بیگم نصرت کرنل مقبول الہی	خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد ۔

ضلع جھنگ

43 ۔	بیگم سیدہ عابدہ حسین	چیئرمین ضلع کونسل جھنگ ۔
44 ۔	جناب محمد ممتاز خان نسوانہ	وائس چیئرمین ضلع کونسل جھنگ ۔
45 ۔	شیخ محمد اقبال	چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ ۔

ضلع میانوالی

46 ۔	سردار محمد خان	بزرگ ترین ممبر برائے چیئرمین ضلع کونسل میانوالی ۔
47 ۔	محمد نواز خان	بزرگ تر ممبر برائے وائس چیئرمین ضلع کونسل میانوالی ۔
48 ۔	میاں غلام حیدر	چیئرمین میونسپل کمیٹی میانوالی ۔
49 ۔	ڈاکٹر ثریا سلطانہ	خاتون ممبر ضلع کونسل میانوالی ۔

ضلع ملتان

50 ۔	جناب غلام قاسم خان خاکوانی	میئر میونسپل کارپوریشن ملتان ۔
51 ۔	جناب نفیس احمد انصاری	ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن ملتان ۔
52 ۔	سید حامد رضا گیلانی	کنٹیسٹنگ ممبر برائے چیئرمین ضلع کونسل ملتان ۔
53 ۔	سید فخر امام	کنٹیسٹنگ ممبر برائے چیئرمین ضلع کونسل ملتان ۔
54 ۔	بیگم زبیدہ جعفری	خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن ملتان ۔

نمبر شمار	نام	عہدہ

ضلع ساہیوال

55 ۔	جناب میاں غلام محمد احمد خان مانیکا	چیرمین ضلع کونسل ساہیوال ۔
56 ۔	سردار سلطان احمد	وائس چیرمین ضلع کونسل ساہیوال ۔
57 ۔	چوہدری تاج محمد	چیرمین میونسپل کمیٹی ساہیوال ۔
58 ۔	محترمہ بلقیس خانم	خاتون ممبر ضلع کونسل ساہیوال ۔

ضلع وہاڑی

59 ۔	میاں محمد زاہد دولتانہ	چیرمین ضلع کونسل وہاڑی ۔
60 ۔	غلام حیدر خان کھچی	وائس چیرمین ضلع کونسل وہاڑی ۔
61 ۔	حافظ اختر علی خان	چیرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی ۔

ضلع مظفر گڑھ

62 ۔	جناب غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر	چیرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ ۔
63 ۔	چودھری جلال دین	وائس چیرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ ۔
64 ۔	جناب لیاقت علی ملک	چیرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ ۔

ضلع ڈیرہ غازی خان

65 ۔	سردار فضل علی لنڈ	بزرگ ترین ممبر برائے چیرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان ۔
66 ۔	سردار دوست محمد بزدار	بزرگ ترین ممبر برائے وائس چیرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان ۔
67 ۔	جناب محمد بلال طور	چیرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان ۔

نمبرشمار	نام	عہدہ
	ضلع بہاولپور	
68 ـ	سردار فضل محمد خان لنگاہ	چیرمین ضلع کونسل بہاولپور ۔
69 ـ	چودھری عبدالرشید	وائس چیرمین ضلع کونسل بہاولپور ۔
70 ـ	جناب محمد عبیدالرحمن	چیرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور ۔
	ضلع رحیم یار خان	
71 ـ	جناب رفیق حیدر خان لغاری	چیرمین ضلع کونسل رحیم یار خان ۔
72 ـ	ملک عظیم بخش	وائس چیرمین ضلع کونسل رحیم یار خان ۔
73 ـ	میاں عبدالخالق	چیرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان ۔
	ضلع بہاولنگر	
74 ـ	چودھری عبدالغفور	چیرمین ضلع کونسل بہاولنگر ۔
75 ـ	میاں غلام محمد مموکا	وائس چیرمین ضلع کونسل بہاولنگر ۔
76 ـ	جناب جاوید اقبال رانا	چیرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر ۔
77 ـ	بیگم نسیم عبدالماجد میاں	خاتون ممبر ضلع کونسل بہاولنگر ۔
	نامزد ممبران	
78 ـ	جناب ڈاکٹر محمد سعید	صدر پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن (پنجاب برانچ) راولپنڈی ۔
79 ـ	جناب حکیم آفتاب قرشی	صدر قومی طبی ایسوسی ایشن پنجاب برانچ لاہور ۔
80 ـ	جناب ڈاکٹر خالد رانجھا	نائب صدر پنجاب بار کونسل لاہور ۔
81 ـ	بیگم مسعودہ حامد	چیرمین اپوا پنجاب برانچ لاہور ۔
82 ـ	بیگم سلمہ تصدق حسین	چیرمین انجمن خانہ دار خواتین پاکستان لاہور ۔

نمبر شمار	نام	عہدہ
83 ۔	بیگم مسعود صادق	چیرمین پاکستان ریڈ کریسنٹ لاہور
84 ۔	جناب شیخ محمد اقبال سداله	صدر لاہور چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹریز لاہور ۔
85 ۔	جناب توشیر ایف دستور	صدر لاہور سٹاک ایکسچنج لاہور
86 ۔	جناب سراج قریشی	صدر لاہور کریانہ ایسوسی ایشن لاہور
87 ۔	جناب محمد رشید صدیقی	صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جنرلسٹ معرفت روز نامہ مشرق لاہور ۔
88 ۔	جناب سید منور علی شاہ	صدر پاکستان انسٹیٹیوٹ آف انجینیرز لاہور ۔
89 ۔	جناب خورشید احمد	سیکرٹری جنرل آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین (لاہور) ۔
90 ۔	جناب صالح محمد نیازی	سیکرٹری جنرل صدر لیبر یونین سرگودھا
91 ۔	جناب ظہیر تاج	صدر صدر کانوتی ٹیکسٹائیل ملز لیبر یونین ملتان ۔
92 ۔	جناب خورشید کانجو	نائب چیئرمین ممبر پاکستان کاٹن کمیٹی (نائب چیرمین پنجاب کسان بورڈ)
93 ۔	جناب محمد شفیع گل	سیکرٹری جنرل پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن فیصل آباد ۔
94 ۔	چودھری ہارون رشید لھیم	چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاراں پنجاب ۔ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
95 ۔	جناب محمد اشرف باجوہ	چیرمین پنجاب کسان بورڈ (گندم کے کشتگاران) رحیم یار خان ۔

نمبر شمار	نام	عہدہ
96 ۔	سردار محمد عظیم خان سدوزئی	صدر شیپ بریڈرز ایسوسی‌ایشن ملتان
97 ۔	ملک اللہ یار خان	بارانی ایریا پنڈی گھیب اٹک
98 ۔	چوہدری محمد حیات	نائب چیرمین پنجاب ٹرانسپوٹرز ایسوسی ایشن
99 ۔	جناب عبداللہ روکڑی	نائب چیرمین پنجاب رورل کواپریٹو کارپوریشن لاہور ۔
100 ۔	جناب محمد لطیف	سنئیر نائب صدر انجمن حمایت اسلام لاہور ۔
101 ۔	جناب خاقان بابر	صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ ایسوسی ایشن لاہور ۔
102 ۔	چودھری سلطان علی	صدر چیمبر آف ایگرلکلچر پنجاب لاہور ۔

پروگرام کے متعلق اعلان

اناؤنسر ۔ میں حکومت پنجاب کی جانب سے ممبران صوبائی کونسل کو خوش آمدید کہتا ہوں ۔ پنجاب کی صوبائی کونسل جو گورنر پنجاب مارشل لا ایڈمنسٹریٹر زون "اے" لیفٹیننٹ جنرل سوار خان صاحب نے تشکیل دی ہے اس کا افتتاحی اجلاس آج پنجاب کے پروقار ایوان میں زیر صدارت لیفٹیننٹ جنرل سوار خان منعقد ہو رہا ہے ۔ امید واثق ہے کہ جن عزائم اور امیدوں کے ساتھ صوبائی کونسل کی تشکیل دی گئی ہے انہیں ممبران کونسل اپنی قابلیت اور تجربہ کی بنا پر عوامی خواہشات کے مطابق عملی جامہ پہنائیں گے ۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

اجلاس کا ایجنڈا یوں ہے ۔

1 ۔ سب سے پہلے میاں غلام محمد احمد خان مالیکا صاحب ۔ مشیر بلدیات افتتاحی خطاب فرمائیں گے ۔

2 ۔ ان کے بعد ڈاکٹر عبدالغفور بھٹی صاحب ۔ مشیر برائے زراعت ۔ دیہی ترقی ۔ آبپاشی و امداد باہمی ہمیں اپنے خطاب سے نوازیں گے ۔

3 ۔ پھر ڈاکٹر زیڈ اے ہاشمی صاحب ۔ مشیر برائے تعلیم ہمیں اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں گے ۔

4 ۔ میاں حیات بخش صاحب ۔ مشیر برائے سماجی بہبود ۔ زکواۃ و عشر ۔ حکومت پنجاب کے مختلف اقدام اور ترقیاتی سکیموں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے ۔

5 ۔ ڈاکٹر محمد عارف صاحب ۔ چیف اکانومسٹ ۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب اپنا مقالہ پیش کریں گے جس میں پنجاب میں ترقیاتی سکیموں پر روشنی ڈالی جائے گی ۔ جناب سعید احمد قریشی ۔ چیئرمین محکمہ منصوبہ بندی کو ایک اہم سرکاری کام سے منیلا جانا پڑا اس لیے وہ آج کے اجلاس میں شامل نہ ہو سکے ۔

6 ۔ خطابات کے اختتام پر مشیر برائے بلدیات ۔ میاں غلام محمد احمد مانیکا صاحب ۔ صوبے کے مختلف محکموں کے لیے مجوزہ سبجیکٹ کمیٹیوں کے طریق کار کے بارے میں تفصیلات بتائیں گے ۔

7 ۔ تقریباً 1 بجے نماز ظہر اور دعوت طعام کا وقفہ ہوگا ۔ نماز کے لیے اسمبلی بلڈنگ کی پچھلی طرف گراؤنڈ میں وضو اور نماز کا انتظام کیا گیا ہے ۔

8 ۔ دعوت ظہرانہ کے لیے تمام مدعوئین کے لیے کیفے ٹیریا میں انتظام کیا گیا ہے ۔ خواتین کے لیے طعام کا انتظام کیفے ٹیریا کی بائیں جانب علیحدہ کیا گیا ہے ۔

9 ۔ نماز ظہر ٹھیک ڈیڑھ بجے کھڑی ہو جائے گی ۔ بادشاہی مسجد لاہور کے مولانا عبدالقادر آزاد صاحب امامت فرمائیں گے ۔

10 ۔ ٹھیک دو بجے سبجیکٹ کمیٹیوں کے ممبران جن کی فہرستیں تقسیم کی جا چکی ہیں اپنے اپنے مختص کردہ کمروں میں تشریف لے جائیں گے ۔ کمروں کی فہرست فولڈر میں لگا دی گئی ہے ۔ متعلقہ محکموں کے

سیکرٹری صاحبان ممبران کمیٹی کی مدد کریں گے ۔

11 ۔ تمام سبجیکٹ کمیٹیوں کے چئرمین گورنر صاحب ہوں گے اور وائس چئرمین متعلقہ مشیر صاحبان ہوں گے ۔ کنوینر صاحبان کل اجلاس میں اپنی اپنی کمیٹی کی سفارشات پیش کریں گے ۔

اب مشیر برائے بلدیات میاں غلام محمد احمد خان مانیکا صاحب خطاب فرمائیں گے ۔

خطابات

مشیر برائے بلدیات کا خطاب

مشیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب گورنر پنجاب ، معزز خواتین و حضرات السلام علیکم !

صوبائی کونسل کے اس پہلے اجلاس میں آپ کی تشریف آوری پر میں آپ سب کو تہ دل سے شکر گزار ہوں اور شکمہ لوکل گورنمنٹ حکومت پنجاب کی جانب سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بھرپور ذاتی دلچسپی کا ثبوت دیتے ہوئے اس اجلاس میں شرکت فرمائی ۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں صوبائی کونسل کی تشکیل صدر پاکستان جنرل محمد ضیاءالحق کی خواہش کے تحت ہوئی ہے ۔ صوبائی کونسل اس لحاظ سے تاریخی اور قومی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں منتخب راہنماؤں کے ساتھ ساتھ معاشرے کے مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے ماہرین بھی شامل ہیں ۔ اس کونسل کے تمام ارکان کو اعتماد میں لے کر ترقیاتی اور انتظامی امور زیر بحث لائے جائیں گے ۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اس کونسل کی بیس (20) سبجیکٹ کمیٹیاں بنائی جائیں گی ۔ آپ سب مل بیٹھ کر باہمی افہام و تفہیم سے وہ راہیں متعین کریں گے جن کی نشان دہی صدر پاکستان نے اسلام آباد میں منعقدہ پاکستان بلدیاتی کنونشن میں 6 مارچ 1980ء کو فرمائی ۔

اس مرحلہ پر عوام کے نمائندے کی حیثیت سے میرا یہ بھی فرض ہے کہ میں اس اقدام پر صدر پاکستان کا تہ دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کروں کہ انہوں نے ایک مستحکم اور صاف ستھرے سیاسی نظام کی پیش روی کے طور پر صوبائی کونسلیں بنانے کا قدم اٹھایا ہے ۔ ہمیں توقع ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے ہم اپنی صحیح منزل کی طرف گامزن ہوکر مملکت خداداد پاکستان کو پروقار اسلامی ، فلاحی اور مثالی ملک بنا سکیں گے اور شاعر مشرق علامہ اقبال کے اس عظیم خواب کو سچا کر دکھائیں گے ۔ جو انہوں نے اس عظیم مملکت کے معرض وجود میں لانے کے لئے دیکھا تھا اور جسے قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی بے لوث قیادت اور انتھک محنت سے حقیقت کا روپ بخشا تھا ۔

محترم خواتین و حضرات ! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ملک میں ایسے صاف ستھرے معاشرے کی بنیاد رکھی جا رہی ہے جس میں اسلام کا صحیح معنوں میں نفاذ کیا جا رہا ہے ۔ زندگی کے تمام شعبوں میں اصلاح کا عمل جاری ہے ۔ اسلامی تعلیمات عام ہو رہی ہیں اور ملک اسلام کی راہ پر گامزن ہو گیا ہے لیکن ملک میں مکمل اسلامی نظام کا نفاذ محض حکومت کی کوششوں سے کامیاب نہیں ہو سکتا اس کے لئے ہم سب کو بھرپور جدوجہد کرنا ہوگی ۔ اپنی نجی زندگیوں کو اس کارخیر کے لئے وقف کرنا ہوگا تاکہ ہمارا پورا معاشرہ اور ہمارا پورا ملک ، خدا اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہوسکے ۔

معزز اراکان ! جہاں تک اس کونسل کی تشکیل کا تعلق ہے اس پر پانچ چھ ماہ کی مدت میں کام مکمل ہوا ہے پہلے مرحلہ کے طور پر لوکل کونسلوں کے انتخاب کرائے گئے جن میں اقلیتوں اور مخصوص گروہوں کو بھی مناسب نمائندگی دی گئی ۔ اس سے پہلے بلدیاتی نظام میں صحیح نمائندگی ناپید رہی ہے ۔ ایک طویل مدت تک یہ ادارے منتخب نمائندوں کی بجائے ایڈمنسٹریٹروں کے رحم و کرم پر رہے ۔ اب ان اداروں کو حقیقی معنوں میں شہری اور دیہی سطحوں پر استوار کیا گیا ہے ۔ یہ بھی آپ پر عیاں ہے کہ

عوامی نمائندگی کے بڑے بڑے دعویدار بلدیاتی انتخابات سے مخالف رہے ہیں - میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ بلدیاتی ادارے پچھلے ادوار کے ناکام ادارے ثابت نہیں ہوں گے اور آئندہ کوئی حکومت بھی انہیں بیک قلم منسوخ کرنے کی جسارت نہیں کرے گی ۔

صدر مملکت نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ ان بلدیاتی اداروں کے قیام سے ملک میں اسلامی جمہوریت کی مضبوط بنیاد رکھ دی گئی ہے ۔ وفاقی سطح پر صدر پاکستان کی ہدایت کے مطابق ایک لوکل کونسل کمیشن قائم کیا جا رہا ہے جو لوکل باڈیز کو مؤثر اور فعال بنانے کے لئے لائحہ عمل تیار کرے گا ۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ لوکل کونسلوں کو محض روائتی اختیارات ہی نہیں دئے گئے ۔ بلکہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اضلاع کے تمام ترقیاتی پروگرام ان اداروں کی مرضی کے مطابق بنیں گے اور ان ہی کی نگرانی میں پایہ تکمیل تک پہنچیں گے ۔ وہ تمام سرکاری ملازمین جن کا تعلق ترقیاتی پروگراموں سے ہے منتخب نمائندوں کی نگرانی میں کام کریں گے ۔

موجودہ حکومت نے کونسلوں اور ان کے سربراہوں کو سرکاری محکموں کے جو اختیارات تفویض کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے ۔

1 ۔ محکمہ زراعت کے توسیعی منصوبوں کی نگرانی ضلع کونسلوں کے سپرد ہوگی ۔ ضلع کونسل کا چیئرمین ضلعی زرعی مشاورتی کمیٹی کا چیئرمین ہوگا ۔ زرعی استعمال کی اشیاء کے گودام بنانے اور ان کی تقسیم و فروخت کے مراکز کے قیام کی ذمہداری بھی ضلع کونسل کی ہوگی مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل ، نگرانی اور دیکھ بھال کا کام ضلع کونسلیں کریں گی۔

2 ۔ مختلف مزاروں کی دیکھ بھال سے متعلق محکمہ اوقاف کے تمام فرائض متعلقہ لوکل کونسلوں کو تفویض کئے جا رہے ہیں اس میں خصوصی اہمیت کے حامل اور قومی سطح کے مزار شامل نہیں ہیں ۔ اس مقصد کے لئے فنڈز محکمہ اوقاف متعلقہ لوکل کونسلوں کو مہیا کرے گا ۔

3 ۔ تمام سڑکوں ماسوائے قومی شاہراہوں کی تعمیر و مرمت کا کام ایک

مرحلہ وار پروگرام کے تحت ضلع کونسلوں کو سونپا جائے گا۔ اسی طرح یونین کونسلوں کو پرائمری ، مڈل اور ہائی سکولوں ، دیہی مراکز صحت اور بنیادی مراکز صحت وغیرہ کی تعمیر اور دیکھ بھال کا کام سونپا جا رہا ہے۔

4 ۔ فوری طور پر ، پرائمری سکولوں کا انتظام چلانے ، ان کی دیکھ بھال کرنے اور استحقاق کی بنیاد پر دئے جانے والے وظائف کے علاوہ دیگر وظائف کی تقسیم کا کام جولائی 1980ء سے شروع ہونے والے مالی سال سے دیہی علاقوں میں ضلع کونسلوں اور شہری علاقوں میں شہری کونسلوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔

5 ۔ راشن ڈپوؤں کی الاٹمنٹ ، نگرانی اور منسوخ کرنے کے اختیارات لوکل کونسلوں کو منتقل کئے جا رہے ہیں اس سلسلے میں محکمہ خوراک کے قواعد و ضوابط میں مناسب ردوبدل کیا جا رہا ہے۔

6 ۔ محکمہ جنگلات و شکار کے ذمہ دار عملے کی کارکردگی کی نگرانی بھی ضلع کونسلیں کریں گی۔

7 ۔ دیہی مراکز صحت ، بنیادی مراکز صحت ، ڈسپنسریوں ، زچہ بچہ کی بہبود کے مراکز جو دیہی علاقوں میں قائم ہوں ان کی دیکھ بھال کا کام ضلع کونسلوں اور شہری علاقوں میں شہری کونسلوں کے سپرد ہوگا۔

8 ۔ دیہی علاقوں میں فراہمئی آب اور نکاسئی آب کے پروگراموں کی منصوبہ بندی اور تکمیل کا کام ضلع کونسلوں کی ذمہ داری ہوگی۔ جب کہ شہری علاقوں میں متعلقہ شہری کونسلیں یہ فرائض سرانجام دیں گی۔

9 ۔ بجری ، ریت اور پتھر جیسی عمومی معدنیات کے نکالنے اور اٹھانے کے لائسنس جاری کرنے کا کام ضلع کونسلوں کو منتقل ہوگا اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی ضلع کونسلوں کے حساب میں جمع ہوگی۔ چھوٹی صنعتوں کی توسیع اور ترقی کا کام ضلع کونسلوں کی ذمہ داری

ہوگی جب کہ شہری علاقوں میں یہ کام شہری لوکل کونسلیں سر انجام دیں گی۔

10۔ محکمہ دیہی ترقی کے تمام کام ضلع کونسلوں کو تفویض کر دئے گئے ہیں ضلع کونسل کے چیئرمین، ڈپٹی کمشنر کی جگہ پراجیکٹ ڈائریکٹر مقرر ہوگئے ہیں۔

11۔ حکومت کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ضلع کونسلیں ایسے دیہات کی ترجیحی فہرست تیار کریں گی جنہیں مرحلہ وار بجلی مہیا کی جائے گی۔

12۔ دیہی فراہمیٔ آب، تعلیم اور دیہی مراکز صحت کے 15۔ لاکھ روپے تک کی مالیت کے ایسے منصوبے جو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہوں گے ان کی انتظامی منظوری (Administrative Approval) ضلع کونسلیں دیں گی۔ اسی طرح محکمہ آبپاشی، محکمہ ماہی گیری اور پرورش حیوانات اور محکمہ سماجی بہبود کے بہت سے فرائض لوکل کونسلوں کو تفویض کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ ضلع کونسلوں کے چیئرمینوں کو بلحاظ عہدہ بہت سے ایسے مناسب بھی دئے گئے ہیں جو اس سے پہلے صرف ڈپٹی کمشنروں کے پاس ہوا کرتے تھے۔

یونین کونسل کا سربراہ مسلم خاندانی قوانین کے تحت ثالثی کونسل کا چیئرمین ہوگا اور شہری علاقوں میں ہر حلقۂ انتخاب کا نمائندہ یہ کام کرے گا۔ نیز ہر تحصیل سے ایک یونین کونسل کا چیئرمین معمولی نوعیت کے جھگڑوں میں ثالثی کرانے کے لئے اعزازی مجسٹریٹ ہوگا۔

منتخب نمائندے ضلعی اور تحصیلی نگران کمیٹیوں کے مؤثر ممبر ہوں گے۔ تاکہ لوگوں کی جائز شکایات کا ازالہ ہو سکے۔

سابقہ قوانین کے تحت چیئرمین صاحبان کو مالیاتی امور کے سلسلے میں نہایت قلیل اختیارات دیے گئے تھے لیکن حالیہ مرتبہ شدہ قواعد کے تحت ان اختیارات میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ایک کارپوریشن کا میئر یا ضلع کونسل کا چیئرمین بجٹ کی منظور شدہ سکیم پر تین لاکھ روپے تک کی

مالیت کے خرچ کی منظوری دے سکتا ہے ۔ اور اسی طرح اتنی مالیت کی جائیداد کی خرید ، فروخت یا منتقلی کا فیصلہ کرنے کا بھی مجاز ہوگا لیکن اگر لوکل کونسل کسی بھی مالیت کی سکیم کی منظوری دیدے تو سکیم کے کل خرچ کی حد تک چئرمین رقم خرچ کرنے کا مجاز ہوگا ۔ اسی طرح دوسری لوکل کونسلوں کے چئرمینوں کو بھی وسیع مالیاتی اختیارات دیے گئے ہیں ۔

لوکل کونسلوں کے ممبروں کو لوکل کونسل کے کاروبار میں شریک کرنے کے لیے ہر لوکل کونسل میں سب کمیٹیاں بنائی جائیں گی جن میں تمام ممبران کسی نہ کسی سب کمیٹی کے ممبر ہوں گے یہ ممبر لوکل کونسل کے معاملات میں پوری دلچسپی لے کر پروگراموں کو کامیاب بنائیں گے ۔

لوکل کونسلوں کے لیے جو سب کمیٹیاں تجویز کی گئی ہیں وہ یہ ہیں ۔

1 ۔ منصوبہ بندی اور مالیاتی سب کمیٹی ۔

2 ۔ تعمیراتی سب کمیٹی ۔

3 ۔ تعلیم ، صحت عامہ ، سماجی بہبود اور صنعتی سب کمیٹی ۔

ضلع کونسل میں ان سب کمیٹیوں کے علاوہ زرعی ترقی ، پرورش حیوانات ، امداد باہمی اور آبپاشی سب کمیٹی بھی بنائی جائے گی ۔

ان سب کمیٹیوں کو اگر لوکل کونسل چاہے تو مشاورتی حیثیت دیدے یا پھر فیصلہ کرنے کے مکمل اختیار دیدے ۔

دیہی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے موجودہ حکومت نے تھانے کی سطح پر 290 دیہی ترقیاتی مراکز قائم کیے ہیں اب ان مراکز میں مرکز کمیٹیاں کام کریں گی ۔ تحصیل کونسل کی جگہ یہی مرکز کمیٹیاں لے رہی ہیں جو مرکز کی سطح پر نہ صرف مختلف محکموں کی کارکردگی کی نگرانی کریں گے بلکہ ترقیاتی کاموں کو آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہوں گی ۔ ان مرکزوں کو سب تحصیل کا درجہ دینے کے لیے مناسب کارروائی کی جا رہی ہے ۔

حکومت بلدیاتی اداروں کی مالی حالت بہتر بنانے کے لیے بہت سی تجاویز پر غور کر رہی ہے اس سلسلہ میں نیشنل فنانس کمیشن بھی کام کر رہا ہے ۔ حال ہی میں صدر پاکستان نے صوبہ پنجاب کے لیے ساڑھے پانچ کروڑ روپے کی رقم یونین کونسلوں میں فلاحی کاموں کے لیے دی ہے جہاں تک دیہی ترقی

کے لیے مختص شدہ رقم کا تعلق ہے سال رواں میں اس کے لیے ساڑھے نو کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جبکہ اضلاع میں گذشتہ برسوں میں بغیر خرچ کیے دس کروڑ روپے بھی موجود تھے اس رقم کو تیز رفتاری اور صحیح طریقے سے خرچ کرنے پر زور دیا گیا ۔ جس کے نتیجہ میں اب تک دس کروڑ بتیس لاکھ روپے خرچ کیے جا چکے ہیں ۔ اس میں موجودہ سال کے مہیا کردہ ساڑھے چار کروڑ روپے بھی شامل ہیں ۔

مجھے اس بات کا احساس ہے کہ یہ رقم دیہی ترقی کے لیے ناکافی ہے لیکن ملکی مسائل کے پیش نظر ہمیں اپنے ترقیاتی کاموں میں درد مندی اور احساس ملی سے کام لینا ہوگا جس کا سب سے بہتر ثبوت اپنی مدد آپ ہے ۔ اگر ہم اپنی مدد آپ کے اصول کو اپنا لیں تو ہمارے بہت سے مسائل اور بہت سے کام خود بخود حل ہو جاتے ہیں ۔ آپ حضرات اس سلسلہ میں آگے بڑھیں اور لوگوں میں اپنی مدد آپ کا جذبہ بیدار کر کے ترقی کی منزل کو مزید قریب لے آئیں ۔

اب آخر میں میں آپ سے صوبائی کونسل کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں نچلی سطح پر قائم بلدیاتی ادارے تو مقامی ، انتظامی اور ترقیاتی امور پر حاوی ہوں گے ۔ پنجاب کونسل جو کہ صدر پاکستان کی منشا کے تحت تشکیل پائی ہے ایک ایسا ادارہ ہوگی جو حکومت کی پالیسیوں پر عمل درآمد اور قومی مفادات کے تحفظ کے پیش نظر انتظامی مشینری اور دوسرے شعبوں کی کارگردگی اور عوام سے ان کے ربط پر کڑی نظر رکھے گی یہ کونسل معلومات ، نتائج ، آراء اور عوام کے رجحانات گورنر پنجاب تک پہنچانے کی اور نئی پالیسیاں وضع کرنے کے سلسلہ میں مناسب مشورے دے گی ۔ نیز

1 ۔ مختلف قومی ، اور صوبائی امور میں گورنر پنجاب ، اور ان کے مشیروں کو ماہرانہ رائے دے گی ۔

2 ۔ قومی ، علاقائی اور عوامی امنگوں اور مسائل کا اصلی رخ حکومت کے علم میں لائے گی ۔

3 ۔ عوامی رحجانات اور اس سلسلہ میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کے محرکات کی نشاندہی کرے گی ۔

4 ۔ اہم شعبوں کے سربراہوں کی خوبیوں اور خامیوں کے بارے میں گورنر پنجاب اور مشیران کرام کو قابل یقین معلومات فراہم کرے گی ۔
صوبائی کونسل، محض نمائشی کونسل نہیں ہوگی ۔ یہ ایک طرف تو حکومت اور عوام کے درمیان موثر رابطہ کا کام دے گی ۔ لوگوں کی مشکلات حکومت تک پہنچائے گی ۔ اور دوسری طرف ان مشکلات کو حل کرنے میں مدد دے گی ۔ یہ کونسل عوام کی جانب سے موصول ہونے والے معاملات ، آراء ، تجاویز اور مفید منصوبوں پر توجہ دے گی ۔ جن پر اس وقت سرکاری مشینری پوری توجہ نہیں دے رہی ۔ الغرض یہ کونسل ایک بااعتماد اور مضبوط ادارے کی حیثیت سے کام کرے گی ۔

اس کونسل کے ممبران سے بیس سبجیکٹ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ۔ یعنی ہر محکمے کے لیے ایک سبجیکٹ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو اپنی سفارشات کونسل کو پیش کرے گی ان سبجیکٹ کمیٹیوں کی تشکیل میں ممبر حضرات کی پسند کو مدنظر رکھتے ہوئے ابتدائی فہرستیں تیار کر کے آپ حضرات کو دے دی گئی ہیں ۔ اگر کچھ ممبر کسی دوسری سبجیکٹ کمیٹی میں شامل ہونا چاہیں تو وہ باہمی صلاح مشورے سے اپنا نام اپنی پسند کی سبجیکٹ کمیٹی میں شامل کرا سکتے ہیں ۔

آخر میں ایک بار پھر میں آپ سب خواتین و حضرات کا ممنون ہوں کہ آپ نے اپنی تشریف آوری سے اس کونسل کی رونق کو دوبالا کیا ۔ شکریہ

مشیر برائے زراعت ، دیہی ترقی ، آبپاشی و امداد باہمی کا خطاب

مشیر برائے زراعت ، دیہی ترقی ، آبپاشی و امداد باہمی (ڈاکٹر عبدالغفور بھٹی) ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہالکریم ۔ جناب گورنر ، مشیران

کرام معزز اراکین پنجاب کونسل ! میرے لئے یہ باعث فخر و امتیاز ہے کہ مجھے اس کونسل کے افتتاحی اجلاس میں پنجاب کے شعبہ زراعت کے متعلق گزارشات پیش کرنے کا موقع دیا ہے ۔ زراعت انسان کا قدیمی پیشہ بھی ہے اور کرہ ارض پر انسانی نسل کی بقا کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر بھیجنے کے بعد فرمایا ۔ زمین میں تمہارے لئے رزق رکھ دیا گیا ہے ۔ جب تک تم زمین پر زندہ رہو گے اس رزق سے فائدہ اٹھاتے رہو گے ۔ ایک اندازے کے مطابق یہ کرہ ارض 14 ارب 60 کروڑ سال قبل معرض وجود میں آئی تھی اور انسان بحیثیت نوع انسانی کے دس لاکھ سال ہوئے اس زمین پر رہ رہا ہے ۔ اور موجودہ مہذب شکل میں آنے کے لئے اسے کئی مراحل میں سے گزرنا پڑا ۔ لقد خلقنکم ثم صورنکم کا مقام نا معلوم کتنے برسوں کے بعد حاصل ہوا ۔ بقول مولانا روم رح

هفت صد هفتاد عالم دیده ام

همچو سبزه بارہا روئیده ام

موجودہ مہذب انسان کی تاریخ دس ہزار سال پرانی ہے ۔ جب سے اسے زمین میں سے رزق حاصل کرنے کا سلیقہ سکھایا گیا ۔ اس نے کاشتکاری شروع کی ۔ اور اب زراعت کی تاریخ تین دوروں پر مشتمل ہے ۔ قدیم زرعی دور جنگل کاٹ کر انہوں نے کھانے پینے اور فصل اگانے کی کوشش کی ۔ اس وقت سو ایکڑ اراضی پر کاشت شروع کی گئی اور دنیا کی آبادی صرف ساڑھے تین کروڑ نفوس پر مشتمل تھی ۔ اس کے بعد وہ دور آیا جب باقاعدہ کاشتکاری کا آغاز ہوا ۔ ساڑھے تین ایکڑ رقبہ سے ایک شخص کی خوراک پیدا کی جا سکتی تھی ۔ اس وقت دنیا کی آبادی ایک ارب تک پہنچ گئی ہے دور جدید سترھویں صدی سے شروع ہوا جب یورپ میں زرعی ترقی شروع ہوئی اور دو ارب انسانوں کے لئے خوراک پیدا کی گئی ۔ بہتر خوراک سے ، حفظان صحت سے شرح اموات میں کمی واقع ہوئی ۔ اور انسانوں کی آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہونا شروع ہو گیا ۔ چنانچہ 1824ء میں مارکس نے انسانی آبادی اور خوراک کے امپرووڈ تھیوری پیش کی ۔ جس کی رو سے انسانی آبادی خوراک کی پیداوار کی نسبت

بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے ۔ چنانچہ ان کے کہنے کے مطابق اس صدی کے بعد انسان کے لئے خوراک ناکافی ہو جائے گی ۔ اور اس کا وجود کرہ ارض پر ممکن نہیں رہے گا۔ لیکن غالباً وہ یورپ زدہ سائنس دان خوراک کے بحران اور خوراک مہیا کرنے کے انتظام سے واقف نہ تھا ۔ اس کو اس چیز کا اندازہ نہیں تھا کہ خالق جہان اپنی مخلوق کو کس طرح رزق دیتا ہے ۔

اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں
تو اقبال اس کو بتلاتا مقام کبریا کیا ہے

اس کے بعد بیسویں صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلابی دور شروع ہوا ۔ یہ وہ دور تھا جس نے مصنوعی کھاد تیار کی ۔ جس کے نتیجہ میں آج دنیا میں ساڑھے چار ارب انسانوں کے لئے نہ صرف خوراک کا کافی ذخیرہ موجود ہے بلکہ ایک ہفتہ کی خوراک فاضل ہے ۔ بعینہ یہی صورتحال پاکستان میں موجود ہے ۔ پاکستان کی آبادی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے ۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک ہماری آبادی اڑھائی گنا بڑھ چکی ہے ۔ اور ایک اندازے کے مطابق آئندہ بیس پچیس سال میں ہماری آبادی پھر دگنی ہو جائے گی ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے یقین کامل ہے کہ ہماری زرعی پیداوار بھی انشاءاللہ اسی رفتار سے بلکہ اس سے زیادہ بڑھ جائے گی کیونکہ قدرت نے ہمیں بیشمار زرعی وسائل سے نوازا ہے بشرطیکہ ہم ان سے پورا پورا استفادہ کریں اور اس بات پر بھی یقین رکھنا چاہئے کہ زرعی پیداوار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوتی ہے ۔ اور وہ جب چاہتا ہے اپنے بندوں کو بے حساب رزق عطا کرتا ہے ۔ ”واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب“ جس کا مشاہدہ آپ پچھلے دو سالوں میں کر چکے ہیں ۔ پاکستان میں زرعی پیداوار کا ایک مختصر جائزہ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں ۔

پاکستان میں 1960ء میں زرعی ترقی کی رفتار 6.8 فیصد تھی ۔ 1970ء کے عشرہ میں رفتار قدرے کم ہوئی ۔ اور گھٹ کر 1.47 فیصد سالانہ رہ گئی ۔ ہر آنے والا سال ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمیں غریب تر بنائے گا ۔ کیونکہ ہماری آبادی ساڑھے تین فیصد سالانہ شرح سے بڑھ رہی تھی اور پیداوار 1.7

فیصد سالانہ سے بڑھ رہی تھی ۔ خوش قسمتی سے 78-1977 میں زراعت دوبارہ روبہ ترقی ہوئی ۔ گندم ، چاول اور کپاس کی ریکارڈ پیداوار ہوئی ۔ 1947ء کے مقابلے میں اب تک جو پیداواریں حاصل ہوئی ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

گندم پاکستان میں 1947ء میں 33 لاکھ ٹن پیدا ہوئی اور اب ایک کروڑ ٹن سے بھی تجاوز کر گئی ہے ۔ چاول 6 لاکھ 80 ہزار ٹن پیدا ہوتا تھا اب 32 لاکھ 74 ہزار ٹن پیدا ہوتا ہے ۔ گنا 54 لاکھ ٹن پیدا ہوتا تھا ۔ اب دو کروڑ 53 لاکھ ٹن پیدا ہوتا ہے ۔ کپاس 48-1947ء میں گیارہ لاکھ گانٹھیں ہوتی تھیں اب پچھلے سال بیالیس لاکھ گانٹھیں پیدا ہوئیں ۔ مجموعی طور پر 1947ء میں 49 لاکھ ٹن غلہ پیدا ہوا اور اب ایک کروڑ چوالیس لاکھ ٹن غلہ پیدا ہوا ۔ غلہ یقیناً تین گنا سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ انشاءاللہ‌العزیز آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اپنی پیداوار کو برقرار رکھیں گے ۔ بلکہ اس سے اور کہیں زیادہ پیدا کریں گے ۔ پنجاب پاکستان کی زراعت میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے ۔ ہم پاکستان میں 73 فیصد گندم پیدا کرتے ہیں ، سو فیصد باسمتی چاول پیدا کرتے ہیں اور مجموعی طور پر نصف سے زیادہ چاول پیدا کرتے ہیں ۔ 73.5 فیصد گنا اور 70 فیصد کپاس پنجاب میں پیدا ہوتی ہے ۔ زمین سے پیداوار حاصل کرنے کے لئے جہاں تک انسانی کوشش کا تعلق ہے زمین اور وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا ہے ۔ سب سے زیادہ ہمیں اپنی زمین کی طرف توجہ دینی چاہئے ۔ بدقسمتی سے پاکستان میں زمین کی طرف توجہ بہت کم دی گئی ۔ صورت حالات یہاں تک پہنچی کہ ہمارا بہت سا رقبہ سیم اور تھور کی نذر ہو گیا اور مزید ہوتا جا رہا ہے ۔ اس کی طرف توجہ دینا انتہائی ضروری ہے اس کے لئے ہمیں بہت ہمت کے ساتھ کام کرنا ہوگا ۔

ہمارے اراکین حضرات دیہات سے تعلق رکھتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ یہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے ۔ یہ کیسے ہوا اور کیوں کر ہوا ؟ اس کو آپ لوگ بخوبی جانتے ہیں ۔ بڑی وجہ ایک بہت وسیع نظام آبپاشی ہے ۔ جو کہ دو کروڑ چالیس لاکھ ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے اور نظام آب پاشی میں

صورت حال یہ ہے کہ جو پانی ہم ہیڈ ورکس سے لیتے ہیں اس میں سے پچاس فی صد پانی ضائع ہو جاتا ہے اور زیر زمین چلا جاتا ہے ۔ اگر اس طریقے سے پانی زیر زمین جاتا رہا تو کچھ عرصے کے بعد ہمیں اپنی زمین سے ہاتھ دھونا پڑے گا ۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے ۔ ظاہر ہے کہ اس پانی کا اخراج کرنا چاہئے ۔ اخراجی قوت ہمارے پاس ڈرینیج کے ذریعے ، سیم نالیوں کے ذریعے یا پھر ٹیوب ویلوں کے ذریعے ہے ۔ ٹیوب ویلوں کی تنصیب میں اضافہ انتہائی ضروری ہے ۔ لیکن صرف انہی علاقوں میں لگائے جا سکتے ہیں جہاں زیر زمین پانی کا پتا چلتا ہے ۔ ان علاقوں میں جہاں زیر زمین پانی قابل کاشت نہیں ہے وہاں ہمیں بہت مشکل کا سامنا ہے ۔ ایک اور سب سے بڑی مشکل یہ ہو گئی ہے کہ جو قدرتی طور پر نکاسی آب کے رستے تھے جنہیں ہم اپنی زبان میں بس لائنیں کہتے ہیں ان کو اس غرض سے چھوڑ دیا جاتا تھا کہ جب پانی بارش کا زیادہ آتا ہے تو ان رستوں سے بہ کر یہ پانی نیچے چلا جاتا ہے ۔ بدقسمتی سے ان رستوں کو مسدود کر دیا گیا ہے ۔ اس میں سڑکیں بنا دی گئیں ، اس میں کھال بنا دئے گئے ، اس میں قلبہ رانی کر لی گئی اور اس کو بہت سی دیگر ضروریات میں لایا گیا ۔ ہمیں بھرپور کوشش کرنی ہوگی کہ ہم جتنی جلد ممکن ہو ان آبی نکاس کے ذریعوں کو خالی کر دیں ۔ کیونکہ قانون کے تحت ان آبی نکاس کے رستوں میں کسی قسم کی تجاوزات نہیں کی جا سکتی تھیں اور وہ غیر قانونی ہیں ۔ بہر صورت اس کے لئے ایک جامع انتظام کی ضرورت ہے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو ہماری سیم نالیاں ہیں وہ بری طرح سے اٹی پڑی ہیں ۔ جب تک ہم سیم نالیوں کو صاف نہ کریں گے اس وقت تک ہم ان سے مفاد حاصل نہیں کر سکیں گے حکومت پنجاب نے اس سال چھ کروڑ روپیہ سے زائد اس مد میں رکھا ہے ۔ اس سے نالیوں کو صاف کرایا جائے گا اور مزید نالیاں کھودی جائیں گی ۔ وسیع تر انتظامات مرکزی حکومت کر رہی ہے جس کے تحت سکارپ سکیمیں جاری کی جا رہی ہیں اور پنجاب میں 6 ویں سکارپ سکیم بہاول پور ڈویژن میں جاری ہے جس کے تحت سات سو ٹیوب ویل لگائے جائیں گے ۔ بہر صورت ان سکیموں میں مالی مشکلات ہیں جن پر قابو پانا ضروری ہے ۔

اس کے علاوہ نجی شعبہ میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب جاری ہے ۔ اس کے لئے اب صورت حالات بہت مشکل ہو چکی ہے ۔ ٹیوب ویلوں کو چلانے کے لئے ڈیزل بہت مہنگا ہے ، جب تک بجلی کی لائینیں ہم وہاں نہ پہنچائیں اس وقت تک کام تسلی بخش طریقے سے نہیں چل سکتا ۔ پنجاب کی حکومت کوشش کر رہی ہے کہ کوئی ایسی ترکیب کی جائے تاکہ امداد باہمی کی طرز پر لوگوں کو بجلی کی لائینیں پہنچانے میں مدد کی جائے ۔ آج جناب سعید قریشی صاحب ، چیئرمین پلاننگ فلپائن تشریف لے گئے ہیں اور وہ اس مقصد کے لئے گئے ہیں کہ وہاں پر یہ معلوم کر کے آئیں کہ ملک امداد باہمی کے طریقے پر کس طریقے سے دیہات کو بجلی فراہم کر رہا ہے ۔ بہر صورت یہ نہایت ضروری کام ہے ۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کام کو وقت درکار ہے اور بہت بڑے پیسے کی ضرورت ہے ۔ اس پہ کافی وقت لگے گا ، اس لئے اور طریقہ سیم پر قابو پانے کا یہ ہے کہ ہم اس پانی کی مقدار کو کم کریں جو کہ زیر زمین داخل ہو رہا ہے اور وہ اس طریقے سے کیا جا سکتا ہے کہ ہم اپنی نہروں کو کم سے کم وقت کے لئے چلائیں ۔ یہ بہت بڑا کٹھن کام ہے ۔ اور یہ کام گزشتہ حکومتیں نہ کر سکیں ۔ اس پہ قابو پانے کے لئے ہماری بہت سی نہریں غیر دائمی ہیں جن کو 15 اکتوبر کے بعد بند ہو جانا چاہئے ۔ لیکن عوامی دباؤ کے تحت نا عاقبت اندیش لوگوں نے ان کو متواتر چلایا جس کے نتیجے میں گزشتہ دس سالوں میں سیم کا رقبہ بہت تیزی سے بڑھ گیا اور اس وقت تیس لاکھ ایکڑ تک پہنچ گیا ہے ۔ اور اگر فوری انتظامات نہ کئے گئے تو یہ رقبہ ہمارے لئے قابل کاشت نہیں رہے گا ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم نہروں کو پروگرام کے مطابق چلائیں اور جو غیر دائمی نہریں ہیں ان کو نہ چلائیں ۔ بلکہ دائمی نہروں کو بھی جہاں تک ممکن ہو کم سے کم وقت چلایا جائے ۔ وہ علاقہ جہاں زیر زمین پانی کی سطح بلند ہو گئی ہے وہاں پر سب اریگیشن ہو سکتی ہے ۔ نہری پانی کی کم ضرورت ہے ۔ اس لئے جو ماہرین زراعت اس کمیٹی میں ہیں ہم ان سے گزارش کریں گے کہ وہ اس سلسلے میں ٹھوس تجاویز پیش کریں تاکہ ہم کم از کم واٹر چارج کے ریٹ کو کم کر سکیں ۔

اس کے علاوہ زمین کا مسئلہ زیادہ سنگین ہے ۔ اس میں کلر اور تھور

بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے پیداوار کم ہوتی ہے ۔ ٹیوب ویل کا پانی جو ہم استعمال کرتے ہیں اس میں نمکیات بہت زیادہ ہیں ۔ جس کی وجہ سے ہماری زمینیں بالکل خراب ہو گئی ہیں ۔ ہم زیادہ سے زیادہ کھاد ڈالتے ہیں اور اس سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس کی اصلاح کی کوشش کریں ۔ اس کی اصلاح کے لئے جپسم کا استعمال نہایت ضروری ہے ۔ خوش قسمتی سے پاکستان میں دنیا میں سب سے بڑے ذخائر جپسم کے موجود ہیں ۔ حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ان ذخائر میں سے جپسم کو نکال کر کھیتوں تک منتقل کرنے کے اقدامات کئے جائیں ۔ یہ انتہائی ضروری ہے ۔ زیر زمین پانی کو کم کرنے کے لئے اور بھی ضروری بات یہ ہے کہ ہم اپنے کھالوں کی اصلاح کریں تاکہ کھیتوں تک پانی زیادہ سے زیادہ پہنچ سکے ۔ میں پنجاب کے کاشتکاروں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے گزشتہ دو مہینوں میں پنجاب کی حکومت کی ایک سکیم کے تحت دس ہزار کھالوں کی اصلاح کی ۔ جس کو ہر سطح پر صوبائی ، قومی اور بین‌الاقوامی سطح پر سراہا گیا ہے ۔ جو ایک قابل قدر کارنامہ ہے ۔ اگر ہماری کاشتکار برادری اس ہمت سے کام کرے تو کوئی بعید نہیں کہ وہ دیگر کھالوں کی بھی اصلاح نہ کر سکیں۔ اس کے بعد جو چیز ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنی زمینوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں ۔ بنجر اور غیر آباد زمینوں کو آباد کریں ۔ اس کے لیے پنجاب کی حکومت نے لینڈ یوٹلائزیشن اتھارٹی قائم کر دی ہے ۔ اس کے تحت جس قدر غیر آباد زمینیں ہیں ان کو آباد کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی ۔ اس سلسلے میں بھی ہمارے کاشتکار بھائی اور منتخب اراکین ہماری مدد کر سکتے ہیں ۔ جب تک ہم رقبہ زیادہ نہیں بڑھائیں گے اس وقت تک پیداوار زیادہ نہیں ہو سکتی ۔

دوسری بڑی چیز جس سے ہمیں بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے وہ ذرائع آب پاشی ہیں ۔ پانی جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے ہم بہت حد تک ضائع کر دیتے ہیں ۔ پچاس فی صد پانی کھیتوں تک پہنچتے پہنچتے ضائع ہو جاتا ہے ۔ اس کو بچانے کے لئے یہ منصوبہ جو ہم اصلاح آب پاشی کا کر رہے ہیں یہ

کسی حد تک کامیاب مدد کر سکتا ہے ۔ لیکن ٹیوب ویلوں کو زیادہ سے زیادہ چلانا نہایت ضروری ہے ۔ سب سے بڑی دقت گزشتہ دور میں یہ رہی ہے کہ نہروں کو اس قدر زیادہ چلایا گیا کہ ٹیوب ویل اپنی پوری رفتار سے نہ چل سکے ۔ اگر ہم نہروں کو کم کرکے ٹیوب ویل چلاتے ہیں تو جہاں زیر زمین پانی قابل کاشت ہے وہاں پر ہم ٹیوب ویل زیادہ چلا سکتے ہیں ۔

اس کے بعد جو سب سے بڑی چیز جس کو ہم نے بہتر بنانا ہے وہ اچھے بیج کی فراہمی ہے ۔ اب تک بیج کاشتکاروں تک نہیں پہنچایا جا سکا ۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جتنی بھی سکیمیں تیار کی گئیں یا جو حکومت کی پالیسیاں رہیں وہ یہ تھیں کہ گاؤں میں بیج پیدا کرتے تھے اور اس کے بعد وہاں سے خرید کر شہروں میں اس کو سٹور کرتے تھے ۔ اس کے بعد اس کو دوبارہ دیہات تک پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اور وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوتے تھے ۔ چنانچہ زیادہ تر بیج کے ڈپو قصبات میں یا بڑی بڑی منڈیوں میں ہیں ۔ ظاہر ہے کہ جب ایک کسان کو دو من ۔ تین من یا ڈیڑھ من بیج درکار ہوتا ہے تو وہ کہیں دور منڈیوں میں بیج لینے کے لیے جاتا نہیں ہے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گزشتہ کئی سالوں میں ہماری بہترین گندم کی اقسام 18 فی صد رقبہ سے زیادہ پر کاشت نہ ہو سکی اور ہماری تمام ریسرچ کی کاوش بھی بے کار گئی ۔ حکومت نے اس سلسلے میں ایک سیڈ ایکسچینج پروگرام تیار کیا جس کا تجربہ پچھلے سال ہوا ۔ اس ایکسچینج پروگرام کے تحت ہماری ہر یونین کونسل میں سو سے دو سو ایکڑ رقبہ پر گندم کاشت کی گئی ۔ اور اس کا بیج وہاں سے حاصل کرکے وہیں رکھا اور پھر جن لوگوں کے پاس اچھا بیج نہیں ہے ان کو یہ اجازت ہوئی کہ وہ اپنی گندم کو اچھے بیج میں تبدیل کر لیں ۔ اس طریقے سے گاؤں کی سطح پر اچھا بیج مہیا کیا گیا ۔ 5 لاکھ من کا تجربہ پچھلے سال کیا گیا جو نہایت کامیاب رہا ۔ اس سلسلے میں ہم نے فیصلہ یہ کیا ہے کہ جو سکیم سات اضلاع میں جاری کی تھی اب اس کو تمام صوبے میں نافذ کر دیا جائے ۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے جس میں ہمیں مختلف ارکان کی کلی طور پر مدد درکار ہوگی کیونکہ اتنے بڑے کام کو مکمل طور پر کرنا آسان نہیں ۔

اس کے بعد میں آپ سے چند گزارشات اور کرنا چاہتا ہوں ۔ اکثر یہ غلط تاثر رہا ہے کہ ہمارے ملک میں نہ بیج کی اچھی اقسام ہیں اور نہ پیدا کی جا سکتی ہیں ۔ یہ غلط ہے ۔ ہمارے سائنس دانوں نے گزشتہ کئی سالوں میں تمام فصلات میں بہت اچھی اقسام گندم کی بے شمار اقسام پیدا کی ہیں ، حال ہی میں پنجاب میں تین نئی اقسام ایجاد ہوئی ہیں جو کہ بیماری کی مدافعت بھی رکھتی ہیں اور پیداوار بھی زیادہ دیتی ہیں ۔ ہر دوسرے یا تیسرے سال ہمارے سائنسدان گندم کی بہترین اقسام نکال رہے ہیں اور مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ پنجاب کے سائنس دانوں نے دنیا بھر میں تمام ممالک کی نسبت زیادہ اقسام ایجاد کی ہیں ۔ فصلوں کی پیداوار جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے کا انحصار صرف اقسام پر ہی نہیں بلکہ موسمی حالات پر بھی اس کا انحصار ہے ۔ جس کا ثبوت آپ کو پچھلے دو سالوں میں مل چکا ہے ۔ کپاس کی ایک نئی قسم ایجاد کر لی گئی ہے جس کا بیج اس سال انشاء اللہ تعالیٰ وسیع پیمانے پر تیار کیا جائے گا ۔ کپاس کے بیج کو گاؤں تک پہنچانے کے لیے صوبائی فیصلہ کیا گیا ہے کہ کپاس کا بیج انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعے ہر گاؤں میں پہنچایا جائے ۔ کیونکہ اس کے بغیر کپاس کا بیج گاؤں تک پہنچانا ممکن نہیں ۔ اس سال ہم تقریباً ساڑھے چار لاکھ من کپاس کا بیج تمام کپاس پیدا کرنے والے علاقوں میں پہنچائیں گے ۔

اس کے علاوہ سب سے بڑا ہمارا مسئلہ کھادوں کے استعمال کا ہے ۔ مصنوعی کھاد ایک واحد ذریعہ ہے جو پیداوار بڑھا سکتا ہے ۔ جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ دور جدید کا آغاز مصنوعی کھاد کی ایجاد سے ہوا ۔ مصنوعی کھاد کو جو قومیں زیادہ استعمال کرتی ہیں ان کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے ۔ ہمیں اکثر بتایا جاتا ہے کہ مشرقی پنجاب میں گنے کی پیداوار ہماری نسبت بہت زیادہ ہے ۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری نسبت مشرقی پنجاب میں دو گنا زیادہ کھاد استعمال کی جاتی ہے ۔ اب ہمارے ملک میں بھی کھاد کا استعمال بڑھ رہا ہے ۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہمارے ملک میں زیادہ تر آبادی چھوٹے کاشتکاروں پر مشتمل ہے ۔ چھوٹے کاشتکاروں کی

استطاعت سے یہ باہر تھا کہ وہ مصنوعی کھاد کا زیادہ استعمال کر سکیں ۔ چنانچہ سب سے بڑا کام جو موجودہ حکومت نے کیا وہ یہ ہے کہ تمام چھوٹے کاشتکاروں کو حکومت بلا سود قرض پر کھاد مہیا کرے ۔ یعنی دوسرے الفاظ میں تمام تر خرچ حکومت برداشت کرے اور اس کا استفادہ کاشتکار کرے چنانچہ کھادوں کی قیمتوں میں اضافے کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ بنیادی طور پر جو بھی اخراجات ہوں گے ان کو حکومت برداشت کرنے کے لیے تیار ہے ۔ لیکن یہ کام کیسے سرانجام دیا جانا چاہیے تھا ، یہ بہت بڑا مشکل مرحلہ تھا ۔ لیکن گزشتہ دو سالوں میں ہمیں اس میں کافی کامیابی ہوئی ہے ۔ پہلے سال میں ہم نے بیس کروڑ روپے کی کھاد چھوٹے کاشتکاروں میں بلا سود قرض پر دی اور اس میں سب سے اہم ترین بات یہ ہوئی کہ اس میں سے 99.7 فی صد قرض کاشتکاروں نے واپس کر دیا جس کے لیے میں پنجاب کے کاشتکاروں کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور یہ دنیا بھر میں ایک مثالی کردار ہے ۔ دنیا کے کسی ملک میں بھی زرعی قرضہ جات کی اس قدر واپسی نہیں ہوئی جو پنجاب نے پچھلے سال کی ۔ ان حوصلہ افزا نتائج کی بناء پر اس سال اس کی مقدار بڑھا کر چالیس کروڑ کر دی گئی اور آئندہ سال اس سے بھی کہیں زیادہ کر دی جائے گی ۔ ہمیں توقع ہے کہ اس طریقے پر کھاد کا استعمال ہمارے ملک میں بڑھ جائے گا ۔ چنانچہ ہوا بھی ایسے ہی ۔ پچھلے سال 35 فی صد کھاد کا استعمال بڑھ گیا اور اس سال بیس فی صد کے قریب بڑھا ۔ جو پینتیس فی صد بھی ہو جاتا اگر ایک مرحلے پر ہمیں کھاد کی کمی واقع نہ ہو جاتی ۔ اس لیے توقع یہ ہے کہ اگر یہ پالیسی قائم رکھی گئی تو اس میں کھاد کا استعمال کافی بڑھ سکے گا اور ہماری پیداوار بھی اسی تناسب سے آگے بڑھ سکے گی ۔

ایک اور مشکل مسئلہ جس پر ہمیں توجہ دینی ہے وہ مارکیٹنگ ہے ۔ ہمارے زمینداروں کی فصلیں یا اجناس بروقت مناسب داموں پر فروخت نہیں ہوتیں ۔ اس کے لیے ہمیں بھرپور کوشش کرنی ہوگی اور اس پالیسی کو بنانے میں میں آپ لوگوں کو درخواست کروں گا کہ آپ اس کے لئے ٹھوس تجاویز پیش کریں ۔ حکومت اپنے طور پر کوشش کر رہی ہے کہ وہ زمیندار کو اس کی

جنس کی پوری قیمت دلانے کی کوشش کرنے ۔ چنانچہ اس سلسلے میں ہم امداد باهمی کی انجمنوں سے مدد لیں گے اور اس سال گندم کی خرید میں ہم ان سے مل کر بھرپور کوشش کریں ۔ تا کہ امداد باهمی کے ذریعے زمیندار کو پوری قیمت دلائیں ۔ پچھلے دو سالوں سے ہمیں آلو کی فروخت میں بہت تکلیف ہو رہی ہے اور ہماری فصلیں پورے طور طریقے سے اٹھائی نہیں جا رہیں ۔ اس سال صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کا میں بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے وقت پر پنجاب سے دس لاکھ ٹن خریدنے کی اجازت دی جس کے نتیجے پر ہمارے یہاں آلو کی قیمتیں مستحکم ہو گئیں ۔ مشرق پنجاب کے مقابلے میں ہمارے پنجاب میں آلو کی قیمت خاطر خواہ ہے ، جب کہ اس کی فروخت میں بڑی دقتیں پیش آئیں ۔ اور اس کے لیے ہمیں کچھ نہ کچھ کوشش کرنی چاہیے ۔ اسی طریقے سے هلدی کی فروخت میں بھی بڑی دقت پیش آ رہی ہے ۔ هلدی کی قیمت جہاں 30 روپے من تھی اب گر کے صرف تیس روپے من کبھی هلدی کی قیمت کاشتکاروں کو دی جا رہی ہے ۔ اس کے لیے بھی کچھ مناسب انتظام کرنا ہے جس کے لیے آپ لوگوں کی امداد کی ضرورت ہے ۔

سب سے بڑی بات جو پیداوار بڑھانے کے لیے ضروری ہے وہ بارانی علاقوں کی ترقی ہے ۔ بارانی علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے پیداواری صلاحیت بہت رکھی ہے ۔ وہ سیم اور تھور کا شکار بھی نہیں ہیں اور وہاں پیداوار بھی مقابلتاً کم قیمت پر حاصل کی جا سکتی ہے ۔ اس بات کا ثبوت پچھلے دو سالوں میں بارانی علاقوں میں گندم کی پیداوار سے حاصل ہوا ہے ۔ وہاں پر محکمہ زراعت نے سو مقام پر مشین کی کاشت کی نمائش کی ۔ جس کے نتیجہ پر وہاں پر پیداوار کافی بڑھ گئی فیصلہ یہ ہوا ہے کہ اس علاقہ میں گندم کی زیادہ سے زیادہ کاشت کی جائے ۔ جہاں اس کی اوسط پیداوار چھ من فی ایکڑ ہے ۔ اس سال ہمارا خیال ہے دس من سے زیادہ ہو جائے گی ۔ اور وہاں پر پچھلے سال کی کوششوں کے نتیجے پر اس سال کھاد کا استعمال بھی بڑھا ہے ۔ حکومت بارانی علاقے میں زرعی ترقی کے لیے بھرپور کوشش کر رہی ہے ۔ چنانچہ وہاں پر بارانی زراعتی ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور اس کے علاوہ بارانی زرعی تربیتی انسٹیٹیوٹ کے

لیے بھی کلاسیں شروع کر دی گئی ہیں ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بارانی زراعتی کالج راولپنڈی کو اس سال سے جاری کر دیا گیا ہے اور وہاں پر کلاسیں شروع ہیں ۔ پنجاب میں زرعی ریسرچ کو ترقی دینے کے لیے ایک ریسرچ کو آرڈینیشن بورڈ بنایا گیا ہے جو بڑی کامیابی سے کام کر رہا ہے اور زراعت کے تمام ریسرچ کے شعبوں میں کوآرڈینیشن کا کام سر انجام دے گا ۔

جس طریقے سے زراعت میں ترقی ہوئی ہے اسی طریقے سے ہم نے حیوانات کے شعبے میں بھی کافی ترقی کی ۔ قیام پاکستان سے اب تک بھینسوں کی تعداد دوگنی سے بڑھ گئی ہے ۔ بھیڑوں کی تعداد تین گنا سے زیادہ بڑھ گئی ہے ۔ بکریوں کی تعداد تقریباً چار گناہ زیادہ بڑھ گئی ہے ۔ مرغیوں کی تعداد 8 گنا سے زیادہ بڑھ گئی ہے ۔ لیکن چونکہ ہمارے یہاں آبادی میں اضافے کے علاوہ لوگوں کا معیار زندگی بھی بڑھ رہا ہے اس لیے ہم پیداوار بڑھانے کے باوجود ضروریات کو پوری طرح سے پورا نہیں کر سکتے ۔ کوشش یہ کی جانی چاہئے کہ اس سلسلے میں مزید پیداوار کو بڑھایا جائے ۔ اس سلسلے میں مصنوعی افزائش نسل کا طریقہ رائج کیا گیا ہے ۔ جو بہت موثر ہوا ہے اور مجھے یہ کہتے ہوئے بڑا اطمینان ہوتا ہے کہ پنجاب میں اس سسٹم کو سٹینڈرڈائز کر دیا گیا ہے ۔ اچھے طریقے سے منظم کیا جا رہا ہے اور بڑی کامیابی سے اس پر عمل ہو رہا ہے ۔ فی الحال ہم نے چار اضلاع ساھیوال ، گوجرانوالہ، سرگودھا اور جھنگ کو اس میں شامل کیا گیا ہے ۔ جونہی تربیتی عملہ کو زیادہ تربیت دی جائے گی اس کو دوسرے اضلاع میں بڑھا دیا جائے گا ہم نے ایک بڑی سکیم یہ شروع کی ہے کہ ہم بھیڑوں میں افزائش کی کوشش کریں ۔ ان کی بیماریاں دور کرنے کے لیے ان کو ادویات مہیا کی جائیں اور جس قدر بھیڑیں بیمار ہوتی ہیں ان کو بچانے کی کوشش کریں ۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایک کروڑ روپیہ اس کام کے لیے مختص کیا گیا ہے ۔ مرغیوں کی افزائش کے لیے راولپنڈی میں پولٹری ڈیولپمنٹ ریسرچ انسٹیٹوٹ قائم کیا گیا ہے اور تمام اضلاع میں ایسی فرمیں تیار کی گئیں ہیں جو دیہات کے لیے مرغیاں بہم پہنچانے کا بندوبست کریں گی ۔ چنانچہ اس سلسلے میں مرغیوں کی یونٹس تقسیم کی جا رہی

ہیں ۔ امداد باہمی کے ذریعے بلا سود قرض پر دی جائیں گی ۔ ہم نے بارانی علاقے میں جانوروں کی افزائش کے لیے خیری مورت کے مقام پر ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم کیا ہے اور لائیو سٹاک ریسرچ انسٹیٹیوٹ بہادر نگر کو بھی زیادہ مضبوط بنایا جا رہا ہے اور وہاں پر ڈائریکٹر جنرل کی آسامی حال ہی میں رکھی گئی ہے ۔ سب سے بڑا کام حیوانات میں ترقی کرنے کے لیے یہ ہے کہ ہم ان کو بیماریوں سے بچا سکیں ۔ میں یہ بات فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب میں بیماریوں سے بچانے کے لیے جو ریسرچ انسٹیٹیوٹ کام کر رہا ہے وہ نہ صرف ملک بھر میں سب بڑا اور مشہور انسٹیٹیوٹ ہے بلکہ وہ بین القوامی شہرت کا مالک ہے ۔ جو لاہور میں واقع ہے اور ہم اس سے کئی لاکھ ویکسین یونٹ تیار کرکے نہ صرف اس کو ملک بھر میں مہیا کر رہے ہیں بلکہ اس کو دوسرے ممالک میں جہاں سے بھیج رہے ہیں اور ان کا معیار بین القوامی لحاظ سے کسی طریقے پر کم نہیں ہے ۔ جس کے نتیجہ پر ہم جانوروں کی بہت سی بیماریوں پر قابو پا سکتے ہیں Rinderpest کی بیماری جو کہ بہت عام ہوتی تھی اس کو ملک سے کلیتہ ختم کر دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ باقی ہر قسم کی بیماری کی ویکسین تیار ہوتی ہے ۔ بیماریوں سے بچانے کے لیے محکمہ کو زیادہ مضبوط بنایا جا رہا ہے ۔ اس کے لیے ایگزیکٹو جنرل کی آسامی کا اضافہ کر دیا گیا ہے لیکن اس بات میں سب سے بڑی مشکل جو ہمیں پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ امور حیوانات کا ہسپتال ڈسٹرکٹ کونسل کے تابع ہے اور صورت حال یہ ہے کہ 5 پیسے کی دوا فی جانور بھی مہیا نہیں کی جا رہی ہے ۔ ضلع کونسلیں حیوانات سے سب بڑی رقومات حاصل کر رہی ہیں ۔ لاکھوں روپے کے ٹیکس حاصل ہو رہے ہیں اور حیوانات کی ترقی کے لیے اس سے کچھ خرچ نہیں ہوتا ۔ اس میں کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیاں بھی شامل ہیں ۔ وہ بھی حیوانات کے مذبح خانوں سے بہت زیادہ رقم وصول کر رہی ہیں لیکن جانوروں کی افزائش اور بہتری کے لیے کچھ پیسہ خرچ نہیں کر رہی ۔

اس کے علاوہ جو کام گزشتہ دو سالوں میں قابل ذکر ہوا ہے ۔ وہ کوآپریٹو سیکٹر میں بھی ہے ۔ انجمن امداد باہمی ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعے ہم دیہات تک پہنچ سکتے ہیں اور کاشتکاری کے جملہ مسائل کو حل

کر سکتے ہیں ۔ لیکن بدقسمتی سے یہ محکمہ ہوی اور یہ تحریک بھی جو بڑا موثر کردار ادا کر سکتی تھی ۔ سیاست کا شکار ہو گئی ۔ جس کے نتیجے میں یہ بالکل فعال ثابت نہ ہوئی یہاں تک کہ اس کا نام لینا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن جب ہم نے اس کو پچھلے سال شروع کیا تو بفضلہ تعالیٰ اس نے موثر کام کیا ہے ۔ 20 کروڑ روپے کے زرعی قرضہ جات دے کر اس میں سے 99.7 فی صد واپس لے لینا ایک بڑا قابل قدر کارنامہ ہے جو اس محکمے نے سرانجام دیا ہے چنانچہ اس کے نتیجے میں اس محکمہ کو اور مضبوط بنا دیا گیا ہے اور اب ضلع مراکز اور تحصیل کی سطح پر ہم نے افسران مقرر کر دئے ہیں جن کو موٹر سائیکل اور جیپیں مہیا کر دی گئیں ہیں ۔ توقع یہ ہے کہ اب اس سے بڑھ کر یہ کام کر سکے گی ۔

ایک رورل سپلائی کواپریٹو کارپوریشن تھی جو بالکل غالباً ایک مردے کی حیثیت سے تھی لیکن اس کمزور آرگنائزیشن نے پچھلے ایک عرصے میں 8 ہزار ٹریکٹر باہر سے درآمد کر کے کاشتکاروں کو سپلائی کیے ہیں ۔ جس کے نتیجے میں ان کا اپنا نجی سرمایہ ڈیڑھ کروڑ روپے سے تجاوز کر گیا ہے ۔ اب میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ یہ کارپوریشن دیہات میں لوگوں کو ڈیزل مہیا کرنے میں موثر کردار ادا کرے گی اور ورکشاپ میں مرمت کا بھی انتظام کرے گی ۔ مجھے یہ توقع ہے کہ امداد باہمی کے محکمے کو مزید تقویت پہنچائی گئی تو یہ سب سے مؤثر کردار ادا کرے گا ۔ جتنے آپ حضرات منتخب نمائندے ہیں آپ کا سب سے بڑا اور اہم کام اور سب سے مشکل کام امداد باہمی ہے ۔ جو آپ لوگوں کی امداد باہمی کی کمیٹی ہوگی اس کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے ۔ اس کا بجٹ چالیس کروڑ روپیہ لوگوں کو دینا ہے اور ان سے واپس لینا ہے ۔ اگلے سال ممکن ہے یہ رقم بڑھ کر ایک ارب ہو جائے ۔ لیکن یہ تھوڑی امداد نہیں ہے یہ بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ ہے ۔ اتنا بجٹ کسی حکومت کے پاس نہیں ہے ۔ یہ آپ لوگوں کو مہیا کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ آپ اس میں دلچسپی لیں اور اس مہم کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں ۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم دیہات میں سرمایا مہیا نہیں کر سکتے اور یہ سرمایا مہیا کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے ۔

اس کے بعد جو محکمہ میرے پاس ہے وہ ہے محکمہ آبپاشی کا۔ جس کے لیے ہم آپ کی امداد کے بہت حد تک خواھاں ہیں۔ آبپاشی کے نظام کو زیادہ بہتر بنانے سے بھی ہم زیادہ پیداوار حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس میں کافی کچھ مشکلات ہیں اور زمینداروں کے مسائل بھی اسی محکمے سے زیادہ متعلق ہیں۔ جہاں بھی ہم دیہات میں جاتے ہیں وہاں لوگوں کو زیادہ تر آبپاشی کی مشکلات کا سامنا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جو کمیٹی آبپاشی کے سلسلے میں بنائی گئی ہے وہ اس پر پوری طرح غور و خوض کر کے کچھ ایسی تجاویز پیش کرے تا کہ اس سلسلے میں کاشتکاروں کی مشکلات کو دور کیا جائے بہر صورت یہ ایک بہت ہی اچھا نظام ہے۔ دنیا کا یہی سب سے بڑا نظام ہے اور ہم اس وقت تقریباً دو کروڑ چالیس لاکھ ایکڑ رقبے پر آبپاشی کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس چودہ ہیڈ ورکس ہیں۔ 23 کینال سسٹم ہیں۔ جو 23 ہزار میل لمبے ہیں اور 54 ہزار ہمارے پاس موگے ہیں۔ آپ یہ اندازہ لگائیں کہ 54 ہزار موگوں کا انتظام کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس بڑے کام میں آپ لوگوں کی امداد بہت حد تک چاہیئے۔ تا کہ پانی کی تقسیم صحیح اور منصفانہ ہو۔ ہم اس لیے سب سے بڑی مشکل میں رہے ہیں کہ ہم پانی کی منصفانہ تقسیم نہ کر سکے۔ جو لوگ کہ اوپر کی طرف ہوتے ہیں وہ پانی چرا لیتے ہیں اور پانی غلط استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجے میں tail end پر پانی نہیں ملتا۔ اب یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کو روکیں اور اس کی منصفانہ تقسیم میں ہماری مدد کریں کیونکہ آپ کو یہ کام موثر طریقے پر چلانا ہے۔ اس سلسلے میں ہم کو چھ ہزار سات سو ٹیوب ویلوں کو کنٹرول کرنا ہے۔ جو سکارپ کے تحت لگائے گئے ہیں۔ سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ وہ ٹیوب ویل باقاعدگی سے نہیں چلتے اور وہاں پر جتنے آپریٹرز ہیں وہ حاضر نہیں رہتے۔ ظاہر ہے کہ ٹیوب ویل دور دراز گاؤں میں لگے ہوئے ہوتے ہیں اور وہاں پر ایک موثر محکمانہ کنٹرول ممکن نہیں۔ اس سلسلے میں بھی آپ کی امداد انتہائی طور پر مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ آپ اس میں ہماری مدد کریں۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ صرف آبپاشی کے شعبے میں پنجاب میں 66 کروڑ روپے کا خرچہ آتا ہے۔ یہ کوئی معمولی رقم نہیں ہے اور اگر آپ کی مدد سے اس رقم کا صحیح استعمال کیا جائے گا تو یہ انتہائی مفید ثابت ہوگی۔

ان تمام چیزوں کو صحیح طریقہ پر سر انجام دینے کے لیے سب سے اہم گزارش یہ ہے کہ اس وقت دیہاتی شعبے پر پنجاب کی حکومت 3 ارب 66 کروڑ روپیہ خرچ کرتی ہے ۔ یہ مختلف محکموں کے ذریعے دیہات میں خرچ ہو رہا ہے یہ اتنی بڑی رقم ہے جس کا ضیاع یا اس کا مناسب مفاد حاصل نہ کرنا ملک اور قوم کے ساتھ زبردست غداری ہے اور اگر آپ لوگ اس میں مدد کریں تو ہم اس رقم سے موثر فائدہ اٹھا سکیں کے جو ہم دیہات میں خرچ کر رہے ہیں ۔ اس کے لیے ہم نے ایک محکمہ رورل ڈویلپمنٹ یا ترقی دیہات بنایا ہے ۔ اس محکمے نے ابھی تک موثر طور پر کام کرنا شروع نہیں کیا کیونکہ یہ محکمہ اسی وقت موثر طریقے پر کام کر سکتا ہے جب کہ لوگوں کے منتخب نمائندے اس میں شامل ہو کر اس کو موثر بنائیں ۔ کیونکہ جو رپورٹیں ہمیں محکمانہ طور پر موصول ہوتی رہی ہیں وہ تو سب اچھا ہوتا ہے ۔ اس لیے ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ جو اتنا روپیہ دیہات پر خرچ ہو رہا ہے یہ کہاں جاتا ہے ۔ تو ظاہر ہے کہ اس کے لیے آپ لوگوں کی مدد سے ہی صحیح انتظامات کر سکتے ہیں ۔ ہم نے پنجاب بھر میں 290 مراکز قائم کئے ہیں ۔ ان مراکز میں ایک سترہ گریڈ کا افسر پراجیکٹ منیجر کے طور پر مقرر ہے ۔ تمام یونین کونسل کے چیئرمین حضرات کو اس مرکز میں کونسل کا ممبر بنایا جائے گا اور اس کونسل کا چیئرمین ضلع کونسل کا اس علاقے کا ممبر قرار پایا ہے ۔ اب یہ عوامی نمائندوں کی ایک کونسل دیہات میں مختلف محکموں کی کارکردگی کی نگرانی کرکے ایک بڑا موثر کردار ادا کر سکتی ہے اور اس کے لیے تجویز یہ ہے کہ آپ لوگ ضلع کی سطح پر اس کا انتظام کر سکتے ہیں ۔ لوگوں کو یہ بتائیں کہ ہر مرکز کی سطح پر جتنے بھی منتخب نمائندے ہیں وہ مختلف محکموں کے کردار کا محاسبہ کریں گے ۔ چنانچہ اس کے لیے ہم نے ھدایات جاری کر دی ہیں کہ ہر مرکز کی سطح پر جتنے ممبر ہیں ہر ایک ممبر ایک ایک محکمے کی نگرانی کرے ۔ چنانچہ مجھے توقع یہ ہے کہ جلد ہی مرکز کی سطح پر محکمے کی تفتیش منتخب نمائندوں کے سپرد کر دی جائے گی اور وہ اپنے اپنے محکموں کی نگرانی کریں گے ۔ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ وہ ممبر صاحب جو محکمے کے انچارج ہوں گے ان کو بیٹھنے کے لیے دفتری سہولت دے دی جائے تا کہ وہ وہاں پر بیٹھ

کو محکمے کی تمام مشکلات حل کر سکیں تو محکمانہ سطح پر دیہات کی سطح پر جو بھی منصوبہ بندی کی جائے گی وہ ان ممبران کے مشورے سے کی جائے گی چنانچہ اس کی پلاننگ میں اس کی پراگریس کی مانٹرنگ میں یعنی یہ دیکھنے کے لیے کہ کس قدر کام ہوا اور پھر ان کی مشکلات حل کرنے میں ان کی مدد کریں ۔ اگر آپ کے تمام ممبر حضرات اس طریقے پر حکومت کے تمام شعبوں کی نگرانی نچلی سطح پر کرنی شروع کر دیں گے تو پھر لوکل حکومت صحیح معنوں میں موثر ثابت ہوگی ۔ جب کہ ایک ممبر جو یونین کونسل کا ممبر ہے ، جس طرح میں صوبے کی سطح پر زراعت کی نگرانی کرتا ہوں اسی طرح وہ یونین کونسل کی سطح پر زراعت کی نگرانی کرے تو اس طرح آٹھ نو ممبر جو ایک یونین کونسل کے ہیں وہ اپنے ایک ایک محکمے کی نگرانی کریں گے اور پھر مرکز کی سطح پر جو ممبران ہوں گے وہ مرکز کی سطح پر نگرانی کریں گے اور جو مسائل ہوں گے وہ وہاں سے اکٹھے کرکے ضلع کی سطح پر پہنچائیں گے کیونکہ اس طریقے سے ہم نے حکومت کا نظام نچلی سطح تک منتقل کرنا ہے ۔ ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ لوگ اس میں بھرپور حصہ لیں گے اور تمام ممبران کو اس میں شامل کریں گے ۔ تا کہ اس کام میں وہ پرجوش طریقے سے شامل ہو کر اپنی اپنی ذمہ داری محسوس کریں ۔ ورنہ صرف اختیارات اگر چیئرمین کے پاس رہیں اور باقی آدمی اپنی ذمہ داری محسوس نہ کریں تو پھر یہ کام نہیں چلے گا ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کو موثر بنانے کے لیے ہر سطح پر ممبران کو شامل کریں کیونکہ جیسے آپ جانتے ہیں آپ کا جو الیکشن ہوا ہے یہ سیاسی بنیاد پر نہیں ہوا ۔ اس کا بڑا مقصد ڈویلپمنٹ میں حکومت کی مدد کرنا ہے ۔ اس سلسلے میں میں آپ سے پر زور اپیل کروں گا کہ آپ اپنے تمام ممبران کو اس میں شامل کریں اور ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں ۔ میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ کو عوام نے منتخب کیا اور اس کے بعد حکومت نے آپ کو یہ اعزاز دیا ہے کہ آپ صوبائی سطح پر آ کر بطور ایک ممبر صوبائی کونسل ہماری پالیسیاں مرتب کرنے اور ان پر عمل درآمد کروانے کے سلسلے میں اپنی تجاویز بھیجیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس قدر محکمے میری تحویل میں ہیں وہ تمام محکمے آپ کے ساتھ بھرپور طریقے سے

کام کریں گے اور آپ کے مشوروں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے ۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عزائم میں کامیاب کرے ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

مشیر برائے تعلیم و ثقافت کا خطاب

اناؤنسر ۔ اب ڈاکٹر زیڈ ۔ اے ۔ ہاشمی صاحب ، مشیر برائے تعلیم ۔ ہمیں اپنے خیالات سے مستفیض فرمائیں گے ۔ ڈاکٹر زیڈ اے ہاشمی صاحب ۔

مشیر برائے تعلیم و ثقافت (ڈاکٹر زیڈ ۔ اے ۔ ہاشمی ۔) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ عزت مآب گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل سوار خان صاحب ، محترم جناب میاں غلام محمد احمد خان مانیکا ۔ مشیر برائے بلدیات ، معزز ممبران صوبائی کونسل پنجاب ، خواتین و حضرات ! السلام علیکم !

تھوڑا عرصہ قبل مقامی حکومتوں کے منتخب ارکان کو تعلیم کے موضوع پر خطاب کرنے کا مجھے شرف حاصل ہوا اور بہت سے دوستوں نے ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ اور وطن عزیز کی ترقی سے تعلیم کے اساسی رشتہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے پر میری حوصلہ افزائی کی اور تعلیم اور سائنس کی ترقی کی جد و جہد میں اپنے تعاون کا مجھے یقین دلایا ۔

آج صوبائی کونسل پنجاب کے اس پہلے اجلاس میں مجھے خطاب کرنے کا موقع دیا گیا ہے ۔ میں اسے تعلیم اور سائنس کی بنیادی اہمیت کے اعتراف پر محمول کرتا ہوں اور اسے قوم اور صوبے کے لیے نیک فال سمجھتا ہوں کیونکہ پنجاب میں تعلیم کی حالت چنداں اچھی نہیں ہے اور حالات تعلیم پر خصوصی توجہ کے متقاضی ہیں ۔ اس وقت صوبہ کی تقریباً 80 فیصد آبادی ان پڑھ ہے ۔ بارہ سال کی عمر کے 80 فیصد بچے سکولوں سے باہر ہیں ۔ پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم کی سہولتیں نہایت محدود ہیں اور اعلیٰ تعلیم بالخصوص سائنسی تعلیم کے لیے ہم دوسری قوموں کے دست نگر ہیں ۔

اس بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالنے کی صورت یہی ہے کہ (1) عوام الناس میں صحیح صورت حال اور زمان کا واضح احساس ہو (2) اصلاح احوال کے لیے منصوبہ بندی بھی کی جائے اور درست تدابیر اختیار کی جائیں (3) پختہ عزم کے ساتھ حکومت اور عوام مشترکہ محنت اور کوشش سے ایسا نظام تعلیم قائم کریں کہ ایک مجہول اور پس ماندہ معاشرے کا بے بس رکن ہونے کی بجائے صوبے کا ہر فرد صحیح معنوں میں " اہل کتاب " میں سے ہونے کا حقدار ہو اور اپنے ذاتی اور اجتماعی مسائل کو علم و دانش کی روشنی میں حل کرنے کا اہل ہو ۔ اس نیک مقصد کے حصول کے ضمن میں صوبائی کونسل کے ممبران پر فرداً فرداً عظیم ذمہ داری ہے ۔

میری دانست میں پنجاب کے تعلیمی انحطاط کے پیچھے پانچ بڑے عوامل کارفرما ہیں ۔ اول ۔ آزادی کے بعد آبادی میں اضافے کی نہایت تیز شرح سے سکول جانے والے بچوں کی تعداد میں تقریباً دس گناہ اضافہ ہو گیا ہے ۔ آبادی کی شرح 3.2 فی صد سے متجاوز ہو گئی ہے اور ہماری کوئی 47 فیصد آبادی چودہ سال سے کم عمر کے بچوں کی ہے ۔ یہ سارے کے سارے ایسے سمجھئے کہ تعلیمی نظام پر بار ہیں ۔ دوسرے ملکوں کے ساتھ اگر آپ مقابلہ کریں تو بیشتر ترقی یافتہ ممالک میں بیس پچیس فی صد بچوں کی تعداد ہے ۔ بجائے 47 فیصد کے ۔ وہ قومیں متمدن بھی ہیں اور امیر بھی ۔ ان کے پاس وسائل بھی زیادہ ہیں اور ان کے بچے بھی آبادی میں مقابلتاً ڈیپنڈنٹ کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ یعنی یہ وہ افراد ہیں جو خود اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتے ۔ جنہیں معاشرے نے تعلیم دینی ہے ، اور انہیں کھانا پلانا ہے ۔ یعنی ان کی ذمہ داری معاشرے پر ہے ۔ یہ جو دس گناہ اضافہ ہوا ہے اس سے معیار کے لحاظ سے تعلیم کے نظام میں ہم بالکل مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں ۔

دوم ۔ تعلیم کے مقابلے میں دوسرے سیکٹرز سے ترجیحی سلوک ۔ ہر قوم اپنے لیے ترجیحات قائم کرتی ہے ۔ تعلیم کے میدان میں سوائے ایک دو ممالک کے جن کے مسائل ہماری طرح ہی کے ہیں ۔ پاکستان سے کم درجہ کسی اور قوم کا نہیں ہے ۔ ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ۔ اور یہ کہ ہم اہل کتاب ہیں ۔ قرآن مجید میں جس قدر زور تعلیم پر ہے کسی اور مسئلے پر نہیں ہے ۔

لیکن جب پیسے دینے کی نوبت آتی ہے تو سب سے کم پیسے تعلیم کو دیے جاتے ہیں خوش قسمتی کی بات ہے کہ پنجاب تعلیم کے لحاظ سے دوسرے علاقوں سے آگے ہے لیکن یہاں تعلیم پر فی کس خرچ سب علاقوں سے کم رکھا ہے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں جو تعلیمی حالت ہے وہ ایک پس ماندہ علاقے کی طرح ہے ۔ ایسے ایسے علاقے بھی ہیں جہاں تعلیم کے سلسلے میں ترقی کی ضرورت ہے ۔ اور یہ بات پنجاب کے ساتھ ہی نہیں ، بلکہ لاہور کے ساتھ بھی ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہاں تعلیمی سہولتیں بہت زیادہ ہیں ۔ جہاں تک پرائمری تعلیم کا تعلق ہے ۔ لاہور پنجاب میں اکیس اضلاع میں سے انیسویں نمبر پر ہے ۔ صرف دو ضلعے اس سے کم ہیں ۔ لاہور والے سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بہت تیر مارے ہیں ۔ کہ یہاں تعلیم کے مواقع بہت زیادہ ہیں ۔ باقی صوبوں میں سے پنجاب اور پنجاب میں سے لاہور اس گمان کا شکار ہے ، complacent attitude اس کو کہہ لیجیے کہ ہمارے پاس مواقع بہت ہیں ۔ تو جس کے پاس یہ احساس موجود ہو ۔

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا

تو حالی کی مسدس کا جو آخری شعر ہے اس کا مطلب کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کے لیے دوا پیدا کی ہے ۔ لیکن جس مرض کو آسان سمجھا جائے اس کی کوئی دوا نہیں ۔ جب آپ کے ذہن میں یہ خیال ہے کہ تعلیمی لحاظ سے دوسروں کے ہم آگے ہیں تو پھر یہ خیال ایک قسم کا complacence ہی ہے ۔ جس کی وجہ سے انسان ہمت اور محنت سے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور اس کے نتائج قوموں کے لیے بڑے خطرناک ہوتے ہیں ۔ تو دوسرے سیکٹرز کے ترجیحی سلوک اور تعلیم پر فی کس خرچ میں مسلسل کمی جو کہ دیگر اقوام کے مقابلے میں نہ صرف قلیل ہے بلکہ پاکستان کے دیگر سب علاقوں کے مقابلے میں بھی یہ خرچ بہت تھوڑا ہے ۔

سوم ۔ صوبائی تعلیمی بجٹ پر (جو کہ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے مقابل پہلے ہی نہایت ناکافی تھا) 1972 میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو

قومیانے کی پالیسی کی بدولت لاکھوں طلبہ کے اخراجات کا مزید بوجھ اور تعلیم میں بھی سرمایہ کاری کے سرچشموں کی خشکی ۔ یہ ایک بہت بڑا سبب ہوا ۔ ہمارے پاس لاکھوں نئے طالب علم آ گئے ۔ بیگم کرنل محبوب الہی صاحبہ صبح سے شام تک اسی کام میں مصروف ہیں کہ کس طریقے سے قوم کے بچوں کو ، بچیوں کو تعلیم کے وسائل مہیا کیے جائیں ۔ مثلاً کسی سکول پر اب حکومت کا خرچ اگر چھ لاکھ ہے تو پہلے ہم محض چھ ہزار روپے یا سات ہزار روپے کی گرانٹ اسے سالانہ دیا کرتے تھے اور ایسے سکولوں سے اچھا بھلا کام چل رہا تھا ۔ بلڈنگز بھی بن رہی تھیں ۔ ان کی ریپیئرز بھی ہوتی تھیں ، اساتذہ کی تنخواہیں بھی دی جاتی تھیں ، لیبارٹریز کو سامان بھی مہیا کیا جاتا تھا ۔ تو اس سے بہت بڑا بوجھ تعلیمی سسٹم کے اوپر پڑا ہے ۔

چہارم ۔ افراط زر (inflation) کے طوفان سے روپے کی قیمت میں کمی کے باعث بجٹ میں مختص رقوم سے تعلیمی ضروریات مثلاً اساتذہ کی تنخواہوں ۔ لیبارٹریز کے لیے سامان ۔ لائبریریوں کے لیے کتابیں ۔ ورکشاپ کے لیے آلات اور بنیادی سہولتیں مثلاً سکولوں کی عمارات ۔ ان کی مرمت وغیرہ پر خرچ میں بے پناہ اضافہ ۔

ایک بات اس پس منظر میں دیکھیں کہ آپ ہر سال بجٹ زیادہ کرتے ہیں لیکن وہ بجٹ بیشتر اساتذہ کی تنخواہوں وغیرہ پر خرچ ہو جاتا ہے ۔ اس وقت ہمارا جو بجٹ ہے وہ تقریباً 24 کروڑ روپیہ ہے جس کو ریونیو بجٹ کہتے ہیں ۔ یہ ترقیاتی نہیں ہے ۔ موجودہ نظام کو چلانے کے لیے جو ہماری تعلیمی ضرورت ہے یہ اس کے لیے مختص کیا گیا ہے ۔ اس 24 کروڑ روپیہ میں سے تقریباً 21 کروڑ روپیہ ایسا خرچ ہے جو تنخواہوں وغیرہ پر خرچ ہو جاتا ہے ۔ ہمارے پاس پنجاب میں تقریباً 40 ہزار ہائی سکول اور تعلیمی ادارے ہیں ان کے لیے ہمارے پاس صرف ایک حقیر سی رقم رہ جاتی ہے ۔ میرے زمانے میں جو تعلیمی نظام انگریزوں کی عملداری میں ہونے کی وجہ سے کافی کمزور تھا کبھی یہ خیال نہ تھا کہ مڈل سکولوں میں بچے ننگی زمین پر بیٹھیں ۔ ان کے بیٹھنے کے لیے ڈیسک ہوتے تھے یا ٹاٹ ہوتے تھے ۔ اب آپ

لاہور میں چلے جائیں یا گوجرانوالہ میں چلے جائیں یا آپ گورنر صاحب کے گاؤں میں چلے جائیں وہاں حالت یہ ہے کہ ہائی سکولوں میں بچوں کے بیٹھنے کے لیے ڈیسک نہیں ہیں ۔ اساتذہ کے لیے کرسیاں نہیں ہیں ۔ اس کی وجہ بیشتر یہ ہے کہ inflationary pressure ہے اب پیسہ ہر سال کچھ دیا جا رہا ہے مگر ہمارے خریدنے کی استطاعت روز بروز کم ہو رہی ہے ۔ اس وقت جو ایک چیز ایک روپیہ میں آتی تھی اب وہ 20 روپے میں آتی ہے ۔ نہ کھیلوں کے لیے سامان ہے ۔ نہ لائبریریوں کے لیے کتابیں ہیں ۔ نہ لیبارٹریز میں کیمیکلز ہیں ۔ یعنی تعلیمی میدان میں ایک قسم کی بے بسی کا عالم ہے ۔

آخر میں میں اس چیز کی پھر تکرار کروں گا اور دوسری بار کہوں گا کہ سب سے بڑھ کر نقصان اس غلط گمان سے ہوا کہ پنجاب تعلیم میں نسبتاً زیادہ ترقی یافتہ ہے جس کی بدولت ترجیحات کا غلط تعین ہوا ۔ چنانچہ دوسرے قومی منصوبے کے دوران آزادی کے بعد 1960-65ء کے علاوہ باقی عرصے میں تعلیم کی جانب عدم توجہی کی پالیسی کی بدولت ضروریات اور وسائل میں بڑھتے ہوئے بعد اور فاصلے نے پنجاب کے تعلیمی سسٹم کو کمزور ترین بنا دیا ہے ۔

اب حالت یہ ہے کہ موجودہ حکومت اس بڑے اہم فریضہ کو ادا کرنے سے دو چار ہوئی ہے ۔ بیشتر اس کے میں ان مسائل کا تفصیل سے ذکر کروں میں مختصر طور پر اپنے مقاصد کا بھی ذکر کروں گا کہ تعلیم کیوں ضروری ہے ۔ جب ایک بچے کے لئے یا آپ اپنے بچے کے لئے سکول میں داخلے کے لئے آتے ہیں یا میڈیکل کالج میں ۔ انجینئرنگ کالج میں کانونٹ سکول میں گورنمنٹ سکول میں یا کسی ماڈل سکول میں داخلے کے لئے جاتے ہیں ۔ اس وقت ماں باپ کی پریشانی کو دیکھ کر صحیح اندازہ ہو جاتا ہے ۔ کہ تعلیم کی اہمیت کیا ہے ۔ میرا تقریباً آدھا وقت اس بات پر صرف ہوتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس سکول میں میرے بچے کو داخل کروا دیں ۔ اس سکول میں میرے بھتیجے کو داخل کروا دیں ۔ یا اس کالج میں داخل کروا دیں لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ جب یہ کالج ہوں گے تب ہی یہ بچے داخل ہوں گے ۔ پروفیشنل کالجوں میں جس میں ہماری اس عمر کے لوگوں کے بچوں کو داخلہ

نہیں ملتا ۔ آج کل بہت زور ہے ۔ میڈیکل کالجوں میں انجینئرنگ کالج میں ۔ ایگریکلچرل کالج میں دیکھیں وہاں کیا حالت ہے ۔ ہمارے پاس 100 جو پاکستان کے بچے پڑھتے ہیں ان میں پنجاب کے 22 بچے ہیں حالانکہ ہماری آبادی 60 فیصد ہے ۔ ہمارے پاس 99 پروفیشنل کالج ہیں ان میں سے پنجاب میں صرف 24 قائم ہیں ۔ اگر آپ اپنے بچوں کے لئے کالج قائم ہی نہیں کرتے تو پھر داخلے کا کیا سوال ہے ۔ آپ کے پاس پروفیشنل کالج ہوں تبھی آپ کے بچے پروفیشنل کالج میں داخل ہو سکتے ہیں ۔ اسی طرح اچھے سکول ۔ پرائمری سطح پر ۔ سیکنڈری سطح پر یا اس قسم کے ادارے اب آہستہ آہستہ کم ہو رہے ہیں ۔ اس کی کئی وجوہ ہیں جن کی وجہ سے اچھے ادارے کم ہو رہے ہیں ۔ مگر جو قوم اپنی تعلیم کی طرف توجہ نہ دے ۔ جو اپنے لئے ادارے قائم نہ کرے یا جو ادارے قائم کرکے بھول جائے یا ان اداروں کے لئے اچھے استاد مہیا نہ کرے یا اچھی سہولتیں پیدا نہ کرے اور آہستہ آہستہ وہ قوم اس میدان سے نکل جائے تو کیا وہ متمدن اور مہذب کہلانے کی حق دار ہے ۔ وہ قوم جاہلوں اور ظالموں کی ہو جاتی ہے ۔ وہ ہر میدان میں پیچھے رہ جاتی ہے ۔ اگر آپ سیکٹر باِئی سیکٹر لیں تو یقیناً ہر سیکٹر میں اپنی اپنی اہمیت ہے ۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ نظام آبپاشی کے بغیر ہم گزارہ کر سکتے ہیں یا زراعت کے میدان کے بغیر گزارہ کر سکتے ہیں یا صنعتوں کے نظام کے بغیر گزارہ کر سکتے ہیں ۔ مگر پھر بھی آپ دیکھیں کہ کہیں ایک بھی شخص ہو جو دانشمند ہو ہمت والا ہو تو وہ سارے کے سارے گاؤں یا سارے کے سارے شہر کو اٹھا لے جائے گا ۔ وہ ان کی قسمت کو تبدیل کر دے گا ۔ لیکن جہاں اس قسم کی حالت ہو کہ وسائل کے باوجود اور پیسوں کے باوجود لوگوں میں جہالت ہوتی ہے ۔ فساد ہوتا ہے تو وہ بجائے ترقی کرنے کے ترقی معکوس کرتے ہیں ۔

جناب والا ۔ بنیادی مقاصد میں سب سے بڑا مقصد تو میں نے آپ کے اپنے بچے کا ذکر کر کے واضح کرنے کی کوشش کی ہے ۔ قومی نقطہ نگاہ سے اس کی جو اہمیت ہے اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ آپ جناب صدر

جنرل ضیاءالحق کی کوئی تقریر لے لیں یا جناب سوار خاں صاحب کی کوئی تقریر لے لیں کسی تقریر کو ختم نہیں کیا گیا جب تک کہ اس میں تعلیم کا ذکر نہ ہو ۔ یہ بات آئندہ حکمرانوں یا دانشمندوں کے لئے ہے جن کے اوپر یہ بھار پڑتا ہے کہ قوموں کی ترقی اسی میں ہے ۔ وہ لوگ با آسانی سمجھ سکتے ہیں کہ تعلیم کے بغیر ۔ ٹیکنالوجی کے بغیر قوم کی خوشحالی میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ آپ جرمنی کو لے لیجئے ۔ جاپان کو لے لیجئے ۔ ڈنمارک کو لے لیجئے ۔ ان سارے ممالک میں ذخائر کی کوئی فراوانی نہیں ہے ۔ یہ تینوں ممالک جن کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں کچھ بھی نہیں ہے ۔ وہاں نہ زمین ہے ۔ نہ معدنی طاقت ہے ۔ ڈنمارک میں کیا ہے ؟ ڈنمارک میں سو سال اگر پہلے کی بات کریں تو یہ چالیس ہزار کی آبادی کا بوجھ سہار سکتا تھا ۔ وہاں ریت ہے اور کچھ نہیں ہے ۔ ہالینڈ میں جا کر دیکھیں وہاں کچھ بھی نہیں ہے ۔ نہ زمین ہے نہ soil ہے ۔ ہمارے ہاں soil موجود ہے ۔ پانی بہت افراط میں ہے اور سارا سال ہے جس سے فصل اگا سکتے ہیں ۔ مگر وہاں فصل اگانے کے لئے آپ آٹھ آٹھ مہینے بیٹھے رہیں ۔ جب تک برف نہیں پگھلے گی تب تک آپ کوئی فصل نہیں اگا سکتے ۔ آپ کے پاس ہر قسم کی دولت موجود ہے ۔ افرادی قوت موجود ہے ۔ آپ ایگریکلچر کو لے لیجئے ۔ صنعت کو لے لیجئے ۔ ان کے لئے مشینری جاپان سے آتی ہے ۔ وہی اب ہمارے ہاں لگاتے ہیں ۔ مگر ہماری افرادی قوت سندھ میں اس قابل نہیں ہے کہ وہ اس مشینری کو اچھی طرح استعمال کر سکے ۔ یا آرگنائزیشن نہیں ہے ۔ skill اور آرگنائزیشن نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی جو ٹیکسٹائل انڈسٹری ہے وہ صرف 1/5 پروڈکشن دے رہی ہے ۔ ایگریکلچر میں جتنا علاقہ ہم چارہ کے لیے استعمال کرتے ہیں اتنا سارے مصر کا total cultivated area ہے ۔ ہمارے پاس 50 ملین ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے ۔ لیکن ان کے پاس پانچ چھ ملین ایکڑ ہے ۔ لیکن ان کا پروڈکشن لیول دیکھیے ان کی کوئی commodity ایسی نہیں ہے جس میں وہ ہم سے per acre yield میں 5 گناہ سے زیادہ نہ ہو ۔ مثال کے طور پر جاپان کو دیکھیں بھٹی صاحب نے ذکر کیا ہے کہ وہ کس طرح مصنوعی کھاد کا استعمال کرتے ہیں ۔ کس طرح وہ مشین کا استعمال کرتے ہیں ۔ وہ نئی ٹکنالوجی اور نئے بیج

کا استعمال کرتے ہیں - آپ نے دیکھا کہ باہر سے ہم مانگے تانگے سے بھی ٹیکنالوجی میں کس قدر ترقی کر سکتے ہیں اگر ہم میں یہ اہلیت ہو کہ خود اپنی ٹیکنالوجی اپنی ضروریات کے لحاظ سے وضع کریں اور سائنس اور ٹیکنالوجی کی سہولتیں اگر ہمیں میسر ہوں تو اس سے کس قدر پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے -

سب سے پہلی بات جو مجموعی طور پر قوم کے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ آج کل سائنسی تعلیم کا زمانہ ہے - طاقت اور اکنامک پاور کی سروائیول کے لیے بہت ضروری ہے کہ دوسرے آپ دیکھیں گے جناب صدر اور گورنر صاحب کی جب بھی pubilc appearance ہوتی ہے اس میں جس بات کا ذکر ہوتا ہے وہ آپ کا نظریہ ہے قوم نے اپنا نصب العین وضع کرنا ہے - پاکستان کیا ہے - ملت اسلامیہ کیا ہے - اس کا اس سے کیا تعلق ہے اور اس کے بچوں کی خوشحالی کا انحصار کس درجے کی ہے اور ملت اسلامیہ وطن عزیز اور اس کا نصب العین کیا ہے اور کس طرح یہ قوم متحد ہو سکتی ہے - کن باتوں میں قوم کا نفاق ہے اور قوم کن باتوں میں جھگڑتی ہے - یہ دو بڑے مقصد ہیں ایک وحدت فکر اور دوسرا technological advancement ہے - یہ دونوں چیزیں آپ تعلیم کے بغیر قوم کے لیے حاصل نہیں کر سکتے - شکاگو کے ڈاکٹر شلٹ جسے نوبل پرائز ملا ہے وہ تیس سال سے اکنامک پر کام کر رہا ہے کہ ایک پرائمری تعلیم کے آدمی کا لیول آف انکم کیا ہوتا ہے اور جس کی سیکنڈری تعلیم ہو یا کالج - یونیورسٹی کی یا پروفیشنل تعلیم ہو ان کی productivity پر کیا اثر پڑتا ہے - جب ہم قوم کے بچوں کا خیال کرتے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صرف ہم اپنے بچوں کو پڑھانے سے شاید ان کو خوشحال کر سکیں گے - لیکن وہ بھی خوشحال نہیں ہوتے - زندگی بیزار ہی گزرتی ہے - کیونکہ ارد گرد سے ان لوگوں پر جو خوشحال ہوتے ہیں - اس قدر پریشر ہوتا ہے اور جب distributed justice کا element آتا ہے تو لوگ کہتے ہیں - کہ ہمارے بھی دو ہاتھ ہیں اور دو آنکھیں ہیں ہمارا حصہ کدھر گیا - وہ اپنے رشتہ داروں اور عزیزداروں سے بیزار ہو جاتے ہیں - جو

بد حالی کا شکار ہوتے ہیں - اور ان کی بد حالی برداشت سے باہر ہو جاتی ہے - عقل مند لوگ بہتر طریقہ پر یہ سمجھتے ہیں کہ نہ صرف اپنے بچے خوشحال رہیں بلکہ ساری قوم کے بچے خوشحال رہیں - تو اس طریقے سے قومیں بنتی ہیں اور خوشحالی سے ہمکنار ہوتی ہیں -

اب میں مختصراً ان مسائل کا ذکر کرنا چاہتا ہوں - سب سے پہلے چھوٹی سطح پر بنیادی تعلیم ہے - اس میں ہمارے حالات بہت مشکل ہیں - ہمارے ہاں تقریباً 42 فیصد بچے جو ہیں - وہ پانچ سے دس سال کی عمر کے ہیں - ان بچوں کے سکولوں کی شرح دوسرے علاقوں سے کسی لحاظ سے زیادہ نہیں ہے - حساب کے مطابق ہمارے سو فیصد بچے سکول میں ہونے چاہئیں - پانچ سے دس سال کے بچوں کا تناسب 42 فیصد ہے جن میں سے تقریباً آدھے بچے پانچویں جماعت تک پہنچنے سے پہلے باہر چلے جاتے ہیں - تقریباً بیس فیصد پرائمری کرتے ہیں اور اس کے بعد دس بارہ فیصد بچے مڈل تک کم ہوتے چلے جاتے ہیں - اور تقریباً دس فیصد رہ جاتے ہیں - پھر اس سے بھی کم ہو جاتے ہیں - اب یہ بنیادی تعلیم ہے - دوسری چیز ہمارے بچوں کے رستے میں جو روڑا ہے وہ یہ ہے کہ سارے بچے سکول نہیں جاتے اس میں آپ کا اثرورسوخ اور کوشش ہونی چاہیے - اس کی میں کوئی وجہ نہیں سمجھتا کہ ایسا نہ ہو - اگر آپ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو آپ اپنے دوستوں سے اپنے ہمسایوں سے کرا لیتے ہیں - جو آپ کے زیر اثر ہوتے ہیں - اس لیے یہ کوشش ہونی چاہیے کہ تمام بچے پانچویں جماعت تک سکولوں میں ضرور داخل ہوں - شہروں کے سکولوں میں تو کوئی جگہ نہیں ہے لیکن میں نے تفصیل سے تجزیہ کیا ہے کہ گاؤں کے سکولوں میں دس پندرہ فیصد سکول ایسے ہیں جہاں 20 بچے بھی نہیں ہوتے - گاؤں کی سطح کے سکول ٹیچرز کے پاس 80 بچے ہونے چاہئیں - لیکن یہ نارمل ہے کہ 80 نہیں ہوتے - چند سکول ہیں جن میں بچے تعداد سے زیادہ ہیں - ہمارے پاس 33 ہزار پرائمری سکول ہیں - جن میں سے 25 ہزار گاؤں میں ہیں لیکن ان سکولوں میں بچے نہیں ہیں - اس کی ایک وجہ یہ بنی ہے کہ والدین لڑکیوں کو سکولوں میں نہیں بھیجتے - اس طرف توجہ کی ضرورت ہے - ہمیں ایسی پالیسی

کو اپنانا ہے کہ سکولوں میں بالعموم استاد عورتوں کو لگائیں تا کہ لوگ اپنی بچیوں کو ان کے پاس بھیجیں ۔ اور انہی سکولوں میں 10 سال تک کے بچے بھی استانیوں سے پڑھیں ۔ اس طرح امید ہے کہ یہ بچے سکول میں جا سکیں گے اور یہ ہمارے لیے ناممکن بات نہیں ہے ۔ ہر سال ایک ہزار سکول کھولے جاتے ہیں ۔ ان میں استانیاں ہونی چاہیئں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اپنے بچوں اور بچیوں کو سکول بھیج سکیں ۔

دوسرا مسئلہ ڈراپ آؤٹ کا ہے یعنی وہ بچے جو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ۔ ایسی فصل جو کاٹنے سے پہلے تیلے تیلے ہو جائے ۔ اس سے کیا حاصل ۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے ۔ ایسے بچے جو امتحان میں ساٹھ ستر فی صد فیل ہو جاتے ہیں اور وہ بچے جو سکول چھوڑ جاتے ہیں وہ بالکل افسردہ ہو جاتے ہیں ۔ اس میں سب سے پہلی بات ان کی سپرویژن کی ہے کہ سکول ماسٹر سکول وقت پر آئیں اور وقت پر پڑھائیں اور بچوں پر پوری توجہ دیں ۔ یہ نہ ہو کہ تین استانیاں ہوں اور انہوں نے آپس میں فیصلہ کر لیا ہو کہ ایک دن ایک استانی آئے گی اور دوسرے دن دوسری ۔ اس طرح تین چار دن تک وہ سکول سے غیر حاضر رہیں ۔ اس طریقے سے inefficiency کا element نکلتا ہے ۔ پڑھائی کی طرف توجہ دینا بہت ضروری ہو گیا ہے کیونکہ اس طریقے سے پنجاب کے سرمائے کا بہت بڑا ضیاع ہو رہا ہے ۔ اور بچوں کے فیل ہونے کی تعداد بھی زیادہ ہو رہی ہے ۔ اس لیے ماں باپ کی اور آپ جو منتخب نمائندے ہیں کی یہ ذمہ داری ہے کہ سکول ٹیچرز اور دیگر اسی قسم کی activities کی سختی سے سپرویژن کی جائے ۔ کیونکہ اس میں ہماری بہت سی مشکلات ہیں ۔ مثلاً سرگودھا کا جو ایجوکیشن ڈائریکٹر ہے وہ مجھ سے ذکر کر رہا تھا کہ اس کے ماتحتوں کی تعداد 55 ہزار ہے ۔ طلباء کی تعداد کو چھوڑ دیجئے ۔ جس آدمی نے 55 ہزار کی نگرانی کرنی ہے وہ کیا کرے گا ۔ اس کو تو اپنے ماتحتوں کے نام ہی معلوم نہیں ہیں کہ کون ہیں اور کہاں ہیں ۔ کیا کرتے ہیں اور کس طرح ہیں ۔ تو جس وقت ہم مقامی حکومتوں کے سپرد کریں گے تو یہ چیزیں دیکھنی پڑیں گی ۔ تو ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ جو سپروائزری

لیولز کی پرابلمز ہیں یہ کچھ بہتر ہو جائیں گی -

اس کے بعد جو دوسرا لیول ہے جس پر ہماری توجہ بہت ضروری ہے وہ ایمپلائمنٹ اور اورینٹیڈ ٹریننگ ہیں - ہمارا جتنا تعلیمی نظام ہے اس میں فنی سائنسی اور پیشہ وارانہ تعلیم کا عنصر بہت تھوڑا رہا ہے - اس سے پیشتر جو بچے پڑھتے ہیں وہ کسی قسم کا ہنر نہیں سیکھتے - یہ ایلیمینٹ جو ہے اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے - اس کے لیے نئی تعلیمی پالیسی میں ولیج ورکشاپ قائم کیے جائیں گے - اس میں تین ہزار کے قریب سکول ہیں جن میں ہم کوشش کریں گے - اس میں ہمارے پاس سامان بھی ہے - اسی لاکھ روپے کا ایگرو ورکشاپ کا سامان پچھلے چند سالوں میں ایگرو ٹیکنیکل سکولز میں ڈالا ہے - تو ان میں بعد دوپہر یعنی آفٹرنون پروگرام شروع کرنے کی کوشش کریں گے - بجائے اس کے کہ نئی ورکشاپ تعمیر کی جائیں - نئی عمارت بنائی جائیں - انہیں عمارات میں جہاں موجودہ سکول ہیں فنی تعلیم جاری کی جائے -

اس کے بعد سب سے اہم مسئلہ جو ہے وہ ہے پروفیشنل کالجز کا - ضرورت اس بات کی ہے کہ ان میں ایزولمنٹ زیادہ ہو - ان میں بچے زیادہ داخل کیے جائیں - ان میں زیادہ پروفیشنل کالجز قائم کئے جائیں - اس کا ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے جس کو ڈبل شفٹ کہتے ہیں - ایک ہی قسم کے پروگرام کو کرنے کے لیے مثلاً ایم - بی - اے ایس کی ٹریننگ کے لیے چار مختلف لیول کی میڈیکل ٹریننگ کا انتظام کیا جا سکتا ہے - اس طرح کالج چھ گھنٹے کھلنے کی بجائے سترہ اٹھارہ گھنٹے چل سکتا ہے جس کالج میں میں امریکہ گیا وہ کالج صبح چھ بجے سے رات کو گیارہ بجے تک لگتا تھا - یہ ایک خوشحال قوم کی بات ہے - مگر وہ بھی اپنے کالجز کو اس طرح استعمال نہیں کرتے جس طرح ہم کرتے ہیں کہ سکول سارا دن خالی پڑے رہیں - جیسے دوسرے ممالک میں یونیورسٹی کی تعلیم کہتے ہیں وہ تو سرے سے اس ملک میں ہے ہی نہیں - وہ لیول جو تعلیم کا ہے مثلاً انگلینڈ سے جو ہم سے چھوٹا ملک ہے 5 ہزار پی - ایچ - ڈی یونیورسٹیاں ہر سال نکالتی ہیں - ہمارے ہاں سارے پنجاب میں دو درجن بھی پی - ایچ - ڈی نہیں نکالتے اور جو

نکالتے ہیں وہ بھی عموماً اسلامیات ، عربی اور فارسی میں ہوتے ہیں - سوائے ایگریکلچر یونیورسٹی کے اور کہیں پر پی - ایچ - ڈی لیول کا کام نہیں ہو رہا - چنانچہ ہر اس آدمی کو جسے ہم نے سائنس کے میدان میں اعلیٰ تعلیم دینی ہے اسے ہمیں انگلینڈ بھیجنا پڑتا ہے - آسٹریلیا ، امریکہ ، روس ، چین بھیجنا پڑتا ہے - ہمارے اپنے پاس اعلیٰ سائنسی فنی تعلیم کا نظام نہیں ہے - ہماری یونیورسٹیوں میں مثلاً پنجاب یونیورسٹی میں جو کوالٹی وائز تعلیم کا قومی تناسب ہے وہ اس سے بھی تقریباً آدھا ہے - تو آپ کو قوم کے ہر شعبہ کے لیے لیڈر چاہیں - انڈسٹری میں - کامرس میں - بنیکنگ میں - میڈیسن میں - ٹیکنالوجی کی انڈسٹری میں - تو وہ لوگ کہاں سے آئیں گے - حکومت کے لیے آپ کو وہ لوگ کہاں سے ملیں گے جو کہ قوم کی سربراہی کے قابل ہوں - تو اس وقت جو نظام ہے وہ یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر کوئی ہر کام چلا سکتا ہے - اب یہ چیز ہے کہ جب آپ کے بچے کا اپریشن ہو رہا ہو تو آپ یہ چیز آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ نہ ڈاکٹر ہر مرض کا علاج کر سکتا ہے - نہ اپریشن کر سکتا ہے - نہ ہر آدمی پل بنا سکتا ہے - خواہ وہ انجینئر ہی کیوں نہ کہلائے - اس کے لیے سپیشلسٹ کی ضرورت ہوتی ہے - تو ایک کمپلیکس سولائزیشن میں جو موجودہ سولائزیشن ہے یہ ناممکن ہے کہ کوئی قوم اپنے کاروبار کو چلا سکے خواہ فنانس ہو - ایڈمنسٹریشن ہو مینیجمینٹ ہو - جب تک کہ اس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ اعلیٰ کوالٹی کے لوگ موجود نہ ہوں -

یہ بات تھی مسائل کی جس کا میں نے اجمالاً ذکر کیا ہے - پیشتر اس کے کہ میں آپ سے اجازت لوں اس بات کا ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ ساری باتیں جو ہیں یہ زیر غور ہیں - ہم نے ایک رپورٹ گورنر صاحب کو بھیجی ہے جس میں پنجاب میں موجودہ تعلیم کی جو حالت ہے اس کا تفصیل سے ذکر ہے - پھر ان کے حکم کے مطابق ایک ایکشن پلان بھیج دیا ہے جس میں 45 سکیمیں ہیں جو ہم نے بتائی ہیں - ان سب پر آپ کی توجہ ضروری ہوگی - ہم اس پر آپ کا مشورہ لیں گے - گورنر صاحب نے صوبے میں ایک ایجوکیشن فاؤنڈیشن

بنائی ہے - ایجوکیشن کونسل بنائی ہے - ایک ڈسٹرکٹ بورڈ بنایا ہے اور کئی قسم کے ایسے اقدامات کئے ہیں جن سے ہم اپنی منصوبہ بندی بہتر طور پر کر سکیں - جب تک منصوبہ بندی صحیح نہیں ہوتی - جب تک ہماری منزل صحیح متعین نہیں ہوتی اس وقت تک ہمارا سفر صحیح راستے پر نہیں ہوگا - تو اس سارے کام میں جب تک پبلک کی شمولیت نہ ہو جب تک قوم کے منتخب نمائندوں کی رائے شامل نہ ہو صرف حکومت کے اعمال پر یہ تکیہ نا مناسب ہوگا - میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے میری باتیں غور سے سنیں - مجھے امید ہے کہ ہم اپنی کمیٹی میں زیادہ تفصیل سے آپ کے لیے منصوبہ بندی کرنے کی کوشش کریں گے - اب میں اجازت چاہتا ہوں - پاکستان پائندہ باد -

مشیر برائے سماجی بہبود زکواۃ و عشر کا خطاب

اناؤنسر - اب میاں حیات بخش صاحب مشیر برائے سماجی بہبود ، زکواۃ و عشر و اوقاف حکومت پنجاب کے مختلف اقدام اور ترقی سکیموں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے - میاں حیات بخش صاحب -

مشیر برائے سماجی بہبود ، عشر زکواۃ و اوقاف (میاں حیات بخش) - بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد اللہ وکفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ - صدر محترم - جناب جنرل سوار خان گورنر پنجاب ، خواتین و حضرات !

پیشتر اس کے کہ میں اپنے مضمون کی طرف آؤں میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب پاکستان کی عمارت بنائی جا رہی تھی تو اس عمارت کے رکھنے میں اس کی بنیاد کی کھدائی میں - وہاں اینٹیں ڈھونے میں میں بطور مزدور کام کرتا رہا ہوں - مجھے ایک جملہ معترضہ یاد آ گیا ہے - جسے میں اپنی تقریر سے پہلے کہنا چاہتا ہوں - وہ یہ ہے کہ جب ہم نے پاکستان بنایا ، ہم نے یہ کہا کہ پاکستان کا مطلب کیا - لاالہ الااللہ - گویا ایک سیدھی لائن - صراط مستقیم جو ہم روز مانگتے ہیں اپنے لیے تجویز کیا تھا - اس سیدھی لائن پر چلنے کی بجائے ہم تھوڑے سے یوں سرک گئے - جب وہ تھوڑی سی لائن سرکی تو جو جیومٹری پڑھے ہوئے لوگ ہیں وہ جانتے ہیں کہ جوں جوں لائن بڑھتی ہے تو اگلا فاصلہ

بڑھتا جاتا ہے ۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا تیس بتیس سال میں وہ فاصلہ بڑھتا گیا ۔ اب موجودہ حکومت نے جو کچھ کیا ہے وہ یہ کیا ہے کہ وہ جو لائن جا رہی تھی اسے ذرا سا موڑا ہے تا کہ ہم اصل منزل مقصود کی طرف چل سکیں ۔ اللہ کرے کہ ہم اسے پا سکیں ۔ اب ہم سب کا کام ہے کہ جس طرح وہ رخ موڑا گیا ہے اسی رخ پر چلیں تا کہ ہم اس سیدھی راہ پر جس سے ہم پہلے سرکے ہوئے ہیں رواں دواں ہو سکیں اور اصل منزل پر آ جائیں ۔

اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں پہلے جو میرے دوست کچھ فرما گئے ہیں وہ تو چونکہ بہت بڑے آدمی ہیں ، کوئی کتنے ارب کا حساب بتا رہے ہیں ۔ کوئی کتنے کروڑ کا بتا رہے ہیں اور پھر بھی شکایتیں کر رہے ہیں میں غریب سا آدمی ہوں ۔ میں تو جن محکموں کا ذکر کر رہا ہوں وہاں ایک محکمے کا تین کروڑ کا حساب ہے اور دوسرے کا ساڑھے تین کروڑ ہے ۔ لہذا میں 165 کروڑ اور چودہ کروڑ تو کہوں گا نہیں ۔ کیونکہ محکمے چھوٹے ہیں محکمہ غریب ہے ، کام ایسا ہے اور ہمارے صدر صاحب بھی بزرگ آدمی ہیں ۔ انھوں نے مجھے یہ حکم دیا کہ تم یہ کام کرو ۔ تو میں نے کہا ، بھئی ، اس کام کے لیے کیوں نہیں کسی جاگیردار کو ڈھونڈھا ۔ میں نہ زمیندار ، نہ کارخانہ دار ، نہ سرمایہ دار ہوں ۔ انھوں نے کہا کہ نہیں ، مجھے چاہیے ایمان دار ۔ میں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے ۔ تو یہ ہے کچھ دار ہی ۔ لیکن بہر حال انھوں نے کوچھ ڈھونڈھ لیا ۔ یہ ان کی نظر انتخاب ہے ، بہر حال وہ مجاہد اعظم ہیں ، میں ان کو کچھ نہیں کہتا ۔ میں نے ان کا حکم مان لیا ۔ مجاہد کا حکم ماننا ہوتا ہے ۔ بہر حال ، بات یہ ہے کہ یہ جو محکمے ہیں ، سوشل ویلفیئر یا اوقاف کے یا زکواۃ کے ، یہ ایسے محکمے ہیں جو کہ پبلک کی بھلائی ، لوگوں کی خدمت کے لیے ہیں ۔ خدمت خلق ، غریبوں ، مسکینوں کی ، معذوروں کی ۔ آپ پر تو اللہ کا فضل ہے ۔ جن پر اللہ کا فضل و کرم ذرا کم ہے ان کو اٹھانا ، ان کی مدد کرنا ، یہ ہے ۔ تو اس کے مختلف طریقے ہوتے ہیں اور اس کی بنیادی بات یہ ہے کہ یہ اللہ ہی کا کام ہے تو :

یہ پہلا سبق تھا کتاب ھدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

وہی دوست ہے خالق دو سرا کا
خلائق سے ہو جس کو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسان

تو یہ ہے اس کی بیسک آئیڈیالوجی -

ابتدائے آفرینش سے جذبہ خدمت خلق انسانوں میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے - مگر اسلام کے ظہور کے بعد جناب رسالت مآب صلعم کی سرکردگی میں جس سوسائٹی کی بنیاد رکھی گئی اس کا مقصد وحید ہی سماجی بہبود ، خدمت خلق اور انسانی فلاح ٹھہرا اور اسی لیے ایک اسلامک سٹیٹ ایک مکمل ویلفیئر سٹیٹ ہوتی ہے -

سوشل ویلفیئر اور فلاح انسانی کے کئی کام گزشتہ ایک صدی سے برصغیر پاکستان و ہند میں ہو رہے تھے - مگر پاکستان بننے کے بعد آج سے پچیس سال پہلے پاکستان میں سماجی بہبود کا باقاعدہ کام حکومتی سطح پر منظم ہوا اور باقاعدہ سوشل ویلفیئر کا محکمہ قائم ہوا - سوشل ویلفیئر کونسل جو بعد میں پنجاب سوشل سروسز بورڈ کے نام سے موسوم ہوا ، اس بورڈ کے صدر خود گورنر پنجاب ہیں اور چیرمین اور ممبران میں تیسرا حصہ تو جذبہ خدمت خلق سے سرشار رضا کار اداروں کے کارکن ہیں - ایک حصہ پانچویں کمشنر صاحبان اور پانچ سیکرٹری صاحبان ہیں - ان کو یہ کام سونپا گیا کہ رضا کارانہ طور پر جو ادارے پہلے سے قائم تھے ان کو زیادہ باقاعدہ ، زیادہ فعال اور زیادہ جمہوری بنایا جائے اور اسی طرح کے مزید ادارے کھلوائے جائیں - چنانچہ آج صوبہ پنجاب میں تین ہزار رضاکار ادارے کام کر رہے ہیں جن سے کم و بیش پانچ لاکھ مرد عورتیں اور بچے مختلف شکل میں مستفید ہو رہے ہیں - ایسے اداروں کو معائنہ ، پڑتال اور تحقیق کے بعد پنجاب بورڈ کی طرف سے بارہ لاکھ اور وفاق بہبود کونسل کی طر سے گیارہ لاکھ روپیہ کی امداد تقسیم کی جاتی ہے -

ان رضا کار اداروں کے علاوہ محکمے نے خود کچھ بہبود کے مراکز کھول لیے ہیں ، ان میں دارالفلاح برائے بیوگان ، دارالامان ، ہوسٹل برائے ملازم خواتین ، بچوں کے لیے ڈے کیر سنٹر ، ضعیفوں اور بے کسوں کے لیے گوشہ ہائے عافیت ، لاوارث بچوں کے لیے گہوارے ، اغوا یا گم شدہ بچوں کی بازیابی کے ادارے اور خواتین اور بچوں کی بھلائی کے مراکز شامل ہیں ۔ ان کے علاوہ ضلعی سطح پر صنعت زار یعنی خواتین کی مختلف دستکاریوں میں سکھلائی اور پھر ان کے کام کو مارکیٹ میں بھیج کر ان خواتین کی مالی مدد کے لیے یہ مرکز کھولے گئے ہیں ۔ ان مراکز میں اس وقت ڈھائی ہزار خواتین کام کر رہی ہیں اور ان کو گزشتہ سال میں ایک لاکھ کے قریب اجرت دی گئی ہے ۔ یہ کام اور بڑھ رہا ہے اور اس طرح گھریلو خواتین بھی اپنے فالتو وقت میں کام کر کے کنبہ کی آمدنی میں اضافہ کرنے کا باعث بن رہی ہیں براہ راست سرکاری نگرانی میں کام کرنے والے اور رضا کار دونوں اداروں کی خدمات صرف سوئی سلائی تک محدود نہیں ، بلکہ ان میں گونگے ، بہرے ، نابینا ، یتامیٰ اور معذور لوگوں کے علاج ، تعلیم ، ٹیکنیکل ٹریننگ اور زندگی میں بحالی کا اہم کام بھی سرانجام دیا جاتا ہے ۔

اس کے علاوہ محکمہ سماجی بہبود کے ذریعے گم شدہ بے بس بچوں کے اغواء خرید و فروخت اور گداگری سکھلانے کے خلاف مہم چلائی گئی اور پولیس کے تعاون سے ساڑھے تین سو بچوں کو ورثا کے حوالے کیا گیا ۔

سود خوروں نے غریب شہریوں خصوصاً بیواؤں کا ناک میں دم کر رکھا تھا ۔ ایک سو سے پانچ سو کی اصل رقم پر چار چار ہزار سود وصول کر چکے تھے مگر اصل رقم بھی قائم تھی ۔ انسداد سود خوری کی ایک رضا کار انجمن اور پولیس اور عدالتوں کے تعاون سے سات سے زاید مظلوم قرض داروں کی ان ظالم سود خوروں سے گلو خلاصی کرائی گئی ۔

سماج کی دوسری برائیوں مثلاً منافع خوری ، ملاوٹ ، سمگلنگ ، شادیوں میں جہیز اور دیگر فضول خرچیوں ، جوأ ، نشہ خوری ، سگریٹ نوشی کے خلاف تعلیمی اور تربیتی مہم جاری کرنے کے متعلق میں نے تمام سماجی اور

فلاحی اداروں اور رضا کار اور تنخواہ دار سماجی کارکنوں کو ہدایات بھیجیں کہ ان برائیوں کے خلاف جہاد جاری کریں اور اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو رہا ہے -

سوشل ویلفیئر کی ساری تنظیم کسی ارضی یا سماوی آفت مثلاً سیلاب ، زلزلہ ، وباء یا جنگ میں خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی ہے ، چنانچہ بہاری مہاجرین اور اب افغان مہاجرین کے سلسلے میں مندرجہ ذیل امداد سوشل ویلفیئر کے ذریعے سے مہیا کی جا چکی ہے -

بہاری مہاجرین -

رضائیاں و کمبل و بستر	-	1722
آٹا گندم وغیرہ	-	276 من
خیمے	-	120

افغان مہاجرین :-

رضائیاں ، کمبل و بستر وغیرہ	-	10092
آٹا - گندم - دالیں و چاول وغیرہ	-	175 من
آلو	-	25000 من
خیمے	-	2700

ابھی بہت سے سماجی بہبود کے نئے منصوبے زیر غور ہیں جن کو مرکزی حکومت کے وومن ونگ اور عالمی ترقیاتی بنک کے تعاون سے پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا - اس تمام کام میں رضا کار اداروں کے ہزاروں کارکنوں کے علاوہ محکمہ سماجی بہبود کے تین چار سو سوشل ویلفیئر افسر جن میں نصف خواتین ہے چار صد آ گزیلیئری ورکر اور چھ سات سو دیگر ملازمین مصروف کار ہیں جن پر حکومت پنجاب ڈھائی کروڑ سے زاید روپیہ خرچ کر رہی ہے - یہی سوشل ویلفیئر افسر اب زکواۃ کی تنظیم قائم کرنے ان کے بنک اکاؤنٹ کھلوانے اور بیت المال کے قیام میں مدد دے رہے ہیں -

غرضیکہ اس ترقی پزیر ملک میں یہ تنظیم اور محکمہ ہمہ جہتی ترقی ،

خدمت و رہنمائی میں ایک نہایت ہی قیمتی اور موثر کردار ادا کر رہا ہے -

اب میں تھوڑا سا اوقاف کے بارے میں بھی عرض کرتا ہوں -

پنجاب میں لا تعداد اوقاف قائم تھے - جن کا انتظام ناقص اور آمدنی ضائع ہو جاتی تھی - اس سے جہاں ایک طرف پاکیزہ مقامات یعنی مساجد و مزارات کا تقدس پامال ہو رہا تھا وہاں لکھو کھہا روپیہ کی آمدنی مفید قومی مقاصد پر خرچ ہونے کی بجائے برائیوں اور فضولیات پر ضائع ہو جاتی تھی - چنانچہ حکومت پاکستان نے آج سے بیس سال پہلے محکمہ اوقاف قائم کیا -

اس محکمے کا ہیڈکوارٹر لاہور میں ہے - محکمے کا سربراہ چیف ایڈ منسٹریٹر اوقاف - حکومت پنجاب کا سیکرٹری ہے اور ہر ڈویژن میں ایک ایڈمنسٹریٹر ہے - اس کے علاوہ دیگر عملہ اور انجینیرنگ سٹاف بھی ہے -

محکمہ اوقاف نے بتدریج جن اداروں کو اپنی تحویل میں لیا وہ مندرجہ ذیل ہیں -

(1) مزارات 201

(2) مساجد و امام باڑے 275

ان اوقاف کے ساتھ جو مزروعہ زمین لی گئی اس کا کل رقبہ 88296 ایکڑ ہے - اس میں کابل کاشت رقبہ 25933 ایکڑ ہے - ان میں ذرائع آمدنی مزارات و مساجد میں کیش بکس اور نذرانے اور زمینوں کے پٹے سے جو آمدنی ہوتی ہے شامل ہے - اخراجات میں انتظامیہ کی تنخواہیں ، عمارات کی مرمت - تعلیم و تبلیغ اور ساجی بہبود کے کام مثلاً ہسپتال وغیرہ ہیں -

موجودہ سال کے بجٹ کے مطابق سال کی تمام آمدنی کا تخمینہ تین کروڑ پانچ لاکھ روپیہ ہے اور اخراجات پچھلے سال میں 3 کروڑ 29 لاکھ ہوئے - محکمے کی تگ و دو کے نتیجہ میں سالانہ آمدنی 1960-61 میں -/765000 تھی آج تین کروڑ سے بڑھ گئی ہے - اس سے مفید فلاحی کام مثلاً داتا دربار ہسپتال

دس بارہ فری ڈسپنسریاں ، علماء اکیڈمی ، اس سے ملحقہ ایک لائبریری ، چند دینی مدارس ، یاد گار مساجد اور مزارات کی عمارتیں ، مرور زمانہ اور قوم کی لاپروائی کی وجہ سے گرنے والی تھیں - اس سال پہلی دفعہ تیس لاکھ کے صرفہ سے ان کی باقاعدہ مرمت اور صفائی اور بعض جگہ توسیع کا کام ہو چکا ہے - یہ پرانی عمارتیں اگر مرمت نہ کی جاتیں تو جب میں نے ان کو پہلی دفعہ دیکھا تو میرا خیال یہ ہوا کہ ایک دو سال میں یہ سب ختم ہو جائیں گی - اللہ کے فضل سے اس پر بڑی محنت کرکے ان کو اسی اصلی حالت میں لایا جا رہا ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے - تین چار تو بہت اچھی ہو گئی ہیں ، باقی پھر ہو جائیں گی - بادشاہی مسجد لاہور ، شاہی مسجد چنیوٹ ، دربار شاہ رکن عالم ملتان ، دربار حضرت بہاء الحق زکریا ملتانی اور مسجد وزیر خان قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ لاتعداد مساجد و مزارات کی مرمت کی جا چکی ہے -

حضرت داتا صاحب کے دربار سے متصل ایک عظیم الشان اور حضرت موصوف کے شایان شان جامعہ مسجد کی تعمیر کا منصوبہ اور اس کے نقشہ جات تیار ہو چکے ہیں - ان کو صدر مملکت کی منظوری حاصل ہو چکی ہے - اس پر تین چار کروڑ تک روپیہ خرچ ہوگا اور تکمیل کے بعد محکمہ اوقاف کی تاریخ کا سنہری کارنامہ اور پاکستان کی نادر اور یادگار عمارات میں ایک قابل قدر اضافہ ہوگا -

اس طرح سے پنجاب میں ایک مرکزی تنظیم کے ذریعے سے نہ صرف کروڑوں روپیہ کی قومی املاک اور متبرک یاد گاروں کو محفوظ کر لیا گیا ہے ، بلکہ کروڑوں روپیہ کی آمدنی کو مفید قومی کاموں پر لگایا جا رہا ہے -

اس کے ساتھ ہی صوبہ بھر میں آئمہ مساجد ، خطیب حضرات اور دیگر ملازمین کو باقاعدہ ماہوار تنخواہوں کی ادائیگی کرکے ان کو فکر معاش سے آزاد اور باعزت زندگی بسر کرنے کے قابل بنا دیا گیا ہے -

یہاں تھوڑی سی بات جملہ معترضہ کے طور پر میں یہ عرض کر دوں - میں سارے پنجاب میں بہت پھرا ہوں - میں نے ائمہ مساجد کو دیکھا ہے اور

ان سے ملاقات بھی کی ہے۔ کچھ مجھے ان کی طرف سے تکلیف بھی ہے جو میں آپ کو بتا دوں ، اس میں آپ لوگوں کی تحقیقات کی اور مدد کی ضرورت ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ اصل کام تو ایک طرف رہتا ہے۔ وہ جھگڑے کہ یہ جی دیوبندی ہے ، یہ بریلوی ہے ، یہ شیعہ ہے اور یہ وہابی ہے اور یہ فلاناں ہے۔ اس میں بھی آپ لوگوں کی امداد کی ذرا ضرورت ہے۔ یہ بات کچھ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں ، بعض صورتوں میں تو میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ عالم بعض چیز مان بھی جاتا ہے۔ لیکن کچھ پیچھے شرارتی لوگ ہوتے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں امن نہیں ہونا چاہیے۔ کوئی نہ کوئی شرارت رہنی چاہیے۔ تو اور تو کوئی طرف آج ملتی نہیں ، سیاست پر تو پابندی ہے تو چلو ، اس طریقے سے وہ کہتے ہیں کہ کچھ ہو جائے۔ بلکہ لینن نے ایک جگہ کہا ہوا ہے کہ جب تم شرارت کے لیے کسی ملک میں گھسو ، تو مذہب کے دروازے سے داخل ہوا کرو۔ اس لیے ہو سکتا ہے کچھ اس قسم کے لوگ بھی ہوں۔ بہر حال میں جہاں بھی جاتا ہوں علماء سے کوشش کرتا رہتا ہوں ، مغز کھپاتا ہوں ، کچھ محنت کرتا ہوں۔ جہاں بھی میں نے ایسا دیکھا ہے میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ یہ کیا ہے :

کہیں ہے بریلی کہیں دیو بندی
کوئی سہروردی کوئی نقشبندی
یہ کیا ہے اگر باوا کوئی نہیں ہے
مسلماں ، پوچھو تو ، کوئی نہیں ہے

حالانکہ مسلمان تو ایسی چیز ہے کہ اقبال ، جو آپ کے بزرگ ہیں ، کہہ گئے ہیں ، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس قلندر پر ہوں ، وہ کہتے ہیں کہ ،

منفعت ایک ہو جس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہو سب کا نبی ، دین بھی ، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی ، اللہ بھی ، قرآن بھی ایک
کیا عجب بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

تو اس لیے میں اپنے عزیز دوستوں سے ، جو لوگوں کے نمائندے ہیں ، ان سے عرض کروں گا کہ اس معاملے میں وہ بھی ذرا ہماری امداد فرمائیں اور ان لوگوں کو سمجھائیں ، علماء کو بھی - ان کو تو خیر میں بھی سمجھاتا ہوں اور بھی کوشش کریں گے - علماء کے پیچھے جو لوگ ہوتے ہیں - غلط زبان یا غیر پارلیمنٹری زبان شاید ہے ، لیکن وہ شطونگڑے جو ہوتے ہیں ان علماء کے پیچھے ، ان کو ذرا سمجھائیں کہ وہ ایسا نہ کریں -

با ایں ہمہ ابھی بہت کچھ کرنا ہے - اگر تعمیر و ترقی اور نظم و نسق کی رفتار اسی طرح رہی تو مستقبل قریب میں اس محکمے سے ملک و ملت کو ناقابل تصور فوائد حاصل ہو سکتے ہیں -

میں یوں اتفاق کرنے میں کوئی باک نہیں سمجھتا کہ سماجی بہبود کا محکمہ ہو یا اوقاف کا محکمہ ہو - میں اس میں دوڑ دھوپ کرتا رہا ہوں - مگر مجھے یہ پتہ ہے اور بہت سے میں نے خود ان میں نقائص دیکھے ہیں - ان کو درست بھی کیا ہے اور ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے - میں نہیں سمجھتا یہ بالکل پاک ہیں لیکن چھوٹی موٹی غلطیاں ہوں گی وہ انشا اللہ آپ لوگوں کے مشورے سے نکل جائیں گی - جیسے آپ لوگ بتائیں گے انشا اللہ اس پر عمل درآمد کرکے اس کو بہتر کرنے کی کوشش کی جائے گی -

اب میں تیسری چیز کی طرف آتا ہوں جو اسلام اور دین کا تیسرا رکن وہ زکواۃ ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ -

(الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلواۃ واتوالزکواۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر) جب ہم کسی قوم کو سلطنت دیتے ہیں اور ایک حکومت باقاعدہ قائم ہو جاتی ہے تو اس کے پاس اختیار ہوتا ہے - اس کے پاس اقتدار ہوتا ہے اور اس کے ذمہ یہ کام ہے کہ اسلامی مساوات کو قائم کرے - جو مساوات کا لفظ ہم ساری دنیا میں سنتے ہیں اگر اس کا تجزیہ کریں - سب کو اکٹھا کریں - ان کی مساوات کو دیکھیں اور پھر اسلام کی مساوات کو

دیکھیں تو یہ ایک قابل عمل مساوات ہے ۔ اس مساوات کا پہلا قدم یہ ہے کہ " اقاموا الصلوۃ " یعنی نماز کو قائم کرو اور پھر دوسرا ہے " اتوالزکواۃ "

موجودہ حکومت نے نظام اسلام کے نفاذ کے سلسلہ میں زکواۃ کو اولیت دی اور نظریاتی کونسل اور امور مذہبی کے محکمہ کو اس کے متعلق قواعد بنانے کا کام سونپا ۔ ادھر انتظامیہ اور محکمہ سوشل ویلفیر کو دیہی علاقوں میں ریوایو اسٹیٹ ۔ گاؤں اور شہروں میں وارڈ یا محلہ کی سطح پر جس کی آبادی پانچ ہزار کے قریب ہو عشر کمیٹیاں بنانے کی ہدایت کی ۔ ہر گاؤں اور وارڈ کے لیے دو ذمہ دار افسران پر مشتمل ٹیم نے ہر گاؤں یا وارڈ کی بالغ مسلمان آبادی کو اکٹھا کرکے اتفاق رائے سے سات سات افراد کا انتخاب کرایا اور ان سات ارکان نے اپنا چیئرمین منتخب کیا ۔ اس قسم کی اس وقت 20351 زکواۃ کمیٹیاں قائم ہیں ۔ ٹیم کے لیے کسی سفری سہولت کے بغیر ۔ رمضان شریف کے مہینہ میں یہ کام آسان نہ تھا ۔ مگر عوام کے تعاون سے یہ کٹھن کام ہو گیا ۔

اس کے بعد تمام کمیٹیوں بشمول ضلع کمیٹی کے چیئرمینوں کا ایک سیمینار 11 اور 12 فروری 1980 کو نیپا میں ہوا ۔ مقامی کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو بھی اسی طرح کی تربیت کے لیے 18 مارچ کو ضلعی ہیڈ کوارٹروں میں انتظام کیا گیا ہے ۔ اس کے بعد سے اب تک مرکزی زکواۃ کونسل کی ہدایات کے مطابق زکواۃ کمیٹیوں کے حسابات کھولنے کا کام بھی تیس فی صد تک مکمل ہو چکا ہے ۔ مگر ضروری کارروائی جاری ہے ۔

اس ضمن میں صوبائی زکواۃ کمیٹی جس کے چیئرمین ہائی کورٹ کے ایک جج ہیں نے کئی اجلاس منعقد کئے ۔ جن میں زکواۃ کی وصولی اور تشخیص کے طریق کار کا جائزہ لیا گیا ۔ کاشت کاروں کے نمائندوں اور زرعی ماہرین سے رائے لی گئی اور استفادہ کیا گیا ۔ زکواۃ کی تقسیم کے بارے میں بھی صوبائی کمیٹی نے اپنی سفارشات مرکزی زکواۃ کونسل کو بھجوا دی ہیں ۔

غرضیکہ زکواۃ سے متعلق تمام مطلوبہ مشینری تیار ہے اور اب مرکز سے آخری نوٹیفیکیشن کا انتظار ہے جس کے ملتے ہی یہ فریضہ نافذ العمل ہو جائے گا ۔

آخر میں میں آپ لوگوں کا بے انتہا شکر گزار ہوں کہ آپ نے نہایت توجہ سے میری گزارشات کو سنا ۔ میں اس کے لیے بھی بہت خوش ہوں کہ میں آج ان لوگوں سے خطاب کر رہا ہوں کہ جن لوگوں کو چار کروڑ انسانوں نے اپنی تمناؤں ۔ اپنی مشکلات ۔ اپنی ضروریات اور اپنی خواہشات کا امین بنا کر یہاں بھیجا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ وہ ان کی امانت کے امین ثابت ہوں گے ۔ جب وہ اچھا کام کریں گے تو ہم سب اس ثواب میں شامل ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس میں ملک و ملت کی بہتری ہو اور جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہو ۔

چیف اکانومسٹ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب کا خطاب

چیف اکانومسٹ ڈاکٹر محمد عارف ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم صدر گرامی قدر و معزز حاضرین !

عظیم الشان روایات کے حامل اس ایوان کے اندر پنجاب بھر کے منتخب عوامی نمائندوں سے خطاب میرے لیے باعث افتخار بھی ہے اور وجہ مسرت بھی ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ لوگ جو عوامی امنگوں اور خواہشات کے ترجمان ہیں جب مل جل کر صوبے کی ترقی اور عوام کی فلاح بہبود کے لیے راہیں متعین کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری منزل قریب تر آ جائے گی ۔

معزز سامعین ۔ میرے اس خطاب کا مقصد آپ کو پنجاب کی معیشت کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرانا اور ترقیاتی منصوبہ بندی کے مختلف مراحل سے آگاہ کرنا ہے تاکہ آپ ان حقائق کی روشنی میں اپنے فرائض احسن طریقے سے سر انجام دے سکیں ۔

پیشتر اس کے کہ میں ان دو اہم موضوعات پر روشنی ڈالوں یہ مناسب ہوگا کہ میں پاکستان میں منصوبہ بندی کے مجموعی ڈھانچہ کے ساتھ پنجاب کی منصوبہ بندی کا ربط واضح کروں ۔

پاکستان میں اقتصادی منصوبہ بندی ۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد 1947 میں حکومت پاکستان نے ایک ترقیاتی

بورڈ قائم کیا جس نے کولمبو پلان کے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے ملک کی ترقی کے لیے ایک چھ سالہ منصوبہ تیار کیا تھا ۔ بعد میں اس ترقیاتی بورڈ کو پلاننگ بورڈ کا درجہ دے دیا گیا جس نے ملک کا پہلا پانچ سالہ منصوبہ بنایا جو 1955 سے 1960 تک کے عرصہ پر محیط تھا ۔ بعد میں پلاننگ بورڈ کو پلاننگ کمیشن کا درجہ دے کر اس کی اہمیت میں اضافہ کیا گیا اور خود سربراہ حکومت نے اس کی سربراہی سنبھال لی ۔ یہ روایت آج بھی قائم ہے ۔ ملک کی مجموعی اقتصادی منصوبہ بندی پلاننگ کمیشن کی ذمہ داری کی ضمانت دیتی ہے ۔

منصوبہ بندی کے سلسلہ میں پلاننگ کمیشن اقتصادی کونسل سے رہنمائی حاصل کرتا ہے ۔ اس کونسل کے سربراہ صدر مملکت ہیں اور اس میں وفاق اور صوبائی حکومتوں کی مؤثر نمائندگی ہے ۔ ہر پانچ سالہ منصوبہ کی تیاری سے قبل یہ کونسل منصوبہ کے بنیادی مقاصد اور قومی ترجیحات کا وضاحت کے ساتھ تعین کرتی ہے ۔ اس کی روشنی میں پلاننگ کمیشن صوبائی حکومتوں اور مختلف قومی ترقیاتی اداروں کے مشورے سے پانچ سالہ منصوبہ وضع کرتا ہے ۔ یہ منصوبہ قومی اقتصادی کونسل میں پیش ہوتا ہے جو بحث و تمحیص اور غور و خوض کے بعد اس کی منظوری دیتی ہے ۔ اس طرح آئندہ پانچ سال کے لیے قوم کی اقتصادی زندگی کی راہ متعین ہو جاتی ہے ۔ منصوبہ پر باقاعدہ عملدرآمد کے لیے پلاننگ کمیشن ہر سال سالانہ ترقیاتی منصوبہ ترتیب دیتا ہے جو پانچ سالہ منصوبہ کے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے اس مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ اس سالانہ منصوبہ میں صوبائی اور وفاق حکومتوں کی ترقیاتی سکیمیں شامل ہوتی ہیں ۔ اس طرح پانچ سال کے سالانہ منصوبے مکمل ہونے پر پنج سالہ منصوبہ کی تکمیل ہوتی ہے ۔

یہ بات واضح ہے کہ قومی اقتصادی مقاصد کے حصول کے لیے لاتعداد ترقیاتی منصوبے بنائے جاتے ہیں اور ان کی کامیاب تکمیل کے بعد ہی قوم اپنے متعینہ مقصد کو پا سکتی ہے ۔ مختلف مالیتوں کے منصوبوں کی منظوری کے لیے ملک میں ایک نہایت ہی جامع نظام موجود ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ ۔

(الف) صوبائی محکموں کے بعض اعلیٰ افسران مثلاً چیف انجینیر ،

ڈائریکٹر ، کمشنر وغیرہ اس بات کے مجاز ہیں کہ وہ سات لاکھ روپے تک کی مالیت کے کسی ترقیاتی منصوبے کو از خود منظور کر لیں ۔

(ب) ضلعی کونسلوں کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ دیہی علاقوں میں آب رسانی ، صحت ، تعلیم اور ترقی کی مقامی نوعیت کی سکیموں کی منظوری دے دیں ایسے ہر منصوبے کی لاگت پندرہ لاکھ روپے سے زائد نہیں ہونی چاہیے ۔

(ج) ڈویژنل ترقیاتی کمیٹیوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ دیہی علاقوں میں آب رسانی ، صحت اور تعلیم کے ایسے منصوبوں کی منظوری دیں جن کی لاگت پندرہ اور پچیس لاکھ روپے کے درمیان ہو ۔ اس کے علاوہ ان کمیٹیوں کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ شہری آب رسانی اور سرکاری عمارتوں کی تعمیر کے ان تمام منصوبوں کو منظور کر سکتی ہیں جن کی لاگت پچیس لاکھ روپے تک ہو ۔

(د) چالیس لاکھ روپے تک کی لاگت کے منصوبوں کی منظوری کے لیے ہر محکمہ کی اپنی ترقیاتی کمیٹی ہوتی ہے اس کے سربراہ متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری ہوتے ہیں اور اس میں محکمہ مالیات اور منصوبہ بندی اور ترقیاتی بورڈ کے نمائندے شامل ہوتے ہیں ۔

(ر) چالیس لاکھ روپے سے زیادہ کی لاگت کے تمام منصوبے صوبائی منصوبہ بندی اور ترقیاتی بورڈ کو بھیجے جاتے ہیں جہاں ان کا مناسب تجزیہ کیا جاتا ہے اور ان کی افادیت کا جائزہ لیا جاتا ہے اس کے بعد بورڈ منصوبے کو صوبائی ترقیاتی ورکنگ پارٹی کے اجلاس میں پیش کرتا ہے ۔ اس پارٹی کے سربراہ منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ کے چیئرمین ہیں اور صوبائی محکمہ مالیات کے سیکرٹری

اس کے مستقل رکن ہیں ۔ اس کے علاوہ جو محکمہ منصوبہ پیش کرتا ہے اس کے سیکرٹری بھی اس کے جز وقتی رکن ہوتے ہیں ۔ صوبائی ترقیاتی ورکنگ پارٹی دو کروڑ روپے تک کے منصوبے کو منظور کرنے کی مجاز ہے ۔ جہاں تک اس سے زیادہ لاگت کے منصوبوں کا تعلق ہے وہ منظوری کے لیے مرکزی حکومت کو بھیج دئے جاتے ہیں ۔

ترقیاتی منصوبوں کی منظوری کے سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کونسلوں کو اختیارات ایک لمبے عرصہ کے بعد دوبارہ تفویض کئے جا رہے ہیں ۔ اس سلسلہ میں ضلعی کونسلیں خود طریق کار متعین کریں گی ۔ کونسلیں اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک طریق کار اپنا سکتی ہیں ۔

(1) پوری ڈسٹرکٹ کونسل منصوبوں کی منظوری دے ۔ اس صورت میں کونسل کے مختلف محکمے / افسران تجاویز مرتب کرکے کونسل کو پیش کریں گے ۔

(2) ڈسٹرکٹ کونسل منصوبے منظور کرنے کے لیے سب کمیٹیاں متعین کر دے ۔ یہ کمیٹیاں منصوبوں کی نوعیت یا ان کی لاگت کے لحاظ سے متعین کی جا سکتی ہیں ۔

حصہ دوم

پنجاب میں ترقیاتی منصوبہ بندی کے مختلف مراحل اور پہلو

حکومت کی تمام تر کوششیں اس بات پر مرکوز ہیں کہ عوامی خواہشات اور قومی وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال کے شروع ہونے سے کافی عرصہ پہلے سالانہ ترقیاتی منصوبہ وضع کر لیا جائے تا کہ مالی سال شروع ہوتے ہی پوری تندہی کے ساتھ اس پر عملدرآمد ہو سکے اور اس کے فوائد لوگوں تک پہنچ سکیں ۔ ترقیاتی منصوبوں کے سلسلہ میں بہت سے مراحل کلیدی اہمیت رکھتے ہیں ۔ مثلاً منصوبے کے بارے میں سوچ بچار کرنا ، منصوبہ کا

تیار کرنا اور اس کی لاگت اور سال بہ سال اخراجات کا تخمینہ لگانا ، مجاز ادارے سے اس کی منظوری حاصل کرنا ، منصوبے کے لیے سالانہ بجٹ میں رقم فراہم کرنا اور اس کے بعد منصوبے پر عملدرآمد کرنا ۔ ان میں بھی منصوبے کی منظوری اور سالانہ بجٹ میں اس کے لیے رقم کی فراہمی خصوصی اہمیت کی حامل ہیں ۔ جہاں تک منصوبوں کی منظوری کا تعلق ہے اس کی تفصیل میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں ۔ اب میں منصوبوں کے لیے سرمائے کی فراہمی اور ان کی منظوری کے سلسلہ میں نظام الاوقات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔

صوبائی حکومت کے وسائل اتنے محدود ہیں کہ غیر ترقیاتی اخراجات کے بعد بہت تھوڑی رقم ترقیاتی منصوبوں کے لیے بچتی ہے لہٰذا ترقیاتی منصوبے کے لیے بیشتر رقم مرکزی حکومت مہیا کرتی ہے جس کا کچھ حصہ گرانٹ کی شکل میں ملتا ہے اور کچھ حصہ ترقیاتی قرضوں کی صورت میں ۔ بیرونی امداد بھی مرکزی حکومت کے ذریعہ ہی وصول ہوتی ہے ۔ چونکہ مرکزی حکومت مالی سال شروع ہونے سے صرف کچھ عرصہ قبل ہی صوبائی حکومت کو مطلع کر سکتی ہے کہ وہ آئندہ سال کے دوران کس قدر رقم فراہم کر سکے گی لہٰذا صوبائی ترقیاتی پروگرام کو حتمی شکل مالی سال کے آغاز کے قریب ہی دی جا سکتی ہے ۔ اکثر و بیشتر ایسا بھی ہوتا ہے کہ صوبائی منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ ابتدا میں ہی مختلف شعبوں کے لیے جتنی رقم کی نشاندھی کرتا ہے اس سے فی الحقیقت کم رقم دی جاتی ہے کیونکہ وفاقی حکومت کی اپنی مجبوریاں سدراہ بن جاتی ہیں ۔

ہر سال پندرہ دسمبر تک تمام صوبائی محکمے منصوبہ بندی اور ترقیاتی بورڈ کو آئندہ مالی سال کے لیے اپنے منصوبوں کی تجاویز بھیج دیتے ہیں ۔ یہ محکمے اپنے منصوبوں کی فہرست اس کم سے کم رقم کو مد نظر رکھتے ہوئے تیار کرتے ہیں جس کی نشاندھی منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ کرتا ہے ۔ محکمانہ کمیٹیوں میں جنوری سے مارچ تک ان تجاویز پر غور ہوتا ہے ۔ اس دوران صوبائی ترقیاتی ورکنگ پارٹی بھی ان منصوبوں کو منظور کرنے کا کام کرتی ہے ۔ جون کے مہینے میں کابینہ / گورنر یا اسمبلی آئندہ مالی سال کے لیے صوبائی ترقیاتی پروگرام کی حتمی منظوری دیتی ہے ۔

چونکہ ترقیاتی رقم کا حتمی تعین مشکل ہوتا ہے اس لیے سب محکمے ترجیحات کے اعتبار سے ترقیاتی سکیموں کی تین فہرستیں تیار کرتے ہیں جن میں سے پہلی فہرست کو بنیادی اہمیت (Hard Core) کے پروگرام کی حیثیت حاصل ہوتی ہے ۔ جو کم سے کم پروگرام ہوتا ہے ۔ یہ پروگرام اپریل کے دوسرے ہفتے میں مکمل کر لیا جاتا ہے ۔ اس طرح اس پر عمل درآمد کے لیے مختلف محکموں کو تقریباً پندرہ ماہ کا عرصہ مل جاتا ہے ۔ اگر دوران سال وسائل میں اضافہ ہو تو پھر دوسری اور تیسری ترجیحات کے منصوبے بھی زیر عمل لائے جا سکتے ہیں ۔ منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ زیر تکمیل منصوبوں کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم مخصوص کی جائے تا کہ ان کی جلد تکمیل ہو اور ان کے فوائد لوگوں کو حاصل ہوں ۔ نئے منصوبوں کی تعداد کو محدود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور جو نئے منصوبے پروگرام میں شامل کیے جاتے ہیں ان کے لیے مناسب رقم فراہم کی جاتی ہے ۔ تاکہ وہ بھی جلد پایہ تکمیل تک پہنچ سکیں ۔ ضلع کونسلوں اور ڈویژنل ترقیاتی کمیٹیوں کو چاہیے کہ وہ بھی یہی حکمت عملی اختیار کریں ۔

منصوبوں پر عمل درآمد ، اخراجات ، جائزہ اور تجزیہ

ڈسٹرکٹ کونسلوں کو منصوبہ جات منظور کرتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے ۔

(1) لاگت کا صحیح تخمینہ ۔ چونکہ وسائل محدود ہیں اس لیے ہر مقصد کی تکمیل لاگت نہایت مناسب ہونی چاہیے ۔

(2) عمل درآمد کے لیے اوقات کا صحیح تعین اور اس پر پابند رہنے کے انتظامات ۔

(3) منصوبے کی تکمیل پر کتنے لوگوں کو فائدہ حاصل ہوگا اور کب تک ہوتا رہے گا ۔

(4) کیا منصوبے کی تکمیل زرعی یا صنعتی پیداوار بڑھانے میں مدد دے گی ۔

منصوبے کی تکمیل کے دوران سب سے اہم کام یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کی رفتار کا مسلسل جائزہ لیا جائے تا کہ اس کی راہ میں حائل مشکلات دور ہو سکیں اور کام کی رفتار تیز تر ہو ۔ صوبائی سطح پر یہ کام گورنرز انسپکشن ٹیم ، منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ اور مختلف محکمے باقاعدگی سے کرتے رہتے ہیں ۔ اس جائزہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جن منصوبوں پر کام کی رفتار بوجوہ سست ہے ان کی مد سے سرمایہ نکال کر تیز رفتار منصوبوں پر صرف کیا جائے ۔ ضلعی کونسلوں اور ڈویژنل ترقیاتی کمیٹیوں کو بھی منصوبوں پر عمل درآمد کے جائزے کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے ۔

صوبائی منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ بعض تکمیل شدہ منصوبوں کا باقاعدہ تفصیلی جائزہ لیتا ہے تا کہ اس بات کا تعین ہو سکے کہ آیا منصوبہ اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب رہا ہے یا نہیں اور اس پر عمل درآمد کے دوران وقت اور رقم کا بے جا استعمال تو نہیں ہوا ۔ یہ تجزیہ متعلقہ محکمہ کی مدد سے کیا جاتا ہے اور اس کے نتائج پر بحث و تمحیص کے بعد انہیں ایک کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جاتا ہے تا کہ آئندہ منصوبوں کی تیاری کے سلسلہ میں گزشتہ تجربات سے رہنمائی حاصل کی جا سکے ۔

پیشتر اس کے کہ میں آپ حضرات کو قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں صوبائی ترقیاتی پروگرام کے اہم نکات سے آگاہ کروں ۔ میں اس امر کی نشاندھی ضروری سمجھتا ہوں کہ گزشتہ تین سال سے بالخصوص صوبائی حکومت دیہی علاقوں میں ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور ترقیاتی مصارف کا ایک بڑا حصہ ان علاقوں کے لیے مخصوص کرتی رہی ہے ان منصوبوں سے قطع نظر جن سے شہری اور دیہاتی علاقے یکساں مستفید ہوتے ہیں ۔ 1978-79 کے دوران ترقیاتی مصارف کا 44.65 فی صد حصہ صرف دیہی علاقوں میں خرچ کیا گیا ۔ موجودہ سال میں تناسب بڑھ کر 49.47 فی صد ہو جائے گا ۔ جہاں تک آئندہ مالی سال کا تعلق ہے ہم ان ترقیاتی مصارف کا 52.26 فی صد دیہی علاقوں میں صرف کرنا چاہتے ہیں ۔

اس کے علاوہ بارانی علاقوں کی ترقی کی طرف خصوصی توجہ دی جا رہی ہے ۔

اس علاقے کی ہمہ جہت ترقی کے لیے ایک خاص ادارہ قائم کیا گیا ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں اس پسماندہ علاقے کی ترقی کے لیے کوشاں ہے ۔ گزشتہ سال صوبائی ترقیاتی پروگرام کا 15.2 فی صد اس علاقے کی ترقی پر خرچ کیا گیا تھا جب کہ موجودہ مالی سال میں یہ تناسب 16.69 فی صد ہے ۔ آئندہ مالی سال کے دوران ہم ترقیاتی پروگرام کا 15.95 فی صد بارانی علاقوں میں خرچ کریں گے ۔

حصہ سوم

پنجاب کے ترقیاتی پروگرام 80-1979 اور 81-1980 کے اہم نکات

موجودہ مالی سال میں پنجاب کے ترقیاتی پروگرام کی رقم 230 کروڑ روپے ہے جب کہ گزشتہ سال 227.39 کروڑ روپے خرچ کئے گئے تھے اس میں سے صرف ڈیڑھ کروڑ روپے صوبائی حکومت دے سکے گی جب کہ مرکزی حکومت تقریباً 63 کروڑ روپے کی گرانٹ اور 137 کروڑ بطور قرضہ دے گی ۔ اس کے علاوہ تقریباً 20 کروڑ روپے کی بیرونی امداد بھی فراہم کی جا رہی ہے ۔ زراعت کے شعبے کے لیے 35.94 کروڑ روپے مخصوص کئے گئے ہیں جو گزشتہ سال کے خرچ کی نسبت 40 فی صد زیادہ ہیں ۔ اس میں سے زیادہ تر رقم بہتر بیج مہیا کرنے ، کھیتوں میں پانی کے استعمال کو زیادہ موثر بنانے ، زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے کاشت کاروں کی رہنمائی کرنے اور ڈیزل ٹیوب ویلوں کے لیے امداد دینے پر خرچ کی جائے گی ۔

عالمی بینک کی امداد سے کاشت کاروں کو نئے اور مفید طریقوں سے آگاہ کرنے کے لیے ایک نیا طریق کار بھی شروع کیا گیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس شعبے میں ہماری کوششیں بار آور ہو رہی ہیں اور اہم زرعی اجناس کی پیداوار میں خاصہ اضافہ ہوا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی خوراک کے گوداموں کی تعمیر پر بھی خصوصی توجہ دی جا رہی ہے گزشتہ مالی سال کے آخر تک پنجاب میں 12.93 لاکھ ٹن غلہ سٹور کرنے کے انتظامات مکمل کئے جا چکے تھے ۔ اس سال صوبائی حکومت اس سلسلہ میں مزید 6.75 کروڑ روپے خرچ کر رہی ہے ۔ زراعت کے لئے آبی وسائل کی ترقی خصوصی اہمیت رکھتی ہے ۔ اس کے لیے اس سال 16.66 کروڑ روپے خرچ کیے جا رہے ہیں ۔

دیہی ترقی کے سلسلہ میں، حکومت نے مراکز کو کلیدی حیثیت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ پورے صوبے میں 290 مراکز قائم کئے جا چکے ہیں جو دیہات کی زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کی رفتار کو تیز تر کریں گے۔ البتہ ان کا پہلا اور بنیادی مقصد زرعی پیداوار کو بڑھانا ہوگا۔ مراکز کے اندر یونین کونسلوں کو بھی خصوصی اہمیت دی جا رہی ہے۔ جہاں پر کاشتکاروں کی ضروریات کی فروخت کے مراکز قائم کئے جا رہے ہیں۔

دیہات کے ساتھ ساتھ شہری علاقوں میں بھی ترقی کی رفتار تیز کرنے کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ اور ان میں آب رسانی، گندے پانی کی نکاسی، مواصلات اور سب سے بڑھ کر کچی آبادیوں کی اصلاح پر وسیع رقم صرف کی جا رہی۔ اس کے علاوہ رہائشی سہولتوں میں اضافہ کے لیے حکومت مختلف علاقوں میں منصوبوں پر عمل کر رہی ہے۔ اس شعبہ میں اس سال چالیس کروڑ روپے سے زائد رقم خرچ کی جا رہی ہے۔

جہاں تک صنعت و حرفت کا تعلق ہے اس میں ہماری کوشش یہ ہے کہ نجی شعبہ اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔ حکومت کی توجہ نجی شعبہ کے لیے صنعتی علاقوں کی صورت میں سہولتیں مہیا کرنے اور تربیتی مواقع فراہم کرنے پر مرکوز ہے۔ بدقسمتی سے ابھی تک نجی شعبہ بوجوہ اس سلسلہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے سے ہچکچا رہا ہے۔ سرکاری شعبہ میں پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کپڑے اور چینی کی صنعت میں بعض منصوبوں کی تکمیل میں مصروف ہے اور بعض نئے منصوبوں کی افادیت کا جائزہ لے رہا ہے۔ چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن بھی نئے صنعتی علاقے قائم کرنے اور تربیتی سہولتیں مہیا کرنے میں مصروف ہے۔ گزشتہ سال دیہی علاقوں کے لوگوں کو مختلف حرفتوں کی تربیت کے لیے ایک دیہی مزدور تربیتی پروگرام شروع کیا گیا تھا جو کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے البتہ تربیت یافتہ مزدوروں کو آسان قرضے فراہم کرنے کا کام ابھی باقی ہے تا کہ وہ اپنی تربیت سے فائدہ اٹھا کر اپنی روزی کمانے کا بندوبست کر سکیں۔

تعلیم کو ہمارے ترقیاتی پروگرام میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ابتدائی

تعلیم کی فراہمی پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے - تعلیم کے شعبہ کے لیے مخصوص حصہ 16.52 کروڑ روپے کا 42.96 فیصد ابتدائی تعلیم پر خرچ کیا جائے گا - 1135 نئے پرائمری اسکول کھولے جائیں گے - اس کے علاوہ اس سال مسجدوں کے اندر بھی پرائمری اسکول کھولنے کا تجربہ کیا جا رہا ہے - ٹیکنیکل تعلیم کی طرف بھی خصوصی توجہ دی جا رہی ہے -

صوبے کی آبادی کی ایک بڑی اکثریت طبی سہولتوں سے محروم ہے - دیہی علاقوں میں تو یہ محرومی افسوسناک حد تک پہنچی ہوئی ہے - یہی وجہ ہے کہ حکومت نے گاؤں کی سطح سے لے کر ضلعی صدر مقام تک لوگوں کو مناسب طبی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے ایک جامع پروگرام پر عمل شروع کر رکھا ہے - اس پروگرام کا بنیادی عنصر بنیادی طبی یونٹ ہے - اور اس کے علاوہ اس پروگرام کے ڈھانچہ میں دیہی طبی مرکز ، تحصیل ہسپتال اور ضلعی ہسپتال شامل ہیں - اس کے علاوہ میڈیکل کالجوں سے ملحقہ ہسپتالوں میں ہر قسم کی طبی سہولتوں کی فراہمی کا بندوبست کیا جا رہا ہے - موجودہ مالی سال کے دوران صحت کے شعبہ کے لیے 28 کروڑ روپے کی رقم مخصوص کی گئی ہے - جو کہ ترقیاتی پروگرام کا 12.17 فیصد ہے - موجودہ سال کی یہ رقم گذشتہ سال کے خرچ کی نسبت 21.53 فیصد زیادہ ہے اور اس کا 62.7 فیصد حصہ زیر تکمیل منصوبوں کو مکمل کرنے پر خرچ کیا جا رہا ہے - زیر تکمیل بنیادی طبی یونٹوں کو مکمل کرنے کے علاوہ دو سو مزید منصوبوں پر کام شروع ہوا ہے 21 دیہی طبی مرکز مکمل کیے جائیں گے اور 23 نئے طبی مرکز مکمل کیے جائیں گے اور 23 نئے طبی مرکزوں پر کام کا آغاز کیا جا رہا ہے - جہاں تک تحصیل کی سطح کے ہسپتالوں کا تعلق ہے اس سال چار ہسپتال مکمل ہوں گے اور آٹھ نئے ہسپتالوں پر کام شروع کیا جائے گا - سیالکوٹ کا ضلعی ہسپتال اس سال مکمل ہوگا اور قصور وہاڑی اور گوجرانوالہ میں ضلعی ہسپتالوں پر کام جاری رہے گا -

1980-81 کا ترقیاتی پروگرام

آپ حضرات کے سامنے اب میں آئندہ مالی سال کے مجوزہ کم سے کم

(Hard Core) ترقیاتی پروگرام بھی ہماری اس مسلسل جدوجہد کا ایک حصہ ہے جو ہم قومی افق پر موجود داغ داغ اجالے کو اس روشن صبح میں بدلنے کے لیے کر رہے ہیں جس کا خواب برصغیر کے مسلمانوں نے دیکھا تھا ۔ آپ کی شرکت یقیناً اس منزل کو قریب تر لے آئے گی ۔

ہمارا اندازہ ہے کہ 81 1980 کے دوران ترقیاتی پروگرام کے لیے تقریباً 250 کروڑ روپے میسر آئیں گے ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ اگر آبادی میں اضافے اور قیمتوں کے رجحانات کو مد نظر رکھا جائے تو کسی ترقیاتی پروگرام کے اخراجات کی رقم اطمینان بخش نہیں ۔ اس لیے ہماری یہ کوشش رہتی ہے کہ ملک کے مجموعی ترقیاتی پروگرام میں صوبوں کے حصے میں اضافہ کیا جائے ۔ جب تک ترقیاتی رقم میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوتا مختلف شعبوں کی ترجیحات میں کوئی دور رس تبدیلی ممکن نہیں ۔ تاہم فوری ضرورت کے احساس کے تحت زراعت حیوانات ، تعلیم و تربیت اور دیہی ترقی کے شعبوں کے لیے رقم میں خاصا اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ آئندہ مالی سال زراعت کے لیے یہ رقم 35.94 کروڑ سے بڑھ کر 42.93 کروڑ روپے ہو جائے گی ۔ جب کہ شعبہ حیوانات کو 6.90 کروڑ کی بجائے آئندہ سال 7.85 کروڑ روپے دینے کی تجویز ہے ۔ تعلیم و تربیت پر ترقیاتی مد میں اخراجات 16.52 کروڑ روپے سے بڑھ کر 22.07 کروڑ روپے ہو جائیں گے ۔ دیہی ترقیاتی منصوبوں پر اس سال 9.50 کروڑ روپے خرچ کیے جا رہے ہیں ۔ آئندہ سال اس شعبے کے لیے 13.25 کروڑ روپے مخصوص کیے جائیں گے ۔

اصلاح آبپاشی سکیم پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے اور اس کام کے لیے مخصوص رقم آئندہ سال 3 کروڑ روپے سے بڑھ کر 7.5 کروڑ روپے ہو جائے گی ۔ ٹیوب ویلوں کو بجلی مہیا کرنے کے لیے دو کروڑ روپے مخصوص کیے گئے ہیں ۔ اس سال کی طرح آئندہ مالی سال کے دوران بھی مزید 1100 ڈیزل ٹیوب ویل کھودے جائیں گے جس کے لیے دو کروڑ روپے مخصوص کیے گئے ہیں ۔ پانی کی نکاسی کے کام پر تقریباً 8 کروڑ روپے خرچ کیے جائیں گے ۔

زرعی شعبے میں ایک اہم تجویز یہ ہے کہ جراثیم کش کا کام نجی شعبے کو منتقل کر دیا جائے اور اس سلسلے میں دی جانے والی سرکاری امداد ختم کر دی جائے۔ اس بجٹ سے دیہات میں سڑکیں تعمیر کی جائیں گی جس کے لیے 10.32 کروڑ روپے مخصوص کرنے کی تجویز ہے۔ البتہ دوائیں چھڑکنے کی تین ہزار مشینیں آدھی قیمت پر تقسیم کی جائیں گی۔ ساہیوال، خانیوال اور رحیم یار خان میں بہتر بیج پیدا کرنے کے منصوبے بھی انشاءاللہ تعالیٰ مکمل ہو جائیں گے۔ بہتر بیج مہیا کرنے کے سلسلے میں حکومتی امداد دو کروڑ روپے سے بڑھ کر 3 کروڑ روپے ہو جائے گی 65 ہزار ایکڑ زرعی اراضی کی سطح ہموار کی جائے گی۔ شیخوپورہ میں حیوانات کے ترقیاتی منصوبے کے لیے 2.58 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

تعلیم کے شعبے کے لیے مخصوص رقم میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اس شعبے کے لیے مخصوص شدہ رقم کا 39.06 فیصد پرائمری تعلیم پر خرچ ہوگا اور ہائی سکول تک کی تعلیم پر مجموعی طور پر اس شعبہ کی 67 فیصد رقم خرچ کی جائے گی۔ 926 نئے پرائمری سکول کھولے جائیں گے۔ فی الحال ہر تحصیل میں ایک پرائمری سکول کو مڈل سکول اور ایک مڈل سکول کو ہائی سکول بنایا جائے گا اور محکمہ تعلیم اس سلسلہ میں ایک جامع پالیسی مرتب کرے گا۔

صحت کے شعبے میں بنیادی طبی یونٹ کو بنیادی اہمیت حاصل رہے گی۔ آئندہ سال 225 ایسے مزید یونٹ مکمل ہو جائیں گے اور 200 نئے یونٹوں پر کام شروع ہوگا۔ دیہی صحت کے مراکز میں موزوں سٹاف کی شدید کمی کے باعث ان مراکز کے لیے کم رقم مخصوص کرنے کی تجویز ہے۔

بارانی علاقوں میں آب رسانی پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ دیہی علاقوں میں آب رسانی کے لیے 96 منصوبوں پر کام ہوگا۔ جن میں سے 63 منصوبے مکمل ہو جائیں گے۔ شہری علاقوں میں ایسے 46 منصوبوں کے لیے رقم مخصوص کی جا رہی ہے۔ جن میں سے 20 منصوبے مکمل ہو جائیں گے۔

دیہی ترقیاتی پروگرام کے سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ یونین کونسلیں گاؤں کی سطح پر ترقیاتی منصوبے بنانے اور مکمل کرنے کے سلسلہ میں مکمل طور پر با اختیار ہوں گی ۔ اس سلسلہ میں 4.50 کروڑ روپے مخصوص کیے گئے ہیں ۔ ان کونسلوں کو مرکزی حکومت مزید پانچ کروڑ روپے دے گی ۔ اس کے علاوہ دیہی ترقیاتی پروگرام کے لیے مختلف اضلاع کے مابین رقم کی تقسیم کے لیے بنیاد ہر ضلع کی مجموعی آبادی نہیں بلکہ دیہی آبادی ہوگی ۔ دیہی ترقی میں مراکز کی اہمیت کے پیش نظر ان کی عمارات کی تعمیر کے لیے ایک کروڑ روپے مخصوص کیے جا رہے ہیں ۔

آئندہ سال زرعی ترقی کے بین الاقوامی فنڈ کی مدد سے بارانی علاقوں میں زمینی اور آبی وسائل کی ترقی کے لیے ایک خاص منصوبہ شروع کیا جائے گا جس پر کل اخراجات کا تخمینہ 10 کروڑ روپے ہے ۔ اس کے علاوہ مختلف بارانی اضلاع میں زرعی ترقی ، تحقیق اور ٹیکنیکل ٹریننگ کے بہت سے اہم منصوبوں کا آغاز ہوگا ۔

معزز اراکین کونسل !

میں نے سال رواں اور آئندہ مالی سال کے دوران سرکاری شعبے میں ترقیاتی پروگرام کی ایک جھلک آپ کے سامنے پیش کی ہے ۔ یہ پروگرام یقیناً ہمارے وسائل کے حد درجہ محدود اور ناکافی ہونے کا غماز ہے البتہ اگر محدود وسائل کی تقسیم قومی ترجیحات کے مطابق ہو اور پروگرام پر عمل درآمد تندہی اور دیانت سے ہو تو تنگ دامانی کے باوجود بہتر مستقبل کی توقع کی جا سکتی ہے ۔ محدود وسائل کے باوجود اگر ہم اور آپ مل کر یہ شرائط پوری کر سکیں اور روشن مستقبل کو قریب تر لا سکیں تو ہم فخریہ طور پر کہہ سکیں گے کہ

آلشتہ ایم بر سر خارے بخون دل

قانون باغبانی صحرا نوشتہ ایم

سبجیکٹ کمیٹیوں کی مجوزہ تشکیل اور ان کے طریق کار کے متعلق مشیر بلدیات کی وضاحت

اناؤنسر ۔ اب مشیر بلدیات جناب غلام محمد احمد مانیکا صاحب سبجیکٹ کمیٹیوں کی مجوزہ تشکیل اور ان کے طریق کار کے متعلق وضاحت فرمائیں گے ۔

مشیر بلدیات ۔ معزز خواتین و حضرات ! تعمیر و ترقی کے سلسلے میں اہم مسائل پر غور و خوض کے لیے 19 سبجیکٹ کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں ۔ ہر سبجیکٹ کمیٹی کا صدر گورنر پنجاب ہوں گے ۔ اور متعلقہ ایڈوائزر صاحبان کمیٹیوں کے نائب صدر ہوں گے ۔ ہر سبجیکٹ کمیٹی اپنا ایک کنوینر خود منتخب کرے گی جو کمیٹی کی سفارشات اس ایوان میں پیش کرے گا مختلف محکموں کے سیکرٹری صاحبان ان کمیٹیوں کی فنی رہنمائی کریں گے ۔ اور ان کا سٹاف کمیٹیوں کی کارروائی وغیرہ کا ریکارڈ فراہم کرنے کی سہولت مہیا کرے گا ۔ سبجیکٹ کمیٹی کی مجوزہ تشکیل کے متعلق آپ کے پاس پہلے لسٹیں موجود ہیں آپ ان کو پڑھ چکے ہیں ۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے دوبارہ پڑھ دیتا ہوں ۔ پھر آپ بتائیں کہ آپ اس سے مطمئن ہیں یا تبدیلی چاہتے ہیں اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو کہ میں اس کمیٹی میں نہیں جانا چاہتا ہوں اور دوسری میں جانا چاہتا ہوں ۔ تو آپ افہام وتفہیم سے یہ کر سکتے ہیں ۔ میں نے کمروں کی وضاحت کر دی ہے ۔ آپ اپنے اپنے کمروں میں تشریف لے جائیں گے اور اپنا ایک کنوینر منتخب کریں گے ۔ متعلقہ سیکرٹری آپ کی رہنمائی کے لیے موجود ہوں گے ۔ کل آپ کی سفارشات اس ایوان میں پیش کی جائیں گی ۔

اناؤنسر ۔ خواتین و حضرات ۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ ایک بجے کیفیٹیریا میں تشریف لے جائیں جہاں ظہرانے کا انتظام کیا گیا ہے نماز کے بعد دو بجے اسمبلی کے عقبی گراؤنڈ میں نماز ظہر ہو گی ۔ نماز کے بعد سبجیکٹ کمیٹیوں کی کارروائی جاری رہے گی ۔ متعلقہ ارکان اور متعلقہ مشیران اور سیکرٹری صاحبان اپنے اپنے منتخب کمروں میں تشریف لے جائیں گے ۔ شکریہ ۔

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا پہلا اجلاس

اتوار ۔ 20 اپریل 1980ء

(یک شنبہ ۔ 4 جمادی الثانی 1400ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا جناب گورنر لیفٹیننٹ جنرل سوار خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

الاؤنسر (مسٹر حسن جلیل) اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع کی جائے گی قاری علی حسین صدیقی صاحب تلاوت قرآن مجید فرمائیں گے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ
اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا
فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ
دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ
وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (س ۴ ۔ آیت ۱۳۵ ۔ س ۶ ۔ آیت ۱۶۵ ۔ س ۸ ۔ آیت ۴۶)

اے ایمان والو! عدل و انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو اللہ کے واسطے سچی گواہی دیا کرو خواہ وہ تمہارے اپنے، یا تمہارے ماں باپ کے اور یا تمہارے رشتے داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی امیر ہے تو یا فقیر پس اللہ ان دونوں کا خیر خواہ ہے۔ تو تم اپنی خواہش نفس کے پیچھے چل کر کہیں عدل و انصاف کو نہ چھوڑ دینا اور اگر تم گول مول بات کرو گے یا حق بات کہنے سے گریز کرو گے تو جان رکھو اللہ تمہارے کاموں سے پوری طرح خبردار ہے۔ (س ۴ آیت ۱۳۵)

اور اسی اللہ نے تم کو سرزمین دنیا پر اپنا نائب و خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے بعض پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تم کو ذمہ داریاں سونپی ہیں ان میں تمہاری آزمائش کرے۔ (س ۶ آیت ۱۶۵)

اور تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو اور آپس میں نہ جھگڑنا ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ تم کو صبر و استقامت سے کام لیتے رہنا۔ بلاشبہ اللہ صبر و تحمل سے کام لینے والوں کے ساتھ ہے۔ (س ۸ آیت ۴۶)

وما علینا الا البلاغ

پروگرام کے متعلق اعلان

اناؤنسر ۔ خواتین و حضرات ! آج کے اجلاس کا ایجنڈا یوں ہے :

کل جن انیس (19) سبجیکٹ کمیٹیوں کا اعلان کیا گیا تھا ان کی سفارشات سبجیکٹ کمیٹیوں کے متعلقہ کنوینر صاحبان ایوان کے سامنے پیش کریں گے ۔

ہر کنوینر کو 7 سے 10 منٹ کا وقت دیا جائے گا ۔

ہر کنوینر اپنی نشست پر لگے ہوئے مائیک سے اپنی کمیٹی کی رپورٹ پڑھیں گے ۔

کنوینر صاحبان کی رپورٹیں ختم ہونے کے بعد سلسلہ سوال و جواب شروع ہوگا جو ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہے گا ۔ سوالات کرتے وقت ایوان کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں اور ہر ممبر صاحب صدر کی اجازت لینے کے بعد اپنا سوال شروع کرے گا اور ہر ممبر صاحب صدر کو مخاطب کرے گا ۔

ٹھیک ایک بجے سے دو بجے تک وقفہ برائے طعام و نماز ظہر کیا جائے گا ۔

آج کا ظہرانہ لاہور میونسپل کارپوریشن کے میئر جناب شجاع الرحمن کی طرف سے دیا جائے گا ۔ جس کا انتظام کل کی طرح اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں کیا گیا ہے ۔

نماز ظہر حسب معمول اسمبلی ہال کی گراؤنڈ میں ٹھیک ڈیڑھ بجے ادا کی جائے گی ۔

بعد از نماز ظہر دو بجے دوسری نشست کا آغاز ہوگا جس میں گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل سوار خان صاحب خطاب فرمائیں گے ۔

آخر میں صوبائی کونسل کے دو روزہ اجلاس کا اختتام دعائیہ کلمات سے ہوگا۔

دعائیہ کلمات مولانا قیوم الہی عرفانی صاحب فرمائیں گے۔

اب مشیر بلدیات سے درخواست ہے کہ وہ کنوینر صاحبان کے ناموں کا اعلان فرمائیں۔

سبجیکٹ کمیٹیوں کے کنوینرز کے ناموں کا اعلان

میاں غلام محمد احمد خان مانیکا (مشیر بلدیات) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم معزز خواتین و حضرات! آپ کو یاد ہوگا کہ کل انیس (19) سبجیکٹ کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں۔ ان سبجیکٹ کمیٹیوں نے اپنے اپنے کنوینر خود منتخب کیے جن کی فہرست آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:

(1) دیہی ترقی و لوکل گورنمنٹ	نواب غلام قاسم خان صاحب خاکوانی
(2) شہری ترقی	جناب محمد بلال صاحب طور
(3) صحت	محترمہ ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا صاحبہ
(4) زراعت	ملک عظیم بخش صاحب
(5) تعلیم	چودھری عبدالغفور صاحب
(6) خوراک	شیخ غلام حسین صاحب
(7) آبپاشی	چودھری نثار احمد صاحب
(8) مواصلات	سید علی رضا شاہ صاحب
(9) محکمہ مال	ملک اللہ یار صاحب
(10) صنعت و تجارت اور قیمتوں کا استحکام	شیخ محمد اقبال صاحب ۔ لاہور
(11) محنت	جناب صالح محمد نیازی صاحب

(12) لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ	سیدہ عابدہ حسین صاحبہ
(13) زکواۃ و سماجی بہبود	بیگم نصرت مقبول صاحبہ
(14) امداد باہمی	جناب عبد اللہ روکڑی صاحب
(15) جنگلات	جناب غلام محمد مجتبیٰ غازی صاحب کور
(16) اوقاف	میاں شجاع الرحمن صاحب
(17) ٹرانسپورٹ	شیخ محمد اقبال صاحب جھنگ
(18) ایکسائز و ٹیکسیشن	ڈاکٹر خالد صاحب رانجھا
(19) سپورٹس ، سیر و سیاحت و ثقافت	جناب لیاقت علی صاحب
(20) اقلیتی نمائندہ	کیپٹن ثناء اللہ صاحب

سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات کا ایوان میں پیش کیا جانا

الاؤنسر ـ اب سبجیکٹ کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان [illegible] اپنی اپنی کمیٹیوں کی سفارشات ایوان کے سامنے پیش کریں گے ـ دیہی ترقی و لوکل گورنمنٹ کی سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر نواب غلام قاسم خان خاکوانی صاحب ـ

نواب غلام قاسم خان خاکوانی (کنوینر برائے دیہی ترقی و لوکل گورنمنٹ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ! فضیلت مآب گورنر پنجاب چیئرمین صوبائی کونسل معزز اراکین گرامی خواتین و حضرات ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ـ

جناب والا ـ میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی سمجھوں گا اگر میں اس کونسل کے قیام کے متعلق اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار نہ کروں جو کہ میں کوشش کروں گا کہ اپنے وقت ہی میں سبجیکٹ کمیٹی کی تجاویز کے اس کو ختم کر دوں ـ سب سے پہلے جناب گورنر ، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس صوبائی کونسل کا ممبر فرما کر مجھے اس کا اہل سمجھا اور میں اس کے لیے آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں میں اپنی بات کے آغاز ہی میں اپنا یہ

فرض سمجھتا ہوں کہ اس خطہ ارض میں قرآنی قوانین اور اسلامی ضوابط نافذ کرنے کی خاطر جناب والا اور صدر پاکستان بالقابہ نے جو لازوال دینی خدمات سرانجام دی ہیں میں انھیں تہ دل سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ بلاشبہ عالی جناب صدر پاکستان اور جناب والا کی اسلامی نظام حیات کے احیاء کی خاطر تمام تر کوششیں پاکستان کے تخلیقی تقاضوں، اس کی ابدی زندگی اور اسلامیان پاکستان کی مذہبی امنگوں کے عین مطابق ہیں۔ اسلامیان پنجاب اپنی مرکزی اور صوبائی قیادت کے اس مبارک عمل کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس اظہار تشکر و ممنونیت میں صوبائی کونسل اور میں باہم ہمنوا اور یک زبان ہیں۔ تحسین و آفرین کے اظہار میں ہم سب اپنی قیادت کو سلام عقیدت پیش کرتے ہیں!

رسول جو بھی تیرا احترام کرتے ہیں
بڑے ادب سے انہیں ہم سلام کرتے ہیں

جناب والا۔ اس وقت ہمارے سامنے وطن پاک کی تعمیر کا کام ہے۔ اس دور میں ہم ملت پاکستان کے عظیم معماروں کی جانفشانی کے ساتھ ساتھ ان تخریب پسندوں کی چیرہ دستیاں بھی دیکھ رہے ہیں جو ملک کی سالمیت کے لیے خطرے کا باعث بن سکتی ہیں۔ جن کا ضابطہ اخلاق قوم و ملک کے لیے ایک تکلیف دہ عمل بنا ہوا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ صاحبان فہم و فراست کے لیے سر بازغہ نہیں۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کے مخالفین اندر ہی اندر ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ جس ملک کو بیرونی دشمن کوئی گزند نہ پہنچا سکے اس کو خود اپنی آستین کے سانپ ڈسنا چاہتے ہیں۔ برادران ایمانی! اس خاک پاک میں ہمارے لیے وہ تمام تر نعمتیں میسر ہیں جو ایک فرض شناس قوم اپنے وطن عزیز سے مانگ سکتی ہے۔ ہم نیم جان گھوڑوں کو چابک مارنے کے قائل نہیں، مگر عزت اور ناموس وطن کی خاطر ارض پاک کو ان دشمنوں کے ناپاک عزائم سے خالی کر دینا چاہتے ہیں جن کے غیر محب وطن کردار نے قوم کو تباہی و بربادی کے دھانے پر لا کھڑا کیا تھا۔

نمائندگان گرامی ! آپ کو معلوم ہے کہ صدر پاکستان الحاج جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے آفاق تدبر اور افادیت بخش عملی زندگی کی جہت سے حالات پر پوری طرح قابو پا لیا ہے اور اپنا آرام و سکون قربان کر کے ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے کا آغاز کر دیا ہے ۔ اس طرح پاکستانی عوام کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور وہ مقصد پایہ تکمیل تک پہنچ پایا کہ جس مقصد کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا تھا ۔ خدائے بزرگ و برتر کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں امت محمدیہ میں شامل کرکے عزت و سر بلندی سے نوازا اور خیر الامم کے رتبہ پر فائز کیا ۔ اس لیے ہم سب کا فرض ہے شہنشاہ کونین حضور محمد مصطفیٰ صلعم کی غلامی کے تقاضے کو اتباع سیرت خاتم کی شکل میں پورا کریں ۔ اس مقدس عمل کو پورا کرنے کے مقدسین امت اور اکابرین ملت کی پاکیزہ زندگیوں کو مشعل راہ بنائیں اور دنیا پر یہ ثابت کر دیں کہ پاکستانی عوام اسلامی نظام اور صرف اسلامی نظام چاہتے ہیں ۔ بحمد اللہ ۔ آج ہمارے ملک میں اسلامی نظام کی داغ بیل ڈال دی گئی ہے ۔

خواتین و حضرات ! اسلامی نظام کے بارے میں کسی طویل و عریض دریافت کی ضرورت نہیں ۔ حضور اکرم صلعم کی منزہ زندگی ہر لمحہ اسلامی نظام قائم کرنے والوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اور جب ہم لوگ خدا اور اس کے پیارے رسول کی بتائی ہوئی راہ پر چلنے کے لیے تیار ہو جائیں گے اسی دن سے ملک میں صحیح اسلامی جمہوری نظام قائم ہو جائے گا ۔ ہم نے پاکستان کو عزم صمیم اور جہد مسلسل کی بدولت حاصل کیا ہے اور آج بھی ایک مستحکم اور خوش حال پاکستان کے لیے انہی عوامل پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے ۔ ذی عزت دوستو ! اسلام نے جمہوری اصولوں کے لیے جو دستور العمل متعین کیا ہے وہ اس قدر جامع اور مکمل ہے کہ اس جیسا ہر قسم کے استحصال سے پاک دستور نہ کسی مذہب نے پیش کیا ہے اور نہ ہی کسی غیر مذہبی تحریک نے ۔ حضرت خیر البشر علیہ صلوٰۃ والسلام نے آدمیت کے احترام اور جمہوری معاشرہ کو جس بام عروج تک پہنچایا اس کے معترف صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر اقوام بھی اس نظام عمل کی افادیت کا اعتراف کرتے ہیں ۔ اس سے زیادہ انسانی برادری کا احترام اور دوسروں کے جذبات کی

پاس داری اور کیا ہوگی کہ کتاب ہدایت میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے "کہ تم دوسروں کے معبودان باطل کو دشنام مت دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے جہل کی وجہ سے رب حقیقی کی شان میں گستاخی کرنے لگیں" - اس ارشاد ربانی سے کتنے بڑے فتنے کی جڑیں اور بنیادیں ہل کر رہ گئی ہیں - کہ جو لوگ محض فروعی اختلافات کی بنا پر اپنے حریف سے حدود تہذیب سے تجاوز کر جاتے ہیں انہیں چاہئے کہ قرآن حکیم کی روشنی میں اپنے طرز عمل کی اصلاح کریں۔

معزز اراکین ! آج ہمیں سب سے زیادہ ضرورت اعتماد علی اللہ - صبر و استقامت - اتحاد ملی اور اجتماعی جدوجہد کی ہے جن لوگوں کو ایک دوسرے سے فروعی اختلافات ہیں ان کو یکسر فراموش کرکے ملک کی سلامتی اور یکجہتی جہتی کے لیے ہر فرد کو قوم و ملک کے ادنیٰ خادم کی حیثیت سے کام کرنا چاہئے۔

اگر یقین محکم - عمل پیہم اور محبت فاتح عالم کے اصول پر عمل پیرا ہو کر اجتماعی حیثیت سے عہد کر لیں کہ اپنے ملک کی تعمیر اپنے ہاتھوں ہی سے کریں گے تو کسی کے سامنے دست طلب دراز کرنے کی ہمیں ضرورت در پیش نہ آئیں گی - ہم مخلص انسانوں کا تعاون چاہتے ہیں - ہماری تمام تر جدوجہد کا مرکزی نقطہ صرف اسلامی ضابطہ حیات ہے ہمارا یہ عزم بالجزم ہے ہم کتاب و سنت کے احکام کی روشنی میں اپنا مستقبل خود تعمیر کریں گے اور آہنی عزم کے ساتھ ہر مشکل پر قابو پائیں گے (انشاءاللہ)

جناب والا - ارباب بصیرت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب کوئی قوم جینے کا فیصلہ کر لیتی ہے تو تقدیر بھی اس فیصلے کا ساتھ دیتی ہے - قیام پاکستان کا مقصد بھی ایک ایسے قطعہ زمین کو حاصل کرنا تھا جہاں مسلمان اپنے دین اپنی شریعت اپنی ثقافت اپنی تاریخ اور اور اپنی قومی روایات کے مطابق زندگی بسر کریں - موجودہ حکومت کا بھی یہی مقصد ہے کہ قیام پاکستان کا مقصد پورا ہو جائے۔ اس لیے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلامی طرز حکومت کے سلسلے میں مشاورتی کونسل کی تشکیل فرما دی ہے۔ تا کہ کونسل میں

معاشرے کے مختلف طبقات کی نمائندگی ہو جس سے یقیناً اس کونسل کو ایک نمائندہ حیثیت حاصل ہو جائے گی ۔ یہ کونسل پیش آمدہ مسائل پر غور کرکے اپنی سفارشات مرتب کرے گی اس طرح حکومت کی کارکردگی عوام کے جذبات اور احساسات اور ضروریات کی بھرپور عکاسی کرے گی نیز تمام فیصلے اسلامی جمہوری طریق کار کے مطابق انجام دئے جاتے رہیں گے ۔ مشاورتی کونسل کی تشکیل اسلامی جمہوری عمل کی جانب پہلا قدم ہے اس طرح منتخب اراکین حکومت اور عوام کے درمیان ایک اہم رابطہ ہوں گے ۔ جس سے منتخب اراکین کو عوام کا بھرپور اعتماد حاصل ہوتا رہے گا ۔ مشاورتی کونسل کے ارکین کو پورا موقع حاصل ہوگا کہ وہ عوام کی مشکلات اور مسائل سے حکومت کو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتے رہیں گے ۔ نیز کونسلوں کے اراکین کی سیاسی و سماجی تربیت بھی ہوگی اور خاص طور پر بلدیاتی اداروں کے اراکین کو ملک کے نظم و نسق سے واقفیت حاصل کرنے کے عملی مواقع بھی فراہم ہوتے رہیں گے ۔

جناب صدر اور محترم سامعین ! صدر دولت خداداد پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اہم قومی و علاقائی معاملات میں ہر مکتب فکر کے عوامی نمائندوں کے ساتھ مشورہ کرنے کے لیے مشاورتی کونسل کا قیام عمل میں لایا ہے تاکہ مشاورتی کونسل کے قیام سے عوام کی مشکلات کو حل کرنے میں ہر وقت واضح صورت سامنے آتی رہے ۔ اس طرح کونسلوں کے اراکین بھی اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہونے پر بجا طور عوام سے داد تحسین کے مستحق ہوں گے اور ان کا ضمیر بھی مطمئن ہوگا کہ انہوں نے اپنے شہر اور عوام کی حتی المقدور خدمت کی ہے ۔

آئیے ہم سب مل کر وطن عزیز کی سالمیت ، جغرافیائی حد و سمت اور نظریاتی اساس کی حفاظت کے لیے ایک اٹوٹ وحدت ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے بمثل شیرازہ بند ہو جائیں تاکہ صحیح اسلامی نظام اور جمہوریت کی بحالی کے لیے مشاورتی کونسل کے پروگرام کو کامیاب و کامران بنا سکیں ۔ اللہ تعالیٰ پاکستان اور ملت پاکستان کا حامی و ناصر رہے ۔ (آمین)

جناب والا ۔ مجھے سبجیکٹ کمیٹی لوکل گورنمنٹ اور دیہی ترقی کا ممبر نامزد کیا گیا ہے اور میرے ساتھ (1) راؤ خضر حیات خان چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل قصور ۔ (2) رفیق حیدر خان لغاری چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل رحیم یار خان ۔ (3) چودھری تاج محمد صاحب چیئرمین بلدیہ ساہیوال ۔ (4) امیر حیدر قریشی معمر ممبر برائے وائس چیئرمین سرگودھا اور (5) مس بلقیس خانم ممبر ضلع کونسل ساہیوال بھی اس کمیٹی میں رکن نامزد کئے گئے ۔ میں ان حضرات کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے متفقہ رائے سے اس کمیٹی کا کنوینر منتخب کیا ہے اور متفقہ طور پر مندرجہ ذیل سفارشات پیش کرنے کی منظوری دی ہے ۔

یونین کونسل اور ممبر شہری حلقہ کو درجہ ذیل عدالتی اختیارات تفویض کئے جائیں :

(1) دیوانی نوعیت کے مقدمات جن کی مالیت مبلغ /5000 روپیہ تک ہو ۔

(2) بصورت رضامندی فریقین اس سے زیادہ مالیت کے دیوانی مقدمات کی سماعت کا اختیار بھی یونین کونسل اور ممبر شہری حلقہ کو ہو ۔

(3) معمولی نوعیت کے فوجداری مقدمات کی سماعت کا اختیار بھی تفویض کیا جائے ۔

(4) خسرہ گرداوری کے اندراجات کی درستگی اور دعوے جات پیداوار کی سماعت کا اختیار یونین کونسل کو دیا جائے ۔

(5) دیہی سطح پر تعینات مختلف محکموں کے اہلکاروں ، پٹواری محکمہ مال و انہار ، فیلڈ اسسٹنٹ محکمہ زراعت وٹرنری اسسٹنٹ محکمہ حیوانات کو یونین کونسل کے دفتر کو اپنا دفتر بنانا چاہئے تا کہ عوام سے ان کا رابطہ آسانی سے قائم ہو سکے ۔

(6) یونین کونسل کی جغرافیائی حدود میں تعینات پر محکمہ کے

اہلکاران کے دورہ پروگرام چیئرمین یونین کونسل منظور کرے اور ان کو اتفاقیہ رخصت دینے کا بھی چیئرمین مجاز ہو ۔

(7) نزول اراضی کی ملکیت اور اس کا استعمال اور غیر مسلم اوقاف کی جائیداد کا انتظام متعلقہ بلدیاتی ادارے کو تفویض کر دیا جائے ۔

(8) لوکل کونسل کے بجٹ کی تیاری کے وقت ٹیکس عائد کرنے سے قبل لوگوں سے اعتراضات طلب نہ کئے جائیں اور نہ ہی ان تجاویز کی مشتہری کی جائے ۔ بلکہ بجٹ کے اعلان کے ساتھ ہی ٹیکس عائد کر دیا جائے اور بجٹ کی منظوری کے ساتھ ٹیکسوں کی حتمی منظوری ہو جائے ۔

(9) راشن ڈپوؤں کی الاٹمنٹ ، منسوخی ، معطلی چیئرمین یونین کونسل کی سفارش پر دیہاتی علاقہ میں چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل منظوری دے اور اسی طرح میر شہری حلقہ کی سفارش پر چیئرمین بلدیہ شہری علاقوں میں راشن ڈپوؤں کی الاٹمنٹ منسوخی اور معطلی کی منظوری دے ۔

(10) غیر منقولہ جائیداد کی منتقلی (ماسوائے وراثت) پر ڈیڑھ فی صد موجودہ شرح بڑھا کر ساڑھے تین فی صد کر دی جائے ۔

(11) تمام میونسپل کارپوریشن ، میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی کے محصول چونگی کی شرح ممکنہ حد تک یکساں کر دی جائے اور ہر سال 5 فی صد سے 10 فی صد تک اضافہ کیا جائے ۔ البتہ زرعی اجناس پر اضافہ کی شرح 5 فی صد سالانہ سے زائد نہ ہو ۔

(12) تہ بازاری پر عائد شدہ پابندی ہٹا دی جائے ۔ اور تہ بازاری کو بازاری نرخوں پر پیمائش کے حساب سے دیا جائے تا کہ بلدیات کی آمدنی میں اضافہ ہو سکے ۔

(13) تمام کمرشل یونٹ جو بلدیاتی اداروں کی ملکیت ہوں بذریعہ نیلام عام فروخت یا کرایہ پر دئے جائیں ۔ کرایہ کی صورت میں ہر سال دس فی صد اضافہ ضروری ہے ۔ بغیر نیلام عام کے کوئی جائیداد ہرگز الاٹ نہ کی جائے ۔

(14) دریاؤں پر تعمیر شدہ پلوں کی ٹول ٹیکس کے ذریعہ جب لاگت پوری وصول ہو جائے تو آئندہ اس کی ٹول ٹیکس کی آمدنی متعلق لوکل کونسلوں کے حوالے کر دی جائے ۔

(15) عشر اور زکواۃ کی وصولی اور تقسیم کا کام متعلقہ لوکل کونسلوں کے حوالے کیا جائے ۔

(16) بلدیاتی ملازمین پر انڈسٹریل ریلیشنز آرڈیننس کا اطلاق نہیں ہونا چاہیے ۔ کیونکہ سرکاری ملازمین کی طرح ان کو Efficiency and Disciplinary Rules کے تحت مناسب تحفظات پہلے ہی حاصل ہیں ۔

(17) تمام بلدیاتی اداروں میں مختلف کمیٹی ہائے کی تشکیل بذریعہ single non-transferable vote ہونا چاہیے ۔ تاکہ تمام ممبران کونسل کسی نہ کسی سب کمیٹی میں شامل ہو سکیں ۔ جس اصول کے تحت مخصوص نشستوں کے لئے انتخابات کرائے جا چکے ہیں وہی اصول ان انتخابات میں بھی اپنایا جائے ۔

(18) ترقیاتی اداروں کی تنظیمیں بورڈ ہائے میں بھی بلدیاتی اداروں سے single non transferable vote کے ذریعہ نمائندے منتخب کئے جائیں ۔ نیز ان اداروں میں نمائندگی کی تعداد کو بھی بڑھایا جائے ۔ اور میئر کارپوریشن اور ڈپٹی میئر کارپوریشن کو بلحاظ عہدہ متعلقہ اداروں میں نمائندگی دی جائے ۔

(19) ضلع کونسل ہائے سپیشل ٹیکس بجائے برآمدی (ایکسپورٹ) ٹیکس نافذ کرنے کی مجاز ہوں ۔ یہ ٹیکس دو سال پیشتر گورنمنٹ کی ہدایت پر منسوخ کیا گیا تھا ۔

(20) محصول چونگی کا ماڈل شیڈول حکومت شائع کرے۔

(21) کاٹن کنٹرول فیس میں سے پچاس فیصد رقم متعلقہ ضلع کونسل کو دی جائے۔ اور اسی طرح چینی پر سیس (cess) کی تمام رقم ڈسٹرکٹ کونسل متعلقہ کو دی جائے۔

(22) بجائے تحصیل ہر ایک مرکز میں ایک اعزازی مجسٹریٹ مقرر کیا جائے جو کہ مرکز کمیٹی کے ممبران میں سے لیا جائے۔

(23) موجودہ صوبائی کونسل کے نمائندگان میں کمی کے باعث مناسب وقت پر مشیر بلدیات کی سفارش پر منتخب نمائندوں میں سے پنجاب کونسل کے مزید ممبر نامزد کئے جاویں۔

(24) منتخب اداروں میں عدم اعتماد کی تحریک کی کامیابی کے لئے دو تہائی کی اکثریت کی بجائے تین چوتھائی کی اکثریت رکھی جائے تاکہ بلدیاتی ادارے سیاسی اکھاڑہ نہ بن سکیں۔

(25) بلدیاتی اداروں کے چیئرمین حضرات کو اپنے فرائض کی انجام دہی کے عوض مناسب ماہانہ اعزازیہ مقرر کیا جائے۔ اور بلدیاتی اداروں کے ممبران جب بلدیاتی کاموں کے لئے سفر کریں تو انہیں مناسب سفر خرچ وغیرہ دیا جائے۔

(26) ضلع کونسل کے بجٹ سے تعمیر ہونے والی سڑکیں ضلع کونسل خود ہی تعمیر کرے اور ہائی وے اتھارٹی کا کسی قسم کا دخل نہ ہو۔ کیونکہ ضلع کونسل کم لاگت اور اپنی مدد آپ کے تحت کم اخراجات سے ترقیاتی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب گورنر نے پہلے ایک اعلان بھی فرمایا تھا۔

(27) بلدیاتی ادارے اگر چاہیں تو زیر تکمیل منصوبے جو پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہوں تو ان کو واپس لے کر اس کی خود تکمیل کرائیں۔

(28) لوکل گورنمنٹ کے عملہ اور دیہی ترقی کے عملہ کا ایک ہی کیڈر بنایا جائے اور ان کے سروس رولز جلد بنائے جائیں ۔

(29) ضلع کونسل اور شہری بلدیاتی ادارے عورتوں کے لئے زیادہ سے زیادہ دستکاری مراکز قائم کریں ۔

یہ وہ سفارشات تھیں جو میں نے اپنی کمیٹی کی طرف سے پیش کر دی ہیں ۔

حضور والا ۔ صوبائی کونسل اور میں اپنے ایک محترم رفیق کار جناب غلام محمد احمد خان مانیکا ، مشیر بلدیات پنجاب کے تقرر کو جناب کا ایک بصیرت افروز عمل تصور کرتے ہیں اور جناب والا کی وساطت سے مشیر بلدیات کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں ۔ شکریہ ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

الاولنسر ۔ اب محکمہ شہری ترقی کی سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر محمد بلال صاحب طور رپورٹ پیش کریں گے ۔ ممبر صاحبان سے گزارش ہے کہ سفارشات پیش کرنے کا وقت ہر ممبر کے لئے 10 منٹ ہے ۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ وقت کا خیال رکھیں اور صرف اپنی سفارشات پیش کرنے پر ہی اکتفا فرمائیں ۔ شکریہ ۔

جناب محمد بلال طور (کنوینر کمیٹی برائے شہری ترقی) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب واجب الصد احترام گورنر صاحب ۔ مشیران کرام و حاضرین گرامی !

آج کے اس جدید دور میں شہری ترقی کا موضوع انتہائی وسعت اور اہمیت رکھتا ہے ۔ جس کی افادیت سے کسی بھی صورت میں انکار ممکن نہیں ۔ اگر ہم نے ہر وقت منصوبہ بندی نہ کی تو ہر طرف بے ڈھنگی آبادیاں نظر آئیں گی ۔ جن میں بسنے والا دور جدید کا انسان ہر قسم کی بنیادی اور ضروری سہولتوں سے محروم ہوگا ۔ ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے سبجیکٹ کمیٹی برائے شہری ترقی صوبائی کونسل پنجاب نے اپنے مختصر اجلاس منعقدہ

مورخہ 19 اپریل 1980ء میں مندرجہ ذیل سفارشات پر اتفاق کیا ہے ۔ جو میرے اپنے خیال میں تمام مسائل کا حل تو نہیں ہیں البتہ ان سے ایک راہ متعین کی جا سکتی ہے ۔

1 ۔ چھوٹے شہروں میں میونسپل حدود کے اندر پرائیویٹ
زرعی اراضیات پر رہائشی سکیمیں ۔

عام طور پر چھوٹے شہروں میں مشاہدہ کیا گیا ہے کہ زمیندار اپنی شہری زمین جو کہ بلدیاتی حدود میں واقع ہوتی ہے ۔ مختلف افراد کے ہاتھوں بغیر کسی منصوبہ کے فروخت کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ بے ڈھنگے مکانات کی صورت میں نکلتا ہے ۔ بعد میں ان آبادیوں کے لئے سڑکوں ۔ پینے کا پانی اور نکاسی آب کے منصوبہ جات کی ذمہ داری بلدیہ پر تھوپ دی جاتی ہے ۔

ایسی تعمیرات کو روکنے کے لئے مختلف قوانین بنائے گئے ہیں جو کہ خاطر خواہ اثر نہیں رکھتے ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نئے قوانین جلد از جلد وضع کئے جائیں تا کہ ان مسائل کا حل نکالا جا سکے ۔ اس مرحلہ پر کمیٹی کو مطلع کیا گیا کہ اس سلسلہ میں نئے قوانین جلد ہی مکمل ہونے والے ہیں ۔ کمیٹی اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ ان قوانین کی اشاعت جلد از جلد عمل میں لائی جائے ۔

2 ۔ شہروں کی ترقی اور منصوبہ بندی

تقریباً تمام شہروں اور بالخصوص چھوٹے شہروں میں بغیر کسی منصوبہ بندی کے ترقیاتی پروگرام شروع کر دیئے جاتے ہیں جس کی طرف کبھی بھی مناسب توجہ نہیں دی گئی ۔ اس ضمن میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بلدیاتی اداروں میں خاطر خواہ تربیت یافتہ افراد مثلاً ٹاؤن پلانرز اور انجینئر کی کمی ہے ۔ لہذا اس ضمن میں سفارش کی جاتی ہے کہ ایسے شہروں میں حکومت تربیت یافتہ افراد مثلاً ٹاؤن پلانرز وغیرہ کو ڈیپوٹیشن پر تعینات کرے تا کہ یہ ادارے اپنے منصوبوں کو آسانی سے پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں ۔

3 ۔ مختلف اداروں کا باھمی تعاون

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ مختلف کام کرنے والے اداروں مثلاً واپڈا ۔ سوئی گیس اور واٹر سپلائی وغیرہ میں ترقیاتی منصوبہ جات کی تکمیل میں باھمی تعاون نہیں ہوتا جس کی وجہ سے توڑ پھوڑ کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ جاری رہتا ہے ۔ اس سلسلہ میں سفارش کی جاتی ہے کہ ان اداروں میں بہتر تعاون پیدا کیا جائے تا کہ بہتر نتائج حاصل کئے جا سکیں ۔

4 ۔ آبادیوں کا محل وقوع

اکثر یہ مشاہدہ کیا گیا کہ نئی سرکاری آبادیاں اکثر زرعی اراضیات پر تعمیر کی جاتی ہیں ۔ اس ضمن میں سفارش کی جاتی ہے کہ ایسی آبادیاں بجائے زرعی اراضیات کے ترجیحی بنیادوں پر اسی محل وقوع میں واقع بنجر اور خالی اراضیات پر تعمیر کی جائیں ۔

5 میونسپل حدود میں واقع سرکاری اراضیات پر ناجائز تجاوزات

دیکھا گیا ہے کہ بلدیاتی حدود میں واقع سرکاری اراضیات پر ناجائز تجاوزات کی صورت میں آبادیاں بن جاتی ہیں کیونکہ ایسی اراضیات پر حکومت کی جانب سے باقاعدہ رہائشی منصوبہ جات نہیں بنائے جاتے۔ لہذا سفارش کی جاتی ہے کہ ایسی اراضیات پر باقاعدہ رہائشی منصوبہ بندی کی جائے۔ دریں اثنا تمام بلدیاتی ادارے مثلاً میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی وغیرہ کو ناجائز تجاوزات روکنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جانے کے احکامات صادر کئے جائیں ۔

6 سبجیکٹ کمیٹی شہری ترقی آخر میں یہ سفارش کرتی ہے کہ میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کو آب رسانی اور نکاسی آب کے منصوبہ جات میں دی جانے والی سرکاری امداد سے فوری طور پر مطلع کیا جائے تا کہ یہ ادارے اپنے آئندہ مالی سال میں اس سرکاری امداد کے مطابق مالی گنجائش رکھ سکیں ۔

ایک اور ضروری بات کہنی چاہتا ہوں کہ کچی آبادیاں جو کہ ناجائز قابضین کی صورت میں آباد ہیں ان کے متعلق واضح پالیسی اختیار کی جائے اور

جس صورت میں بھی ممکن ہو انہیں حقوق ملکیت دیئے جائیں ۔

آخر میں میں عالی مرتبت صدر پاکستان جنرل محمد ضیاالحق کی خدمت میں عالی جناب گورنر پنجاب کی وساطت سے بلدیاتی اداروں کی کامیابی اور بحالی جمہوریت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

اناؤنسر ۔ اب محکمہ صحت کی سبجیکٹ کمیٹی کی کنوینر محترمہ ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا صاحبہ اپنی رپورٹ پیش کریں گی ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا (کنوینر کمیٹی برائے صحت) ۔ محترم گورنر پنجاب ، معزز مشیران کرام ، اراکین صوبائی کونسل ، السلام علیکم ۔ یہ امر میرے لیے باعث افتخار ہے کہ اس معزز ایوان کی ہیلتھ سبجیکٹ کمیٹی کے اراکین نے اپنی سفارشات پیش کرنے پر مجھے مامور کیا ۔ میں ممنون ہوں ۔

جناب عالی ! گزشتہ کل صحت کمیٹی کی میٹنگ میں میرے علاوہ چھ اور ممبران شامل ہوئے ۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں :

(1) ڈاکٹر محمد سعید ۔

(2) ڈاکٹر محمد شریف ۔

(3) بیگم مسعود صادق ۔

(4) راجہ محمد بشارت ۔

(5) حکیم آفتاب احمد قرشی اور

(6) جناب اشفاق شاھد ۔

ممبران کی متفقہ رائے سے جو سفارشات مرتب کی گئیں وہ آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں ۔

ہیلتھ ایجوکیشن ۔ جسے ہماری زبان میں تبلیغ صحت کہا جاتا چاہیئے پر خاص توجہ دی جائے ۔ عوام میں مقصد حیات کی زیادہ سے زیادہ توضیح کی جائے اور صحت کو خدا تعالیٰ کا عطیہ اور امانت جانتے ہوئے نوع انسانی کو

اس کی حفاظت کرنے کی زیادہ سے زیادہ ترغیب دلائی جائے۔ یہ ہماری ذہنی و روحانی صحت کے لیے نہایت اہم ہے۔

فزیکل ایجوکیشن کو بھی اس ضمن میں خاص اہمیت دی جائے۔

عوام میں حفظان صحت کا اجتماعی شعور بیدار کرنے کی غرض سے طے کیا گیا کہ:

(الف) ذرائع ابلاغ عامہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ ریڈیو اور ٹی وی سے روزانہ مختصر پروگرام نشر کیے جائیں۔

(ب) ڈاکومنٹری فلموں اور سلائیڈوں کا اہتمام کیا جائے۔

(ج) محکمہ اوقاف کے ذریعے خطیبوں اور علماء سے درخواست کی جائے کہ وہ بھی اس سلسلے میں ہاتھ بٹائیں۔

(د) بلدیاتی اداروں کے ذریعے اس تعلیم کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ شہروں کی صفائی اور صاف پانی مہیا کیا جائے اور مکھی مچھر سے بچاؤ کے انتظامات کیے جائیں۔

(ہ) پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ کے لیے اس مضمون میں ریفریشر کورسز کرائے جائیں۔

دیہی صحت پروگرام ۔ (الف) ڈاکٹر کے پہلے دو سال دیہی علاقوں میں ملازمت کے قانون پر پوری طرح عمل درآمد کرایا جائے۔

(ب) زیادہ سے زیادہ ڈسپنسریاں اور Basic Health Units قائم کیے جائیں ۔ اس کے علاوہ موبائیل ہیلتھ یونٹ بھی قائم کیے جانے چاہییں۔

(ج) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں بھی ماہر ڈاکٹر صاحبان اور ضروری سامان مہیا کیا جائے۔ ڈاکٹروں کو رہائش اور کنوینس کی صحیح سہولتیں مہیا کی جائیں۔

(د) Expanded Inner Programme (ای ۔ آئی ۔ پی) کو دیہی

علاقوں میں بھی پھیلایا جائے جس میں چھ بیماریوں سے بچاؤ کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں ۔

ڈاکٹرز کو طبی ضابطہ اخلاق کی تربیت دینے کے لیے دوران تعلیم خاص اہتمام کیا جائے ۔ ان کے Service Structure میں حال ہی میں کچھ بہتری پیدا کی گئی ہے ، ابھی معلوم ہوا ہے ، لیکن ابھی مزید بہتری کی گنجائش موجود ہے ۔ انہیں اپنے پیشے سے لگاؤ ہو گا ۔ اس کے وقار کا احترام ہو گا ۔ تو ان کی صلاحیتیں اور اجاگر ہوں گی ۔ پروفیسرز اور صحت کے ماہرین کو اپنے ملک میں زیادہ سے زیادہ ریسرچ کے مواقع دیئے جائیں ۔ سٹیٹس سہولتوں اور مالی لحاظ سے ان کی تشفی کی جائے تا کہ وہ اپنے ملک میں رہ کر یکسوئی سے کام کریں اور قوم کو بہترین ، قابل ، محب وطن نئے ڈاکٹر پیش کر سکیں ۔

ہسپتالوں کی انتظامیہ کا مقامی نمائندوں اور معززین شہر سے رابطہ و تعاون بہت ضروری ہے ۔ اس کے لیے ہر جگہ ایک مشاورتی کونسل بنائی جائے ۔ اس سلسلے میں مختلف سرکاری و نیم سرکاری اور غیر سرکاری سماجی اداروں مثلاً ہلال احمر ، پاکستان میٹرنٹی اینڈ چائلڈ ویلفیئر ایسوسی ایشن ، کمیونٹی ڈویلپمنٹ کونسل ، اوقاف ، اپوا ، لائنز کلب اور روٹری کلب وغیرہ وغیرہ کو زیادہ سے زیادہ اعتماد میں لیا جائے اور ان کے باہمی تعاون سے منصوبہ بندی کی جائے تا کہ وسائل کا ضیاع نہ ہو ۔

میٹرنٹی اینڈ چائلڈ ہیلتھ سنٹر سکیم (ایم ۔ سی ۔ ایچ ۔ سنٹرز) کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے حتیٰ کہ ہر دس ہزار نفوس کے لیے ایک سنٹر قائم ہو جائے ۔

پرائیویٹ ہسپتالوں کے قیام کے لیے کچھ ابتدائی امداد مہیا کی جانی چاہیے جو آسان قسطوں پر قرض کی شکل میں اور آلات کی فراہمی کی صورت میں ہو سکتی ہے ۔ جیسی بھی ضرورت ہو ۔

اضلاعی بستیوں میں پرائیویٹ معالجین کو بھی کچھ نہ کچھ کوٹا ملنا چاہیے ۔ فیملی فزیشنز کے لیے زیادہ سے زیادہ ریفریشر کورسز منعقد کرائے

جائیں - اور صوبائی سطح پر اس کا اہتمام اکثر ہونا چاہیے - فیملی فزیشنز کو بھی ریسرچ کونسل کے ذریعے ریسرچ میں حصہ لینے کا موقع ملنا چاہیے -

ہیلتھ کواپریٹو سوسائٹیز قائم کی جائیں -

بلدیاتی ادارے طبی شفاخانے زیادہ تعداد میں جاری کریں - عوام کو طبی امداد بہم پہنچانے میں اطباء کی خدمات سے بھی استفادہ کیا جائے اور طبیہ کالجوں کی تعلیم کا معیار بلند کیا جائے - سرکاری گرانٹ میں اضافہ کیا جائے - سائنٹفک بنیاد پر طبی ریسرچ کے لیے سرکاری طور پر زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں -

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ دواؤں کے بجٹ میں اس سال پچھلے سالوں کی نسبت کچھ اضافہ کیا گیا ہے - لیکن یہ ضروری ہے کہ ہسپتالوں کی دواؤں کی چور بازاری کا مؤثر سدباب کیا جائے - یہ مسئلہ بے حد سنگین ہے -

دواؤں کی کوالٹی کا بھی خاص چیک رکھا جانا چاہیے تاکہ جعلی یا غیر معیاری دواؤں سے عوام کو بچایا جا سکے -

محکمہ پاپولیشن پلاننگ اور سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے بھی صحت عامہ کے مسائل حل کرنے کے لیے تعاون حاصل کیا جائے -

گورنمنٹ کے مختلف محکموں کو آپس میں زیادہ سے زیادہ مربوط ہونا چاہیے - مثلاً سڑکوں کی بار بار توڑ پھوڑ غیر ضروری طور پر نہ ہو - اور جب سوئی گیس پائپ اور سیوریج وغیرہ کا کام مکمل ہو جائے تو سڑک کو صحیح حالت میں جلد از جلد لایا جانا چاہیے - یہ بھی صحت عامہ کا ایک مسئلہ ہے -

بڑے ہسپتالوں میں جہاں تک ممکن ہو ، ماہر غذائیات کی خدمات سے استفادہ کیا جائے -

عطائیت کے انسداد کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں - غیر قانونی نام نہاد میڈیکل کالجوں اور دیگر اداروں کے خلاف مؤثر کارروائی کی جانی چاہیے -

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ موجودہ حکومت نے صحت کے مسائل حل کرنے کے لیے بہت سے سائنٹفک پروگرام منعقد کرائے ہیں - جن میں مختلف موضوعات پر صحت کانفرنسیں اور سمپوزیا منعقد ہوئے اور صدر پاکستان نے اکثر میں ذاتی دلچسپی لی اور بے حد حوصلہ افزائی کی - صوبائی سطح پر بھی یہ سلسلہ زیادہ سے زیادہ جاری رہنا چاہیئے -

اناونسر زراعت کی سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر ، ملک عظیم بخش صاحب -

ملک عظیم بخش - (کنوینر کمیٹی برائے زراعت) - بسم اللہ الرحمن الرحیم - عزت مآب جناب گورنر صاحب و صوبائی مشیران کرام و معزز اراکین ، السلام علیکم ! زراعت کمیٹی نے متفقہ طور پر جو تجاویز مرتب کی ہیں وہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں -

1 - حکومت نے کرم کش ادویات کی قیمت بڑھا دی ہے - نیز کھاد کی قیمت میں بھی اضافہ کر دیا ہے - اس طرح دوسرے عوامل جن سے زرعی پیداوار حاصل کی جاتی ہے مثلاً ٹریکٹر ، ڈیزل ، ٹیوب ویل ، بجلی ، کرایہ آمد و رفت اور مزدوری کا خرچ بھی کافی بڑھ گیا ہے ، مگر حکومت نے حال ہی میں اجناس کی جو قیمتیں مقرر کی ہیں وہ بہت کم ہیں اور پیداواری لاگت کے مطابق نہیں ہیں - اس لیے تجویز کی جاتی ہے کہ مندرجہ ذیل اجناس کی قیمتوں پر نظر ثانی کر کے ان کی قیمتیں حسب ذیل مقرر کی جائیں :-

(الف) کپاس اے - سی - 134 پنجاب میں اب کہیں بھی کاشت نہیں ہو رہی ہے اس لیے اس کی قیمت مقرر کرنا کاشت کار کے لیے بے معنی ہے - بی 557 اس وقت پنجاب میں کاشت ہو رہی ہے - اس کی قیمت 171 روپے فی چالیس کلوگرام جو مقرر ہوئی ہے وہ بہت کم ہے - اس کی بجائے 195 روپے فی چالیس کلوگرام مقرر کی جائے -

(ب) سونجی اری - 6 کی قیمت 36 روپے فی من اور مونجی باسمتی کی

قیمت 70 روپے فی من مقرر کی گئی ہے جو بہت کم ہے۔
وہ بڑھا کر بالترتیب 45 روپے فی من اور 75 روپے فی من مقرر
کی جائے۔

(ج) گندم کی جو قیمت مقرر کی گئی ہے وہ بھی بہت کم ہے۔ گندم
کی قیمت 50 روپے فی چالیس کلو گرام کی بجائے 62 روپے فی چالیس
کلو گرام کی جائے۔

2 ۔ کھاد اور بیج کی خرید کے لیے بلاسود جو قرضے دیے جا رہے ہیں
ان کی حد چالیس کروڑ سے بڑھا کر سو کروڑ روپے کی جائے تاکہ کاشتکار زیادہ
سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور زرعی پیداوار میں اضافہ کر سکیں۔

جناب ڈاکٹر عبدالغفور بھٹی صاحب مشیر زراعت نے فرمایا ہے
کہ کاشتکاروں نے پچھلا قرضہ 7 ء 99 فی صد واپس کر دیا ہے۔ اس اعتبار سے
تمام کاشتکاروں کو قرضہ بلا سود بغیر کسی تخصیص زمین کے دیا جائے۔ ہر
قسم کے کاشتکاروں کو قرضہ بلا سود ملنا چاہیے۔ ہم کاشتکار قرضہ واپس کرنے
میں مکمل تعاون کریں گے۔

3 ۔ اجناس کی خرید و فروخت کے لیے محکمہ خوراک اور پاسکو کے علاوہ
انجمن ہائے امداد باہمی کو بھی خرید و فروخت کے لیے مقرر کیا جائے۔

4 ۔ کاشتکاروں کو کپاس کی سپورٹ پرائس (مقررہ قیمت) نہیں ملتی ،
اس لیے ضروری ہے کہ کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن کم از کم بیس جنریز
(جننگ فیکٹریاں) کرائے پر لے کر چلائے تاکہ کاشتکاروں کو کمپیٹیشن کی وجہ
سے مناسب قیمت مل سکے۔

5 ۔ کپاس اور دھان کی مناسب قیمت کاشتکاروں کو دلانے کے لیے کاٹن
ایکسپورٹ کارپوریشن اور رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کے علاوہ پرائیویٹ
سیکٹر کو بھی کم از کم 30 فی صد ایکسپورٹ کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ
کمپیٹیشن ہو سکے۔

6 ۔ سبزیات اور پھلوں کی ایکسپورٹ پر کسی قسم کی پابندی نہیں
ہونی چاہیے۔

7 ۔ ہر ضلع میں سائل ٹیسٹنگ لیبارٹری قائم کی جائے ۔

8 ۔ ٹریکٹروں کی مرمت کے لیے ہر تحصیل میں ایک ورکشاپ قائم کی جائے ۔ نیز ٹریکٹر کے انجن کے علاوہ دوسرے پرزوں پر کوالٹی کنٹرول کا ہونا بہت ضروری ہے ۔ بہتر یہ ہے کہ ان پرزوں کو آتھورائز ڈیلروں کے ذریعے سے فروخت کیا جائے ۔

9 ۔ دیہی ترقیاتی مراکز میں کاشتکاروں کی سہولت کے لیے مراکز کو فعال بنایا جائے ۔ ہر مرکز پر پی ۔ او ۔ ایل کی ایجنسی ، ٹریکٹر ورکشاپ ، بیج ، کھاد اور کرم کش دواؤں کا سرکاری ڈپو ہونا چاہیے ۔ ایک کوآپریٹو سوسائٹی اور بنک کی برانچ کا قیام بھی ضروری ہے ۔ مرکز کے ہر کاشتکار کا ملکیتی کھاتہ تصدیق شدہ تحصیل دار موجود ہونا چاہیے اور ساتھ ہی مرکز پر گرداوری کا ریکارڈ بھی ہونا چاہیے ۔ تا کہ کاشتکاروں کو قرضہ لینے اور واپس کرنے میں آسانی ہو ۔ نیز ہر مرکز کو سب تحصیل کا درجہ دیا جائے ۔

10 ۔ مواضعات کو بجلی مہیا کرتے وقت ان مواضعات کو ترجیح دی جائے جہاں ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں ۔

11 ۔ تھریشروں کو بجلی سے چلانے کے لیے موجودہ انڈسٹریل ریٹ کی بجائے زرعی ریٹ چارج کیے جائیں ۔ چونکہ گندم کی کٹائی کا موسم شروع ہو چکا ہے ، اس لیے یہ احکام فوراً صادر فرمائے جائیں ۔

12 ۔ سکارپ کے وہ ٹیوب ویل جن کا پانی میٹھا ہے کاشتکاروں کو نیلام کر دیئے جائیں ۔ اس وقت یہ ٹیوب ویل ٹھیک نہیں چل رہے ہیں جس سے کاشتکاروں اور گورنمنٹ کا بھاری نقصان ہو رہا ہے ۔

13 ۔ جو کاشتکار بجلی کا ٹیوب ویل لگانا چاہیں اور ان کا ٹیوب ویل بجلی کی لائن سے آدھے میل کے فاصلے پر ہو تو اس کا خرچ گورنمنٹ خود برداشت کرے ۔

14 ۔ جن دیہات سے غلہ ، کپاس اور دوسری اجناس وغیرہ غلہ منڈیوں میں زیادہ جاتی ہیں ان دیہات کے راستوں کو قابل آمد و رفت بنایا جائے اور ان کو ترجیحی بنیادوں پر پکا کیا جائے ۔

15 ۔ اس وقت ڈیزل ٹیوب ویل کی سبسڈی صرف گیارہ سو ٹیوب ویلوں کے لیے مل رہی ہے ۔ ان کی تعداد بڑھا کر چار ہزار کی جائے ۔

16 ۔ بلڈوزر اور ٹریکٹر جو محکمہ زراعت کے کرائے پر دئے جا رہے ہیں ان کے کرائے کم کئے جائیں تا کہ بنجر زمینوں کو زیادہ آباد کیا جائے ۔

آخر میں ایک اہم اور زمینداروں کے لیے پریشان کن مسئلے کی طرف جناب والا کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں - وہ یہ ہے کہ اس وقت آبیانے کی شرح بہت زیادہ ہے یعنی ایک مربع ایک ایکڑ پر چار گنی - اور دو مربع ایکڑ پر چار گنی اس پر نظر ثانی فرمائی جائے اور چار مربع تک ہی دگنا رکھا جائے - شکریہ -

اناؤنسر - اب محکمہ تعلیم کی سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر جناب عبدالغفور صاحب اپنی کمیٹی کی سفارشات پیش کریں گے -

جناب عبدالغفور (کنوینر کمیٹی برائے تعلیم) جناب عزت مآب گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل سوار خان صاحب - جناب غلام محمد احمد خان مانیکا صاحب - منسٹر بلدیات - ارکان صوبائی کونسل پنجاب - اسلام علیکم - جیسا کہ آپ کو علم ہے کل تعلیمی کمیٹی کے اجلاس میں تعلیم کی بابت اس کمیٹی نے سفارشات مرتب کی ہیں - اس تعلیمی کمیٹی میں میرے ساتھ میاں غلام حیدر - چیئر مین ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال - کیپٹن ثناءاللہ اقلیتی نمائندہ میونسپل کارپوریشن راولپنڈی - سماۃ زبیدہ خاتون جعفری ملتان - مسٹر نذیر حسین چیئر مین جہلم - رانا جاوید اقبال چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر اور چوہدری سلطان علی چیئر مین چیمبر آف ایگریکلچر پنجاب شامل تھے - میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اس کمیٹی کا کنوینر منتخب کیا - ہم نے متفقہ طور پر سفارشات مرتب کی ہیں -

جناب والا جیسا کہ آپ کو علم ہے ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے - اور موجودہ حکومت اس بارہ میں بہت احساس رکھتی ہے کہ جب تک ہمارا دیہی معاشرہ ترقی نہیں کرے گا اس وقت تک کسی بھی چیز میں ہم پوری طرح ترقی پذیر یا ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل نہیں ہو سکتے - ہماری اکثر آبادی دیہاتی ہے - جتنی دلچسپی آپ نے اور آپ کی موجودہ حکومت نے لی ہے آج سے قبل کسی حکومت نے دیہاتیوں کے لیے نہیں لی - میں اس کے لیے آپ کا بے حد مشکور ہوں - جناب والا ہمارا ملک اس وقت تک صحیح معنوں میں ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس مقصد کے لیے حکومت کے رفاہی ادارے مسلسل کوشش میں مصروف نہ ہوں - مقامی مسائل حل کرنے کے لیے اپنی

سرگرمیوں کو منظم اور مستحکم طریقے اپنانے کے ساتھ ساتھ مقامی ادارں کی منتخب قیادت اور عوام کی بھرپور شرکت لازمی ہے - طویل عرصہ تک ان منتخب اداروں کی محرومی اور عوام کی عدم شرکت کی وجہ سے کارکردگی عوام کی توقعات سے بہت کم رہی - اب مقامی اداروں کو منتخب قیادت حاصل ہو گئی ہے اور اپنے علاقائی مسائل حل کرنے کے لیے ترقیاتی اداروں کی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کرنے میں حکومت کے کارندوں کو صحیح اور اصل مسائل کی نشاندہی کرنے میں اس کونسل کے ممبران ایک رابطہ کی حیثیت رکھتے ہیں - محکمہ جات اور حکومت کے فنی ماہرین ترقی کے کاموں میں مشغول تھے لیکن دونوں میں اشتراک عمل کی کمی کی وجہ سے قومی زندگی بری طرح متاثر ہو رہی تھی - صوبائی کونسل کا قیام جن مقاصد کے لیے عمل میں آیا ہے مجھے امید ہے کہ وہ انشاءاللہ ضرور پورے ہوں گے اور پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط طریقے سے ملک کی ترقی عمل میں لائی جا سکے گی - اور یہ کونسل اور مختلف محکمہ جات میں ایک رابطہ کی کڑی ہے -

جناب والا - آپ کے علم میں ہے کہ اسلامی تعلیم ہر مرد اور ہر عورت کے لیے ایک فریضہ قرار دیا گیا ہے اور تعلیم کے بغیر مفید فرد نہیں بن سکتا - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے جو پہلے الفاظ تھے وہ تھے اقرا باسم ربک الذی خلق (پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا) تو اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ تعلیم و تربیت کی کتنی اہمیت ہے - دنیاوی نقطہ نگاہ سے تعلیم کو ہر قوم نے تسلیم کیا ہے - پاکستان کے محدود مالی وسائل کے پیش نظر تعلیم کی مد میں اس قدر رقم فراہم نہیں کر سکے جس کی فی الواقع ضرورت ہے - بڑھتی ہوئی آبادی اور اس کی تعلیمی ضروریات کے لیے ہمارے موجودہ وسائل ناکافی نظر آتے ہیں کہنے کو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب کے میزانیہ کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ تعلیم پر خرچ ہو رہا ہے اگر اس مد کو 43 لاکھ طلباء پر تقسیم کیا جائے تو میرے خیال میں 75 پیسے روزانہ کا حساب آئے گا - یہی نہیں جب ہم پنجاب میں تعلیم کی مد میں خرچ کی جانے والی رقم کا موازنہ دوسرے صوبوں کے تعلیمی اخراجات

سے کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کو اس کی آبادی کے تناسب سے رقم نہیں دی جا رہی ہے یا ہمارے منصوبہ تیار کرنے والے تعلیمی حضرات اپنی ضرورت کو نظر انداز کر دیتے ہیں اس سارے عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیمی تناسب کے لحاظ سے ہمارا صوبہ دوسرے صوبوں سے پیچھے رہ گیا ہے۔ چنانچہ تعلیمی کمیٹی کی سفارشات مرتب کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ موجودہ وسائل کو بہتر طریقے سے اور صحیح طور پر زیادہ سے زیادہ کارآمد بنایا جائے۔ وہاں بعض تعلیمی ضروریات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ مثلاً کمیٹی کی سفارشات میں زرعی سطح پر بہتر کارکردگی کے بارہ میں بعض اہم سفارشات مرتب کی گئی ہیں۔

مشاہدہ میں آیا ہے کہ دیہات کے ہر گاؤں میں لڑکیوں اور لڑکوں کے سکول کامیابی سے نہیں چل رہے ہیں۔ اخراجات میں کمی اور کارکردگی میں اضافے کی خاطر یہ تجویز کیا گیا ہے کہ پرائمری کی تعلیم پانچ جماعت تک کی بجائے چار جماعت تک کی جائے۔ ایسے سکولوں میں بچے اور بچیوں کو اکٹھی تعلیم دی جائے اس پر تدریسی عملہ خواتین پر مشتمل ہو۔ اور پانچویں جماعت تک کا نصاب مختصر رکھا جائے بچوں کو اردو لکھنے بولنے کے قابل بنایا جائے۔ انہیں اخلاقیات پنجابی اور حساب کی تعلیم کے ساتھ جسمانی صحت کا عادی بنایا جائے۔ چاند تارہ کلب کے ذریعے تعمیری مشاغل شامل کیے جائیں۔

اس وقت دیہات میں ایسے بے شمار سکول موجود ہیں۔ جن میں بچوں کی تعداد ناکافی ہے جس کی وجہ سے اخرجات کے مقابلہ میں مناسب فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ ایسے سکولوں کو سروے کے بعد یکجا کر دیا جائے۔ اس طرح سکولوں کو تدریسی عملہ میسر آنے کے علاوہ دیگر تعلیمی سہولیات میسر آ سکیں گی۔ میں بلا شک و شبہ گزشتہ چند تجربات کی بنا پر یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ جب گورنمنٹ کے پاس ہماری سفارشات جاتی ہیں تو یہ احکام جاتے ہیں کہ اتنے سکول کھول دو اور ہمیں کوشش کے باوجود جگہ نہیں ملتی جہاں ہم سکول کھولیں۔ جو ہمارے پہلے

سکول کھلے ہیں ان کی حالت زار پر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جب تک ہم اپنے موجودہ سکولوں کو اکٹھا کرکے انہیں بہتر سہولتیں میسر کرکے ان کا تعلیمی معیار بلند نہیں کر سکتے ۔ نئے سکول کھولنے سے میرے خیال میں قومی سرمایہ کا ضیاع ہے اور ہم اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے ۔ اس سلسلے میں ہمیں بہت سوچے سمجھے concerted and consolidated efforts کرنے چاہیں صرف یہی نہیں کہ ہم سکولوں کی تعداد کے پیش نظر یہ کہہ سکیں کہ اپنے ملک میں ہم نے تعلیم کو رائج کر لیا ہے بلکہ ہمیں معیار تعلیم اور اس کی موجودہ سہولتوں کو بہتر بنانے کے لیے وقت صرف کرنا چاہئے ۔ میرے خیال میں زیادہ سکول کھولنے سے ہم اپنے قومی سرمائے کا ضیاع کریں گے ۔

(3) کمیٹی کی رائے کے مطابق میں پرائمری سکولوں کے انتظام و انصرام کے بارے میں اس وقت یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ سب سے بنیادی خرابی جہاں تک ہمارے معاشرے میں موجود ہے وہ پہلے ابھی اس ایوان میں جناب گورنر صاحب کی موجودگی میں طے ہو چکی ہے ۔ ہمارے پاس بہترین دماغ موجود ہیں ۔ منصوبہ بندی کرنے والے دماغ موجود ہیں یہاں بہترین سکیمیں بنتی ہیں لیکن نہ معلوم جب عمل درآمد کی سٹیج آتی ہے تو نتیجہ صفر نہیں تو کم از کم خوش آئند نتیجہ ہمارے سامنے نہیں آتا ۔ اصل بنیادی جڑ جو ہمارے انتظام و انصرام میں مجھے نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ عمل درآمد کرنے والے ادارے ضلعی سطح پر موجود ہیں لیکن وہ ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے اور نہ ان لوگوں میں کام کا جذبہ ہے ۔ نہ معلوم ہم لوگوں میں یہ خامی کیوں ہے کہ ہم جذبہ پیدا نہیں کر رہے ۔ وہ لوگ اس کو قومی فریضہ نہیں سمجھتے اور ایک قوم کے فرد کی حیثیت سے اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کو بالائے طاق رکھ کر اس اس کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتے ؟ آخر جس قوم کے لیے بچوں کے لیے دیہات کے لیے گورنمنٹ اتنا سرمایہ خرچ کر رہی ہے جناب گورنر دن رات دیہاتوں میں دورے کرتے ہیں ۔ تمام سرمایہ ان کے لیے مختص کر دیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آرہے ۔ تعلیم کا ایک ایسا محکمہ ہے جس میں میرا خیال ہے اور ممکن ہے کہ آبادی کے

تناسب کے لحاظ سے خرچ نہ کیا جا رہا ہو لیکن جس افراتفری ، تذبذب اور غیر یقینی کا یہ محکمہ شکار ہے میرا خیال ہے کہ اس کو جب تک war footing پر منظم کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی اس وقت تک آئندہ نسلوں کو صحیح طریقے پر تعلیم دینے میں دقت پیش آئے گی ۔ اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے اور جس طرح کمیٹی نے تجویز کیا ہے کہ پرائمری سکولوں کا انتظام و انصرام متعلقہ لوکل کونسل کے سپرد کر دیا جائے ۔ اور محکمہ تعلیم صرف انسپکشن اور کارکردگی کا جائزہ لے ۔inspection and evaluation یہ دونوں باتیں محکمہ تعلیم کے افسران پر چھوڑ دی جائیں ۔ میرا خیال ہے اس سے زیادہ ان کے بس کی بات مجھے نظر نہیں آتی ۔ جس طرح وہ کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اس طرح آئندہ کئی سالوں تک واضح نتائج ہمارے سامنے نہیں آئیں گے ۔ اس لیے میری تجویز یہ ہے کہ ان کا تمام انتظام و انصرام لوکل کونسل کے سپرد کر دیا جائے ۔ انسپکشن اور ان کی رپورٹ پر ان کی ترقی ، تنزلی اور ڈسپلنری ایکشن لیے جا سکتے ہیں ۔ لہذا اس کے لیے ایک علیحدہ فیلڈ قائم کیا جائے ۔ جب تک اس کا انتظام نہیں ہوتا خرابی دور نہیں ہو گی ۔

جناب والا ۔ ہم دیہات کے رہنے والے ہیں اس لیے ہم دیہات کی خرابیوں اور دیہات میں رہنے والے طبقے کے احساسات سے بھی آواقف ہیں ۔ اب تک ہمیں یہ یقین دلایا جاتا رہا ہے کہ عورتوں کو تعلیمی نظام میں نمائندگی ملنی چاہیے ۔ ہم نے بے شمار استانیاں دیہاتی علاقے سے پیدا کی ہیں اور وہ کام بھی کر رہی ہیں ۔ لیکن جناب گورنر ! ایک خرابی جو ضلعی سطح پر نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ آفس جو ضلعی سطح پر کام کر رہے ہیں یعنی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اس کا عملہ مردوں پر مشتمل ہے ۔ خواتین عملہ میں اگر کوئی ہے تو وہ ڈپٹی ایجوکیشن آفیسرز وہاں بیٹھی ہیں ۔ لیکن وہ بے بس اور لاچار ہوتی ہیں ۔ اس عملہ کی ایک مثال یہاں بھی موجود ہو گی کہ وہ عملہ اتنا طاقتور ہے کہ ایک دفعہ دو جگہوں پر پنجاب اسمبلی اور سنٹرل اسمبلی میں قراردادیں پاس ہوئیں کہ فلاں کلرک کی ٹرانسفر کر دی جائے ۔ لیکن کلرک ٹرانسفر نہ ہو سکا ۔ حالت یہ ہے کہ عملہ اتنا طاقتور ہے ۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر

کوشش کرتا ہے کہ کلرک ٹرانسفر کر دیا جائے لیکن اس کی بجائے خود ڈسٹرکٹ آفیسر ٹرانسفر ہو جاتا ہے۔ وہ کلرک وہاں سے ٹرانسفر نہیں ہوتا۔ اس لیے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے۔ میں اس کے لیے نشان دھی کرنے کے تیار ہوں کہ کس طرح اس کا سدباب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن فی الحال اس کے فوری حل کے لیے میری یہ تجویز ہے کہ ہمارا جو مستورات کا عملہ ہے ان کی تعلیم اور انتظام و انصرام کے لیے ضلع میں ڈپٹی ایجوکیشن آفسرز لگائیں۔ fullfledged ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز لگائیں لیکن ان کو بالکل علیحدہ کر دیا جائے۔ اس سے کئی اخلاق قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ جو لڑکیاں دیہات سے آتی ہیں رات ان کو وہاں ٹھہرنا پڑتا ہے۔ وہ کارکنوں کے رحم و کرم پر ہوتی ہیں۔ ان کو بلاوجہ وہاں روکا جاتا ہے۔ ان کا کوئی تعلق ان مستورات سے نہیں ہونا چاہیے۔ پہلے عملے کا جو ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر مستورات کی مد میں ہو وہ تمام کا تمام عورتوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔ یہ میں ایک خرابی کی نشاندھی کر رہا ہوں جس کا سدباب ہونا بہت ضروری ہے۔

(4) دیہاتی علاقے میں تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی کام کو ترجیح دی جائے تا کہ لوگ فارغ التحصیل ہونے پر کارآمد شہری بن سکیں۔ اب تک ہماری تعلیمی پالیسی یہ رہی ہے اور جناب والا۔ بھی کوشاں ہیں کہ چونکہ ہمارے دیہات میں 80 فی صد آبادی پڑھی لکھی نہیں ہے۔ انہیں ہم نے زیادہ سے زیادہ پڑھانا ہے۔ لیکن اگر بے مقصد تعلیم سے بے شمار فوج پیدا کی جائے جس کا کوئی کام نہ ہو تو یہ ہمارے لیے اور پورے ملک و ملت کے لیے سر دردی کا باعث بن رہا ہے۔ جب تک بامقصد تعلیم کا پلان ہمارے سامنے نہ ہو اس وقت تک تعلیم کو زیادہ کرنے سے ہم مسائل کو سلجھانے کی بجائے الجھا رہے ہیں۔ اس لیے ہم نے یہ سفارش کی ہے کہ اس کو مزید ڈویلپ کیا جا سکتا ہے کہ دیہاتی علاقوں میں تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی کام کی بھی تربیت دی جائے تا کہ فارغ التحصیل ہونے پر وہ کارآمد شہری بن سکیں۔ اور جب ہماری گورنمنٹ کی کوشش سے ان کو بجلی اور سڑکیں میسر آئیں گی، ہوم انڈسٹری اور چھوٹی چھوٹی صنعتوں کے طور پر وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو سکیں گے

تو وہ شہروں کی طرف بھاگنے سے گریز کریں گے۔

(5) جناب والا! گزشتہ حکومت کے دور میں نہ جانے کن سیاسی اغراض و مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے پرائیویٹ تعلیمی ادارے قومیاء لیے گئے۔ وہ ہمارے لیے درد سر بن گئے ہیں۔ پہلے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں مقابلہ ہوتا تھا اور لوگ یہ سوچتے تھے کہ جو ادارہ بہتر کارکردگی کا نمونہ پیش کرے گا اس میں اپنے بچوں کو داخل کروائیں گے۔ لیکن جب سے یہ ادارے قومیاء لیے گئے ہیں وہ سانپ کے منہ میں مینڈک کی مثال ہے نہ ہم ان کو چھوڑ سکتے اور نہ ان کی کارکردگی بہتر بنائی جاسکتی ہے کمیٹی نے سفارش کی کہ صوبائی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جس کی سب کمیٹیاں ڈویژنل لیول پر بھی ہوں تاکہ ان کی کارکردگی۔ ان کا معیار تعلیم۔ ان کے عملے کی کارکردگی۔ عمارتوں کی موجودہ حالت، ان سب کو پیش نظر رکھ کر ان کو یکجا کیا جاسکے دو دو کو تین تین کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے یا جن کی کوئی افادیت ہمارے سامنے نظر نہیں آتی ان کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ یہ نہایت اہم کام ہے جس کے باعث ہم تعلیمی میدان میں تذبذب اور افراتفری کا شکار ہیں۔ کمیٹی کی سفارش کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔

(6) ضلعی سطح پر میں اس کا ایک چھوٹا سا خاکہ پیش کر چکا ہوں۔ ضلعی سطح پر کمزور انتظامیہ کے بارے میں لاتعداد شکایات پائی جاتی ہیں۔ اور جیسا کہ ہمارا موجودہ تعلیم کا نظام ہے آپ حضرات جانتے ہیں ڈپٹی ایجوکیشن افسر کے طور پر جو شخص کام کرتا ہے مثلاً ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے۔ جہاں وہ اپنی زندگی کے تمام جوہر خرچ کر چکنے کے بعد اس کی تمام ملازمت کے دو سال باقی ہوتے ہیں تو وہ ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر بن جاتا ہے۔ اس کی ذہنی۔ جسمانی اور انتظامی صلاحیتیں، پہلے تو اس میں انتظامی صلاحیتیں ہوتی ہی نہیں۔ نہ اس نے exercise کی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس کی تمام ختم ہو چکی ہوتی ہیں۔ وہ اپنی تمام زندگی میں ایک کلرک کا مرہون منت ہو کر اپنی فائل لیے پھرتا ہے اور اسی طریقے پر وہ کلرکوں کے شکنجے میں آ کر پھنس جاتا ہے اور اپنے دو سال کسمپرسی میں گزار کر جس طرح بھی اس کا کام بنتا ہے وہ کرکے چلا جاتا ہے تو میری اس میں گزارش یہ ہے کہ ہم نے اس

کے لیے انتظامی امور پر جو افسران مقرر کئے وہ چاہے ڈویژنل لیول پر ہوں یا ضلعی لیول پر ۔ ضروری نہیں کہ ان کو پڑھانے کا زیادہ تجربہ ہو ۔ ان کو جا کر پڑھانا ہے یا سکھانا ہے یا نہیں یا جا کر کلاس attend کرنی ہے ۔ ہمیں چاہیں بہترین قسم کے منتظم تا کہ حکومت خون پسینے سے کمایا ہوا جو اتنا روپیہ تعلیم پر خرچ کرتی ہے اسے بہترین مصرف میں لایا جائے ۔ جو افسر انتظامی سطح پر مقرر کئے جائیں ان کے لیے دو طریقے ہماری کمیٹی نے تجویز کئے ہیں ۔ ایک تو یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ spent up لوگ ہوں جن کے آخری دو سال رہتے ہوں جن کی صلاحیتیں زنگ آلود ہو چکی ہوں ان سے پہلے پہلے جوان نسل سے منتخب کر لیے جائیں ۔ اگر تعلیمی نظام صحیح سلیکٹ کرنا ہے تو ان سے پہلے پہلے سلیکٹ کر لیے جائیں ۔ ان کو نیپا میں انتظامی صلاحیتوں کی بہترین ٹریننگ دی جائے اور پھر ان کو ایجوکیشن افسر لگایا جائے واپس ان کو ٹیچنگ سٹاف میں نہ بھیجا جائے ورنہ وہاں جا کر ان کی تمام انتظامی صلاحیتوں کا فقدان ہوگا ۔

دوسرا طریقہ جو ہم نے تجویز کیا ہے یہ ہے کہ اس کے لئے جس طرح پراونشل سروس میں ہماری پی سی ایس ہے اسی لیول پر ایک ایجوکیشن سروس کا قیام عمل میں لایا جائے ۔ اور پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان کی براہ راست بھرتی کی جائے ۔ ان کو باقاعدہ تربیت دی جائے ۔ نیپا میں اور جہاں جہاں یہ لوگ ٹریننگ حاصل کرتے ہیں ۔ تب ان کو انتظامی سربراہ کے طور پر لگایا جائے ۔ پھر آپ دیکھیں کہ کس طرح یہ جو سکول ہیں بہتر طور پر نہیں چلتے ، آپ کو اندازہ ہوگا کہ جتنی دھاندلیاں وہ ماسٹر کرتے ہیں ۔ آج تک ان پر کوئی ڈسپلنری ایکشن نہیں ہو سکا ۔ لیکن جب تک ان مراحل تک نہیں پہنچا جا سکتا اور کچھ نہیں ہو سکتا ۔ میں نے تجویز کیا ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر جو کلرکوں کی موجودگی میں قطعی ایک بے بس گائے کی طرح ہے ۔ اس کو اگر ہم مزید re-inforce کرنا چاہتے ہیں تو ایک ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین ۔ دوسرا میونسپل کمیٹی کا چیئرمین اور وہاں کا جو سینئر پرنسپل ہو ایک وہ ہو ۔ اس طرح ڈی ای او کی ایک تعلیمی کمیٹی بنا دی

جائے تا کہ وہ بہتر طور پر اس کام کو نپٹا سکیں اور جو اس قسم کے کارک صاحبان nuisance value میں زیادہ ماہر ہیں ۔ ان سے کم از کم مل کر نپٹا جا سکے اور تعلیم پر بہترین نظر رکھی جا سکے ۔

7 ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ پنجاب میں تعلیم پر اتنا روپیہ خرچ نہیں کیا جا رہا جتنا ہماری آبادی کا تناسب ہے ۔ اس سلسلے میں ہمارے حصے میں صرف 24 پروفیشنل کالج ہیں جب کہ دیگر صوبوں کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ہمارے ہاں 60 کالج ہونے چاہئیں ۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ اس طرح ہر سال چار پروفیشنل کالج کھولے جائیں ۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ وہ میڈیکل ۔ ٹیکنیکل اور کامرس سائڈ میں کالج ہونے چاہئیں تا کہ لوگوں کو بامقصد ۔ باشعور اور قابل قدر شہری بنایا جا سکے ۔ ہمیں یہ بھی مد نظر رکھنا ہوگا کہ آئندہ 20 سال میں ہماری آبادی دوگنی ہو جائے گی ۔ اگر ہم اس ایشو پر کام نہ کر سکے تو آپ آئندہ دیکھیں گے کہ ہمارے بچوں کو اعلیٰ تعلیم میسر نہیں آ سکے گی ۔ اور ہم اس وقت بلا مقصد تعلیم کے داخلے پر داخلہ لئے جا رہے ہیں اور والدین یہ سمجھتے ہیں کہ یہ گھر بیٹھے کیا کام کریں گے اور وہ بے مقصد آئندہ کے لیے داخلہ لے رہے ہیں ۔ ہمارے سامنے کوئی مقصد نہیں ہے ۔

8 ۔ میں اس بات کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ ہماری سفارش یہ ہے کہ ایجوکیشن فنانس کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا جائے ۔ جو انفرادی طور پر اور سوسائٹیوں کو قرض فراہم کر سکے ۔ جس سے وہ تعلیمی ادارے قائم کر سکیں ۔ اس قسم کے ادارے زراعت ۔ صنعت اور ہاؤسنگ میں موجود ہیں ۔ اگر ہم زراعت ۔ ہاؤسنگ وغیرہ کے لئے قرضے دے سکتے ہیں تو تعلیم ہی کیا اتنی گئی گزری چیز ہے جس کو ہم بہتر footing پر قائم کرنے کے لیے ایجوکیشن فنانس کارپوریشن قائم نہیں کر سکے ۔ تا کہ اگر کوئی شخص خود اپنی طرف سے دس پانچ لاکھ روپیہ خرچ کرے تو اچھا کالج قائم کرنے کے لیے گورنمنٹ بھی اس کی مدد کرے ۔

9 ۔ اوقاف ۔ زکواۃ اور عشر ایک بہترین مد ہے جس کا اجرا موجزدہ

گورنمنٹ کے زمانے میں کیا جا رہا ہے اور موجودہ گورنمنٹ مبارک باد کی مستحق ہے ۔ اس سلسلے میں تعلیم بھی ایک دینی فریضہ ہے اور تعلیم پر یہ ایک valid charge ہے ۔ اس لئے عشر اور زکواۃ ایک تناسب کے لحاظ سے تعلیم کے لئے مختص کر دیں اس طرح ہماری موجودہ تعلیمی حالت بدرجہا بہتر ہو سکتی ہے ۔ کئی ایک equipment حکومت مہیا نہیں کر سکتی اس طرح ہم خود حاصل کر سکتے ہیں ۔

10 ۔ اب جناب والا عورتوں کی تعلیم کے سلسلے میں کچھ عرض کرنی چاہوں گا ۔ جب تک عورتوں کو مساوی نمائندگی نہ دی جائے اور ان کو مساوی footing پر قائم نہ کیا جائے اس وقت تک ممکن نہیں ہے کہ ہماری سوسائٹی بہتر ہو سکے ۔ اس سلسلے میں ہوم اکنامکس اور سائنس تمام کالجوں میں رائج کی جائے ۔ آرٹ میں داخلہ کم سے کم دیا جائے تاکہ تعلیم کو زیادہ بامقصد بنایا جا سکے ۔ اور تعلیم یافتہ طبقے کی کھیپ ایسی سامنے نہ آئے جو وومن کی تعلیم کی وجہ سے ملک کے لیے بوجھ ہی رہے ۔ اس طرح ہمارے طلبہ جو محض روزگار کے لئے تعلیم حاصل کرتے ہیں میٹرک تک ایسا ہنر سیکھ سکیں جو باعزت طور پر اپنی روزی کما سکیں ۔ خصوصاً دینی مدارس میں زیادہ سے زیادہ پیشہ ورانہ مضامین شامل نصاب کئے جائیں ۔ مثلاً زراعت ۔ باغبانی ۔ قالین بافی ۔ کشیدہ کاری ۔ سلائی کڑھائی ۔ گڑیا سازی صابن سازی ۔ بیکری ۔ واشنگ ڈرائی کلین اور فوٹو گرافی وغیرہ ۔

11 ۔ جناب والا ۔ ملک میں عورتیں کلچر کی کسٹوڈین ہیں اس لئے ہمیں ان کی تعلیم کے لئے ووکیشنل ادارے قائم کرنے چاہئیں تا کہ ان کو زیادہ سے زیادہ تعلیم مل سکے ۔ پرائمری سکولوں کے سلسلے میں ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اس تعلیم کے لئے ساری کی ساری ہماری مستورات تعینات کی جائیں اس کے لئے 30 ہزار خواتین اساتذہ کی ضرورت ہے تا کہ چوتھی جماعت تک کی تعلیم ان کے سپرد کی جائے ۔ اور دیہی سطح پر بھی تعلیم کا اہتمام کیا جائے اور اس پر فوری عمل کیا جائے ۔

12 ۔ خواتین کے لئے ایک الگ یونیورسٹی قائم کی جائے ۔ اس طرح یہ ایک

دیرینہ خواب پورا ہو جائے ۔ خواتین کے لئے فارمیسی کلاسز کا پنجاب یونیورسٹی میں اجرا کیا جائے ۔ ایسے بچے جو سکول سے باہر ہیں ان کے لئے ایسی تعلیم کا انتظام کیا جائے جو ان کی عملی زندگی میں کام آ سکے ۔ یہ کام موجودہ عمارتوں میں شام کی شفٹوں میں وسیع پیمانے پر کیا جائے ۔ یونیورسٹی کو صحیح معنوں میں علمی ادارے بنانے کے لئے کم از کم 30 فیصد میزانیہ تحقیق پر خرچ کیا جائے اور تحقیق سائنسی بنیادوں پر ہو تا کہ ہماری یونیورسٹی جو ہے وہ Seat of Teaching تو بنے Seat of Learning نہ بنے ۔

13 ۔ یہ میرا آخری پوائنٹ ہے کہ تعلیمی اداروں اور طلبا کی نظریاتی صحت کے لئے نچلی سطح سے لے کر اوپر کی سطح تک خصوصی توجہ دی جائے ۔ اصلاحی لٹریچر ۔ نماز با جماعت اور درس قرآن کا باقاعدہ اہتمام کیا جائے تاکہ اسلام کو صحیح معنوں میں زندگی کے ہر مرحلے پر نافذ کیا جا سکے ۔

میں آخر میں جناب والا یہ بات کہوں گا کہ کسی ملک کی نظریاتی سرحدیں اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتیں جب تک آپ کی جغرافیائی سرحدیں مستحکم اور مضبوط نہیں ہیں ۔ اگر آپ کا جغرافیہ محفوظ ہے تو آپ کی تاریخ مسخ نہیں ہو سکتی ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے موجودہ دور میں نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کا جو اہتمام کیا ہوا ہے ہم سب پورے تعاون کا آپ کو یقین دلاتے ہیں ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

الاؤنسر ۔ اب شیخ غلام حسین صاحب اپنی سفارشات پیش کریں گے ۔

شیخ غلام حسین (کنوینر کمیٹی برائے خوراک) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

محترم امیر مجلس جناب گورنر پنجاب ۔ ایڈوائزر صاحبان ۔ معزز خواتین و حضرات السلام علیکم ! سب سے پہلے میں حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے عوام کو حکومت کے معاملات میں شریک کر کے پنجاب کونسل کا قیام عمل میں لایا ہے ۔ یہ ایک صدر مملکت جناب ضیاءالحق صاحب

کے اس وعدے کی تکمیل ہے جو جمہوریت کی بنیاد کا قیام ہے - پاکستان بنیادی طور پر ایک زراعتی ملک ہے اور زراعت ہی پر اصل میں ہماری معیشت کا انحصار ہے ۔ بد قسمتی یہ ہے اب تک ہمیں تقریباً دس لاکھ ٹن گندم امپورٹ کرنی پڑ رہی ہے جس پر اس قدر بے شمار زر مبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے ۔

جناب والا ! ہماری خوراک سب کمیٹی نے اس معاملہ کے بارے میں بڑے غور سے اس کا تجزیہ کیا ہے کہ راشن بندی ختم بھی کی جا سکتی ہے یا نہیں - لیکن یہ امر مجبوری ہے کہ اس وقت ہمارا ملک خوراک کے معاملہ میں خود کفیل نہیں ہے ۔ جب ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ انقلابی قیادت جس طرح اس شعبہ کو ترقی دینے میں اور ملک کو خود کفیل بنانے میں کوشاں ہے اللہ کرے وہ دن آ جائے کہ ہم اس راشن بندی سے نجات حاصل کریں کیونکہ راشن بندی کوئی اچھا طریقہ کار نہیں ہے - اس پر کروڑوں روپیہ کا ضیاع بھی ہوتا ہے - بہر حال اب ان حالات میں جو سب کمیٹی نے سفارش کی ہے وہ یہ کی ہے کہ موجودہ ہماری خوراک کا جو نظام تقسیم ہے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے ۔ ایک شہری علاقہ جات ہیں اور دوسرے دیہاتی علاقہ جات ہیں ۔ کمیٹی کی سفارش کے مطابق پہلے جو نظام تقسیم تھا یہ درست نہیں تھا چنانچہ حکومت نے مارشل لا کا ضابطہ نمبر 30 ان بدعنوانیوں کو ختم کرنے کے لئے اور لوگوں کی تکالیف کو ختم کرنے کے لئے جاری کیا تھا تاکہ ان چیزوں کا سدباب ہو جو عوام کے لئے تکالیف کا باعث بنی ہوئی ہیں ۔ اب چونکہ منتخب نمائندوں کا ایک ادارہ وجود میں آ گیا ہے سب کمیٹی یہ تجویز کرتی ہے کہ اس مارشل لا کے ضابطہ نمبر 30 کی بجائے کمیٹی کی تجاویز کو شامل کیا جائے تاکہ مارشل لا کے ضابطہ کی بجائے جو منتخب نمائندے ہیں ان کی رائے کا احترام ہو ۔ اس طریقے سے سفارشات کے مطابق دو الاٹمنٹ بورڈ تجویز کئے ہیں اس میں ایک شہری اور ایک دیہاتی - کمیٹی کی سفارش کے مطابق یہ سات آدمیوں پر بورڈ مشتمل ہونا چاہئے جس میں دو ممبر سرکاری ہوں گے ڈپٹی کمشنر کا نامزد نمائندہ ہو گا دوسرا ڈسٹرکٹ

فوڈ کنٹرولر یا راشنگ کنٹرولر دونوں میں سے ایک کیونکہ بعض جگہ راشنگ کنٹرلر نہیں ہیں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر ہوتے ہیں - ایک چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل ہو اس کے ساتھ وائس چیئرمین ہو - اس بورڈ کا سیکرٹری ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر یا راشنگ کنٹرولر بطور سیکرٹری فرائض سرانجام دے - اور تین مزید کونسلرز کو چیئرمین نامزد کرے تو اس طریقے سے سات آدمیوں کا ایک بورڈ بنے گا جس میں پانچ منتخب عوامی نمائندے ہوں گے اور دو سرکاری آدمی اس بورڈ کے ممبر ہوں گے - تو یہ دیہاتوں کے لیے بورڈ ہے - مگر اس میں یہ ہے کہ متعلقہ یونین کونسل کا ایک نمائندہ ہو کیونکہ جب کسی علاقے کے لیے ڈپو دینا ہو تو لازم ہوگا کہ اس علاقے کی یونین کونسل کے چیئرمین سے بھی پوچھا جائے - تا کہ اس علاقے کے بارے میں وہ بتا سکے کہ وہ شخص اس کاروبار کے لیے تمام شرائط qualify کرتا ہے یا نہیں - تو یہ سفارش ہے -

دوسرے کارپوریشن کے جو الاٹ منٹ بورڈ ہیں ، اس کے لیے بھی سات آدمیوں کا بورڈ ہے - میئر ، ڈپٹی میئر - نمائندہ ڈپٹی کمشنر ، ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر یا راشنگ کنٹرولر اور تین کونسلرز کو چیرمین نامزد کرے - تو سات ممبران پر یہ بورڈ تشکیل ہوتا ہے - ٹاؤن کمیٹی میں ممبران کی تعداد کم ہوتی ہے اس لیے وہاں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ٹاؤن کمیٹی میں چیرمین ، وائس چیرمین ، ڈپٹی کمشنر کا نمائندہ اور ڈی - ایف - سی یا آر - سی یا ان کا کوئی نمائندہ ، کیونکہ وہ دور دراز علاقے ہوتے ہیں - وہاں ایک منتخب نمائندہ ہوگا بجائے تین کے - یہ وہاں پانچ آدمیوں کا بورڈ ہوگا - اس سلسلے میں ایک تو یہ ہے کہ پہلے الاٹ منٹ کے جو موجودہ طریقے ہیں جس کی وجہ سے ہی مارشل لاء کا ضابطہ جاری کرنا پڑا - وہ لوگ ایسی باتوں کا سہارا لے کر عدالتوں میں ان چیزوں کو الجھا دیتے ہیں اور وہ کارروائی ایک لمبے عرصے تک چلی جاتی ہے - اس لیے کمیٹی کی سفارش ہے کہ الاٹ منٹ کے سلسلے میں ان الاٹ منٹ بورڈوں کو کلی اختیارات حاصل ہوں اور ان کے فیصلے کے خلاف کوئی اپیل دائر نہیں کی جا سکتی - یہ ڈپو بنانے کے

سلسلے میں ہے ۔ لیکن ڈپو منسوخ کرنے کے سلسلے میں یہ ہے کہ اگر یہ ڈپو منسوخ کرے گا تو اس کی اپیل کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس علاقے کے ڈویژنل کمشنر کے پاس منسوخی کی اپیل ضرور ہوگی ۔ لیکن ڈپو بنانے کے سلسلے میں بورڈ کے پاس مکمل اختیارات ہونے چاہییں ۔ اس کے بعد اس کی کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہیے ۔ اس میں بعض چیزوں کی پابندی لگائی گئی ہے کہ جس شخص کو ڈپو الاٹ کیا جا رہا ہے ، اس کی عمر اٹھارہ سال سے کم نہ ہو ۔ جس کی پندرہ ہزار سے زاید آمدنی ہو اس کو ڈپو بھی نہ دیا جائے ، یہ ایک تجویز ہے ۔ اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ ایک کنبے میں ایک سے زاید ڈپو الاٹ نہ کئے جائیں ۔ کنبہ سے کیا مراد ہے ، اس کی آگے تشریح کر دی گئی ہے ۔ کنبہ سے مراد ڈپو ہولڈر کا باپ ، بیوی ، دختر اور غیر شادی شدہ بھائی ہوگا ۔ یہ چار آدمی کنبے میں تصور ہوں گے ۔ ان صورتوں میں اس آدمی کو ڈپو نہ دیا جائے ۔ نگرانی کے لیے یہ ہے کہ دیہاتوں میں راشن ڈپو کی نگرانی چیئرمین یونین کونسل اور ممبر ڈسٹرکٹ کونسل کو سونپی جائے گی ۔ اس کے بعد شہروں میں یہ کام میونسپل کارپوریشن ، میونسپل کمیٹی ، ٹاؤن کمیٹی اپنے متعلقہ حلقہ جات میں ڈیوٹی سرانجام دیں گی ۔ کسی بدعنوانی کی صورت میں اپنے متعلقہ الاٹمنٹ بورڈ کو متعلقہ ڈپو ہولڈر کے خلاف سفارش برائے کارروائی بھیجیں گے ۔ موجودہ طریقۂ انکوائری اور اختیارات محکمہ خوراک برقرار رہیں گے ۔ تاہم محکمے کے علاوہ متعلقہ چیئرمین الاٹمنٹ بورڈ کو بھی ڈپو معطل کرنے کا اختیار ہوگا ۔ انکوائری پر عدم اطمینان کی صورت میں متعلقہ بورڈ کسی مقامی مجسٹریٹ یا اہل کار محکمہ خوراک سے دوبارہ انکوائری کرانے کا مجاز ہوگا ۔ یہ نگرانی کے لیے کیا ہے ۔

ڈپو کی معطلی کی مدت پہلے کوئی نہ تھی ۔ دو چار سال بھی لگ جاتے تھے ۔ اب اس میں پابند کر دیا گیا ہے کہ تین ماہ سے زاید معطلی ہرگز نہیں ہوگی ۔ لوگوں کی سہولت کے لیے ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر یا راشننگ کنٹرولر معطل شدہ ڈپو کا کوٹا دسی نزدیک ترین ڈپو سے منسلک کرے گا تاکہ

لوگوں کو راشن بدستور ملتا رہے۔ معطل شدہ ڈپو مدت معطلی کے دوران کسی اور کو الاٹ نہیں کیا جا سکے گا۔ منسوخی راشن ڈپو کے سلسلے میں یہ ہے کہ کسی راشن ڈپو کے خلاف بدعنوانی کے متعلق شکایت پر افسران محکمہ خوراک کے علاوہ دیہاتوں میں چیئرمین یونین کونسل اور ممبر ڈسٹرکٹ کونسل اور شہروں میں کونسلرز صاحبان اپنے متعلقہ حلقوں کے ڈپوؤں کی پڑتال کرنے کے مجاز ہوں گے۔ یہ حضرات اپنی رپورٹ الاٹ منٹ بورڈ کو بھیجیں گے جو مناسب کارروائی کے بعد ڈپو کو منسوخ کرنے کا مجاز ہو گا۔ کسی ڈپو ہولڈر کے خلاف کارروائی برائے منسوخی متعلقہ چیئرمین یونین کونسل و ڈسٹرکٹ کونسل دیہی علاقوں کی صورت میں اور متعلقہ کونسلر شہری علاقوں کی صورت میں کرے گا۔ اگر بورڈ مناسب یا ضروری سمجھے تو وہ خود بھی ڈپو منسوخ کر سکتا ہے۔ ڈپو منسوخ ہونے کی صورت میں ڈپو ہولڈز الاٹ منٹ بورڈ کے فیصلے کے خلاف متعلقہ ڈویژنل کمشنر کے پاس اپیل دائر کر سکے گا۔ کمشنر کا فیصلہ حتمی تصور کیا جائے گا۔

یہ تھیں سفارشات۔ علاوہ ازیں اور بھی کمیٹی کے پاس کچھ معاملات آئے ہیں لیکن کمیٹی کا خیال ہے کہ آئندہ میٹنگ میں ان پر پوری طرح غور کر کے پھر جناب کی خدمت میں سفارشات پیش کی جائیں گی۔

اناؤنسر۔ محکمہ آب پاشی کی سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر، چودھری نثار احمد۔

چودھری نثار احمد (کنوینر کمیٹی برائے آبپاشی)۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب گورنر، مشیران کرام، خواتین و حضرات، اسلام علیکم!

جناب والا! میں اس تقریب کے انعقاد اور مقاصد، دونوں سے اتفاق کرتے ہوئے آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ گزشتہ دنوں، مارچ میں صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے اسلام آباد میں بلدیاتی اداروں کے اراکین کے سامنے ملک کی صورت حال بیان فرمائی جس سے حکومت اور بلدیاتی اراکین میں اعتماد کی فضا استوار ہوئی جس کے خاطر خواہ

نتائج برآمد ہوئے ۔ اب صوبائی مسائل کے لیے صوبائی کونسل تشکیل دی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ اس کونسل کے اراکین پنجاب کے ترقیاتی پروگرام میں اپنا مؤثر کردار سرانجام دیں گے ۔

جناب والا ۔ سبجیکٹ کمیٹی کی طرف سے مجھے اس ایوان کے سامنے آبپاشی سے متعلق سفارشات پیش کرنے کے فرائض تفویض کیے گئے ہیں ۔ مجھے فخر ہے کہ مجھے اس ذمہ داری کا اہل سمجھا گیا ۔ چونکہ میں کاشت کار گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں اور اہل پنجاب کے گوناگوں مسائل سے پوری طرح آگاہ ہوں ۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کی معیشت کا دارو مدار زراعت پر ہے اور زراعت میں آب پاشی کا نظام سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ جناب والا ۔ خدا کے فضل و کرم سے ہمارے ملک میں دنیا کا بہترین اور سب سے بڑا نظام آب پاشی موجود ہے ۔ اس کے با وجود ہم مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر اس سے پورا پورا استفادہ نہیں کر رہے ہیں ۔

1 ۔ **زیر کاشت رقبے میں اضافہ ۔** ہمارے ملک کا کسان بہت محنتی ہے ۔ اس نے اپنی محنت اور جدید طریقہ کاشت سے زیر کاشت رقبے میں تقریباً چار پانچ گنا اضافہ کیا ہے جبکہ نہری پانی کی شرح وہی ہے جو 1947 میں تھی ۔ پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے بعض علاقوں میں سکارپ سکیمیں بھی نافذ کی گئیں جن سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ۔ بیشتر علاقوں میں ان سکیموں اور نئی نہروں کے ساتھ ان سکارپ سکیموں میں ٹیوب ویلوں کی ہر وقت درست اور موثر نگہداشت درکار ہے ۔ جن موگوں پر پانی کم ہے وہاں حکومت ٹیوب ویل لگائے اور اگر ایسا کرنا نا ممکن ہو تو کواپریٹو بنا کر ٹیوب ویل لگانے کی اجازت دی جائے اور اس کے لیے بجلی بھی مہیا کی جائے ۔

2 ۔ **سیم اور تھور کی لعنت ۔** میں یہ کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ سیم اور تھور ہماری زمینوں کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے ۔ جو اعداد و شمار ماہرین بتاتے ہیں ان سے نظر آتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب ہم اپنا بہترین رقبہ کھو بیٹھیں گے ۔ فیصل آباد ، بہاول پور ، بہاول نگر ، رحیم یار خان ، ڈیرہ غازی خان ، کینال کا علاقہ ، تھل کینال کا علاقہ اس کی عمدہ مثالیں

ہیں۔ اس کے علاوہ ایم آر لنک اور بی آر بی لنک کا درمیانی علاقہ سیم اور تھور کا شکار ہو چکا ہے ۔ یہاں کے کاشتکاروں کی حالت انتہائی نا گفتہ بہ ہے ۔ سیم اور تھور کے خاتمے کے لیے سکارپ سکیموں کا فوری نفاذ ضروری ہے ۔ ان سکیموں کا نفاذ اگر حکومت کے لیے فوری طور پر ممکن نہ ہو تو ان علاقوں کو بجلی مہیا کی جائے تا کہ لوگ اپنے وسائل سے سیم و تھور پر قابو پا سکیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ سیم اور تھور زدہ زمینوں کو قابل کاشت بنانے کے لیے حکومت کاشت کاروں کو وسیع پیمانے پر کواپریٹو سہولتیں مہیا کرے ۔

3 ۔ ڈرینج سسٹم ۔ سیم اور تھور کو ختم کرنے میں جہاں ٹیوب ویل کا اہم کردار ہے وہاں ڈرینج سسٹم کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ ہمارے صوبے کے بیشتر علاقوں میں ڈرینج سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے سیم اور تھور میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے ۔ جو ڈرینج موجود ہیں وہ عدم توجہی کی وجہ سے ناکارہ ہو چکے ہیں ۔ ان کے بدلے ہوئے حالات کے مطابق توسیع کی جائے ۔ نیز قدرتی نالوں کو سیدھا کر کے ان کے کنارے تعمیر کیے جائیں تا کہ برسات کے موسم میں فصلوں کو تباہی سے بچایا جا سکے ۔ ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں ۔ لاہور ڈویژن میں نالہ ڈیک ۔ فیصل آباد میں نالہ ضلع جھنگ جو فوری توجہ کے مستحق ہیں جن علاقوں میں زیر زمین پانی ہے وہاں ٹیوب ویل نصب کر کے پانی نکالا جائے ۔ تب ہی سیم اور تھور پر قابو پایا جا سکتا ہے ۔ اس ضمن میں ضلع فیصل آباد اور سرگودھا شاہ پور براخ کے کچھ علاقے قابل ذکر ہیں ۔ علاوہ ازیں ڈیرہ غازی خان کے رود کوہی نالے بھی کا تباہی موجب بنے ہوئے ہیں ۔ جس کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں مظفر گڑھ کینال لنک کے علاقوں میں ڈرینج سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے اور سیم تھور میں اضافہ ہو رہا ہے جس کا تدارک انتہائی ضروری ہے ۔

4 ۔ بجلی کی فراہمی کی کمی ۔ صوبہ پنجاب کے زیر کاشت رقبہ کو سیراب کرنے کے لیے نہری پانی نا کافی ہے ۔ ٹیوب ویل کے ذریعے اس پانی کی کمی کو پورا کیا جائے ۔ بجلی کی کمی کی وجہ سے کنکشن دینے میں دقت پیش

آ رہی ہے - بجلی کی کمی کو دور کیا جائے تا کہ زرعی پیداوار بڑھے - بجلی کے کنکشن فراہم کیے جائیں - بجلی کا ریٹ 25 پیسے فی یونٹ وصول کیا جاتا ہے لیکن جہاں گندم کی گہائی کے لیے عارضی کنکشن دیا جاتا ہے تو وہاں 85 پیسے فی یونٹ وصول کیے جاتے ہیں - اس لیے زرعی مقاصد کے 25 پیسے فی یونٹ وصول کیے جائیں - نیز بارانی علاقوں میں ترجیحی طور پر بجلی فراہم کی جائے -

5 - نہروں کی ناقص نگہداشت کی وجہ سے پٹریاں جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہیں اس وجہ سے بھی پانی کا ضیاع ہوتا ہے - نہروں کی دیکھ بھال مناسب طریقے پر کی جائے - کیونکہ نہریں اپنا ڈیزائن کھو چکی ہیں - اس لیے منظور شدہ گنجائش کے مطابق پانی کا چلنا نا ممکن ہو گیا ہے - جس کی وجہ سے کاشت کار اکثر پانی کی کمی کا شکار رہتے ہیں - نہروں کی مرمت کی جائے اور نہروں میں پورا پانی دیا جائے تاکہ کاشت کار اپنا پانی باقاعدگی سے حاصل کر سکیں - اپر چناب کینال اور اس کی چھوٹی نہریں اور مائنرز جزوی طور پر قابل ذکر ہیں - نیز تھل کینال کی remodelling بھی ضروری ہے - یہ 18 لاکھ رقبہ کے لیے تعمیر کی گئی تھی جب کہ موجودہ قابل کاشت رقبہ 23 لاکھ ایکڑ ہو چکا ہے - ان حالات پانی کی سخت کمی محسوس کی جا رہی ہے جس کمی کو ٹیوب ویلوں سے پورا کیا جا سکتا ہے - نہروں کی توسیع کے سلسلے میں گریٹر تھل کینال - دادن کینال جلال پور کینال قابل ذکر ہیں - پانی کے ضیاع کو روکنے کے لیے چھوٹے مائنروں کا پختہ کیا جانا ضروری ہے - جو رقبے نہر کی چکبندی میں شامل نہیں ہیں ان کو چکبندی میں شامل کیا جائے - جہاں پانی کی کمی ہے وہاں پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے ریکلیمیشن اور Grow more food سکیم کے تحت پانی مہیا کیا جائے ضلع گوجرانوالہ قابل ذکر ہے - وہاں بارانی علاقے میں ذرائع آب پاشی کا فقدان ہے - ہمارے صوبے میں بیشتر رقبہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے بنجر پڑا ہے جہاں پانی مہیا کرنا ضروری ہے تا کہ خوراک کے معاملہ میں ہم خود کفیل ہو سکیں - بارانی علاقوں کی زمین نہایت زرخیز ہے - پانی مہیا کرنے پر

وہ غلہ پیدا کر سکتی ہے ۔ اس ضمن میں بارانی کمیشن قائم کر رکھا ہے اس کی سفارشات اور progress سے ایوان کو آگاہ کرنا ضروری ہے ۔ اگر ممکن ہو سکے تو بارانی علاقوں کو نہری یا ٹیوب ویلوں کے ذریعے پانی مہیا کیا جائے۔ اس میں ضلع جہلم ۔ ضلع کیمبل پور ۔ ضلع راولپنڈی ۔ ضلع گجرات کا کچھ حصہ ۔ ضلع سیالکوٹ کی تحصیلیں نارووال ۔ شکر گڑھ اور پسرور بھی قابل ذکر ہیں ۔

جناب گورنر صاحب میں نے کاشت کاروں کے مسائل کی مختصر طور پر نشاندہی کی ہے ۔ عین ممکن ہے کہ میں ان کی صحیح ترجمانی نہیں کر پایا کیوں کہ وقت کی کمی کے پیش نظر تفصیلی جائزہ لینا ممکن نہ تھا ۔ بہت سے مسائل ابھی باقی ہیں جو آئندہ اجلاس میں زیر بحث آ سکیں گے ۔ میں ایک بار پھر اجلاس کے انعقاد پر گورنر پنجاب ۔ مشیر بلدیات اور دیگر شرکاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

الاؤنسر ۔ اب سبجیکٹ کمیٹی برائے مواصلات کے کنوینر سید علی رضا شاہ صاحب اپنی کمیٹی کی سفارشات پیش کریں گے ۔

سید علی رضا شاہ (کنوینر کمیٹی برائے مواصلات و تعمیرات) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ عالی مرتبت جناب چیئرمین و معزز اراکین صوبائی کونسل پنجاب اس سے قبل کہ میں سبجیکٹ کمیٹی برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کروں ضروری خیال کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا شکریہ ادا کروں کہ اس نے منتخب نمائندوں کو یہ موقع فراہم کیا کہ وہ اپنی تجاویز حکومت کو پیش کر سکیں اور حکومت کی پالیسی سے مطلع ہوں ۔ میں ممبران کمیٹی مواصلات و تعمیرات کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے متفقہ طور پر کمیٹی کا کنوینر منتخب کیا ۔

جناب والا ۔ مواصلات و تعمیرات کی کمیٹی نے اپنی نشست مورخہ 19 اپریل 1980 کو جو سفارشات با اتفاق رائے مرتب کی ہیں وہ حسب ذیل ہیں :

(1) ترقیاتی منصوبوں میں سڑکوں کی تعمیر کو اول ترجیح دی جائے

کیونکہ دیگر تمام ترقیاتی شعبوں کی کارکردگی بالواسطہ یا بلاواسطہ مواصلات کے عمدہ نظام پر منحصر ہے - اس کے علاوہ اچھی سڑکیں انسانی زندگی کی حفاظت کی بھی ضامن ہوتی ہیں - اگر ہم اپنی سڑکوں کی حالت بہتر بنا سکیں تو روز روز کے حادثات میں بھی کمی آ جائے گی نیز ٹرانسپورٹ کے فاضل پرزہ جات پر جو کثیر زر مبادلہ خرچ کیا جا رہا ہے اس میں بھی خاطر خواہ کمی واقع ہو سکتی ہے -

(2) عالی جناب محکمہ شاہرات کے علاوہ سڑکوں کی تعمیر کا کام مقامی طور پر ضلع و شہری کونسلیں بھی انجام دے رہی ہیں - اس سلسلہ میں کمیٹی یہ محسوس کرتی ہے کہ ایسا تعمیراتی کام جس کی تجویز اور رقم کی فراہمی لوکل کونسلیں اپنے ذاتی بجٹ سے کریں ان کی تعمیر اور دیکھ بھال بھی انہیں کونسلوں کے سپرد رہنے دی جائے تا کہ وہ اپنے ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے کام جاری رکھ سکیں ویسے بھی محکمہ مواصلات کے پاس اتنا وسیع کام ہے کہ وہ سارے اضلاع میں بکھری ہوئی چھوٹی چھوٹی رابطہ سڑکوں کو شاید پوری توجہ نہ دے سکے اس طرح ترقیاتی کام کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے -

(3) جو سڑکیں ضلع کونسلوں کی تحویل سے لے کر محکمہ شاہرات کو تفویض کی جاتی ہیں - ان پر موجود درختوں کو متعلقہ ضلع کونسل کی ملکیت میں رہنے دیا جائے تا کہ وہ مالی وسائل میں اضافہ کر سکیں موجودہ صورت میں اس کا فائدہ محکمہ جنگلات اٹھا لیتا ہے -

(4) محکمہ شاہرات کے سالانہ ترقیاتی منصوبوں کو مرتب کرتے وقت متعلقہ ضلع کونسلوں کی سفارشات کو اہمیت دی جائے کیونکہ وہ مقامی حالات کے مطابق لوگوں کی ضروریات کی عکاسی کرتی ہیں* -

(اس مرحلہ پر سید علی رضا شاہ صاحب خرابی طبیعت کی بنا پر کمیٹی کی سفارشات مکمل طور پر پیش نہ کر سکے)

---

*نوٹ - باقی ماندہ سفارشات صفحہ 145 پر ملاحظہ فرمائیں -

اللاؤنسر ۔ اب محکمہ مال کی کمیٹی کے کنوینر ملک اللہ یار خان اپنی سفارشات پیش کریں گے ۔

ملک اللہ یار (کنوینر کمیٹی برائے مال) ۔ صدر محترم ! مجھے محکمہ مال کی سبجیکٹ کمیٹی کے ارکان کی طرف سے یہ فرض سونپا گیا ہے کہ میں ان کی طرف سے چند ایک سفارشات اس ایوان اور جناب کی خدمت میں پیش کروں ۔ اس محکمہ کے متعلق مسائل بہت زیادہ ہیں ۔ لیکن وقت کی کمی کے باعث صرف چند ایک امور کی نشاندھی کی جا سکتی ہے جو مختصر الفاظ میں جناب کی خدمت میں اور ایوان کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ اس ایوان کے اراکین اور جناب کو اچھی طرح علم ہے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں بے شمار ایسی سرکاری اراضی موجود ہے جو اس وقت بے کار پڑی ہے ۔ اور وہ اگر اراضی جو قابل کاشت ہے کسی طرح بے کار پڑی رہے تو اس سے ملک و قوم کو کس قدر نقصان پہنچ سکتا ہے ۔ اس صورت کے پیش نظر کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ ایسی بے کار اراضی جو اس وقت کسی کاشتکار کو الاٹ نہیں کی گئی اور وہ قابل کاشت ہے اور وہ اراضی جو اس وقت قابل کاشت نہیں ہے اور وہ محنت طلب ہے ایسے لینڈ یوٹیلائیزیشن اتھارٹی اپنے تصرف میں لا کر قابل کاشت بنائے اور ایسے بے زمین کاشت کاروں اور ایسے چھوٹے مالکان جو 4 ایکڑ سے کم کے مالک ہیں کو پٹے پر دے دی جائے ۔ اس ضمن میں جناب والا ۔ ایک بات کمیٹی کے ارکان کے نوٹس میں لائی گئی کہ یہ تجویز محکمہ کے زیر غور ہے کہ یہ اراضی کاشت کاروں کو پٹے پر دی جائے یا اس کو نیلام کیا جائے ۔ اس ضمن میں کمیٹی کے ارکان نے کافی غور و خوض اور فیصلے کے بعد یہ سفارش کی ہے کہ اس طرح سرکاری اراضی کے نیلام کرنے کے طریقہ کار سے کچھ ایسے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا جو لوکل ہیں اور بے زمین کسانوں کو آلہ کار بنا کر وہ اراضی اپنے تصرف میں لے آئیں گے ۔ اس ڈر کے پیش نظر یہ اراضی نیلام نہ کی جائے بلکہ ایک مناسب شرح پر بے زمین کسانوں اور ان چھوٹے مالکان کو سالانہ پٹے پر دی جائے ۔

جناب والا - ایک اور امر جس کی طرف ارکان کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے وہ چولستان کے مسائل ہیں - جیسا کہ آپ سب کے علم میں ہے کہ آٹھ دس سال قبل چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا اور اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا تھاکہ چولستان کی اراضی ساڑھے چھ ہزار روپے فی مربع کے حساب سے مقامی کاشت کاروں میں تقسیم کی جائے یا ان کو الاٹ کی جائے - بدقسمتی سے ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی بے توجہی سے آج تک ایسا نہیں ہو سکا - چولستان کی مقامی آبادی کے نمائندگان اور دوسرے افراد سے میری کل ملاقات ہوئی - انہوں نے یہ بتایا ہے کہ آج تک چولستان کے ان افراد کو نوٹس نہیں بھیجے گئے - لیکن اس کے باوجود ان کو اب یہ اطلاع ملی ہے اور مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ ساڑھے چھ ہزار روپے فی مربع کی بجائے اس اراضی کی قیمت 32 ہزار روپے فی مربع کر دی گئی ہے اور ساتھ انہیں ھدایت کی گئی ہے کہ جو لوگ خواہش مند ہیں جن کو یہ اراضی الاٹ کی جاتی ہے یا کی جائے گی وہ 32 ہزار روپے یکمشت ادا کریں - جناب والا - میں اس ضمن میں کمیٹی کی طرف سے ایوان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ انتہائی نا مناسب ہے - اس سے قبل یہ طے کر دیا گیا تھا کہ ایک مربع ارضی کی قیمت ساڑھے چھ ہزار روپے مقرر ہے - اس کے بعد ان لوگوں کو اس بات کی مہلت بھی نہیں دی گئی - ان کو اس بات کی اطلاع بھی نہیں گئی کہ وہ اس رقم کو ادا کر دیں - اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بلا کسی وجہ اگر اس رقم کو بڑھا دیا گیا ہے تو یہ اقدام انتہائی نامناسب ہے - اگر متعلقہ محکمہ کے افسران سمجھتے ہیں کہ اس قیمت کے بڑھا دینے کی کوئی خاص وجوہ ہیں یا وہ زیادہ وزنی ہیں تو اس صورت میں میں ایوان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا اور جناب کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ اس رقم کو آسان قسطوں میں ادا کرنے کی ھدایت فرمائی جائے تا کہ وہ چار پانچ سال کے عرصہ میں ادا کر سکیں -

اس ضمن میں چولستان کے چند افراد کل شام مجھے ملے جس کا ذکر اس کمیٹی کی رپورٹ میں نہیں آ سکا - اس لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ امر جناب کی خدمت میں لاؤں کہ اس وقت بے شمار ایسے افراد چولستان کے رقبے میں ہیں

جنہیں یہ اراضی الاٹ کی جاتی ہے اور وہ اس علاقے کے باشندے نہیں ہیں۔ اس رقبے کی آبادکاری کا سب سے پہلا مقصد یہ تھا کہ اس علاقے کے بے زمین اور غریب لوگوں کو یہ اراضی الاٹ کی جائے اور وہ اس ارضی پر آباد ہوں۔ اس کو قابل کاشت بنائیں۔ یہ انتہائی قابل افسوس بات ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہاں آج تک صحیح معنوں میں لوگوں کی آبادکاری نہیں کی گئی بلکہ وہ لوگ قابض ہو گئے ہیں جو اس علاقے سے تعلق نہیں رکھتے اور وہ مقامی باشندے نہیں ہیں۔ میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ کچھ عرصہ قبل جناب کی معائنہ ٹیم بھی وہاں گئی جنہوں نے ان چکوک کا معائنہ اور ملاحظہ بھی کیا ان کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ ان چکوک میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ناجائز قابض ہیں۔ جن لوگوں کو یہ ارضی الاٹ کی جاتی ہے وہ اس پر اصرار کر رہے ہیں کہ اس وقت تک یہ اراضی لینے کے لیے تیار نہیں ہیں جس وقت تک ان قابضین کو بے دخل نہ کیا جائے۔

جناب والا۔ زرعی اصلاحات کے تحت اس وقت ملک میں جو حد ملکیت ہے وہ 8 ہزار یونٹ ہیں۔ تو اس امر کی طرف جناب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر بارانی علاقوں میں کوئی مالک جس کی ملکیت 8 ہزار یونٹ ہے اور وہ اراضی آبپاش کرانا چاہتا ہے اسے بہتر بنانا چاہتا ہے تو وہ محض اس خوف اور ڈر کے اس زمین کو آباد نہیں کر سکتا کہ اس کی جو حد ملکیت اراضی ہے وہ بڑھ جائے گی اور وہ اراضی جو حد ملکیت سے زائد ہے وہ بحق ملکیت سرکار ضبط ہو جائے گی۔ اس ضمن میں جناب والا۔ میں کمیٹی کے ارکان کی جانب سے ایوان کے ارا کین کی خدمت میں اور آپ کی خدمت میں پرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ اراضی جو کہ آبپاش کی جائے اور وہ حق ملکیت سے تجاوز کر جائے اس کو ریگولیشن نمبر 115 کی زد میں نہ لایا جائے۔ اس ضمن میں قانون میں ترمیم کی جائے۔ وہ اراضی جو کہ موجودہ اصلاحات کے نفاذ کے بعد بہتر بنائی جائے اگر اس کی حیثیت مین تبدیلی کر دی گئی اور اس کی حد ملکیت بڑھ گئی تو اس کو اس قانون کی زد میں نہ لایا جائے۔

جناب والا۔ اسی ضمن میں ایک اور انتہائی اہم امر جس کے بارے مجھے

اس صوبہ کی مختلف زرعی انجمنوں نے بارہا سابقہ اور موجودہ حکومتوں کی خدمت میں کئی یاد داشتیں پیش کی ہیں وہ پیداوار اکائی کی تشخیص ہے۔ جناب والا۔ کو علم ہے اور اس ایوان کے بیشتر اراکین کو بھی علم ہوگا کہ یہ پیداوار اکائی کی تشخیص سب سے پہلے 1948ء میں عمل میں لائی گئی۔ اس کے بعد تین مرتبہ اس ملک میں زرعی اصلاحات نافذ کی گئیں۔ پھر اکائیوں کے تناسب میں انتہائی نامناسب فرق ہونے کی وجہ سے ملک کے ایک حصے کے لوگوں کو ملک کے دوسرے حصے کے لوگوں کی نسبت بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ میں مختصر الفاظ میں جناب والا کی توجہ مبذول کراوں گا کہ بارانی علاقوں میں اکائیوں کی جو تشخیص کی گئی بالخصوص راولپنڈی ڈویژن میں وہاں ان کی اوسط شرح 36 ایکڑ فی یونٹ بنتی ہے۔ راولپنڈی اور میانوالی کے اضلاع میں مختلف حلقہ تشخیص ہے۔ جو حلقہ ہائے تشخیص سب سے زیادہ پیداواری یونٹ رکھتے ہیں ان کے پیش نظر ان اضلاع کی اوسط پیداواری حد 36 ایکڑ فی یونٹ بنتی ہے اور ان کے مقابلہ میں اگر سندھ کے تمام اضلاع کے حلقہ ہائے تشخیص کو آپ سامنے رکھیں جن کی پیداواری یونٹ زیادہ ہے تو ان حلقہ ہائے تشخیص کی شرح اوسط 34 ایکڑ فی یونٹ بنتی ہے۔ اس لحاظ سے جو حد ملکیت ہے وہ 82 ہزار یونٹ کے برابر ہے پنجاب کے بارانی علاقہ کے جو کاشت کار ہیں مالک ہیں وہ صرف 222 ایکڑ اراضی رکھ سکتے ہیں جو حد ملکیت ہے حالانکہ جو سندھ کی بہترین آبپاش اراضی ہے وہاں حد ملکیت 215 ایکڑ ہے اور ہر ایک مالک اتنی اراضی رکھ سکتا ہے جناب والا۔ آپ اس سے خود بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بارانی علاقہ کے لوگوں کے ساتھ کس قدر نا انصافی ہے تین مرتبہ زرعی اصلاحات ہو چکی ہیں اور ہر تین مرتبہ ان علاقوں کے لوگوں کو بے شمار نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ بلکہ اگر آپ سندھ کے آبپاش علاقوں کا پنجاب کے آبپاش علاقوں کا موازنہ کریں تو اس میں آپ کو بہت بڑا فرق نظر آئے گا۔ یہاں اگر سندھ کے اضلاع کے 36 ایکڑ فی یونٹ ہیں تو پنجاب کے نہری علاقوں کے 60 - 65 ایکڑ فی یونٹ کے حساب سے اوسط شرح بنتی ہے اس لحاظ سے پنجاب کے جو نہری اضلاع کے زمیندار ہیں ان کو بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے کیونکہ انہیں سندھ کے مالکان اراضی کی نسبت زیادہ سے

زیادہ نصف اراضی حد ملکیت رکھنی پڑی ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس ضمن میں متعلقہ محکموں کو ھدایات فرمائی جائیں کہ وہ نئے سرے سے پیداواری اکائیوں کی تشخیص کریں ۔ ہمارے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ صوبہ سندھ کے لوگ غالباً اس کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اپنے صوبہ میں کم از کم تشخیص از سرنو کر سکتے ہیں ۔ اس بارے میں کوئی روکاٹ ہمارے سامنے نہیں ہونی چاہئے ۔

جناب والا ۔ ایک اور گزارش جو میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا وہ قانون حق شفع کے بارے میں ہے۔ اس ایوان کے اراکین اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس وقت حق شفع کے تحت بے شمار لوگ ایسے ہیں جو کہ محض اپنے ذاتی مفاد کی خاطر مقدمہ بازی میں الجھ رہے ہیں یا دوسرے فریقین کو الجھا رہے ہیں ۔ یہ قانون اس وقت سودا کاری کا قانون بن چکا ہے جس سے صحیح معنوں میں شائد دس سے بیس فی صد لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ مقدمات جو اس وقت مختلف عدالتوں میں دائر ہیں ان مقدمات میں 75 فی صد ایسے مقدمات ہیں جن کا فیصلہ ہونے سے پہلے فیصلہ ہو جاتا ہے ۔ فریقین میں سمجھوتا ہو جاتا ہے اور سودے کاری کی بنا پر ان کا فیصلہ ہو جاتا ہے ۔ جو بالکل جائز اور حق بجانب لوگ ہوتے ہیں ان کو بے شمار نقصان پہنچتا ہے ۔ علاوہ ازیں بعض ایسے شہر ہیں جہاں یہ قانون لاگو نہیں ہے ۔ مختلف شہروں میں جو چھاونیاں ہیں وہاں بالکل یہ قانون لاگو نہیں ہے ۔ پنجاب کے مختلف شہر یا قصبہ جات ایسے ہیں جہاں یہ قانون لاگو نہیں ہے ۔ اور اس ضمن میں مختلف عدالتوں نے بھی اپنی ایک رائے دے رکھی ہے کہ قانون حق شفع کی بعض شقیں اسلام کے منافی ہیں ۔ اس کے پیش نظر اس کمیٹی کے اراکین کی طرف سے میں یہ گزارش کروں گا کہ قانون حق شفع صرف بائع کے یک جدیان کے لئے ہے ۔ اس کے علاوہ شہروں میں اس قانون کو لاگو نہ کیا جائے ۔ جو لوگ شہروں میں اپنی رہائش کے لیے یا اپنے لیے اراضی خریدتے ہیں کم از کم ان کو اس سودے کاری کی لعنت سے نجات مل سکے ۔

جناب والا ۔ ایک اور امر جو میں اس ایوان کی اجازت سے اور جناب کی اجازت سے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں ۔ یہ امر کل کی کمیٹی کی میٹنگ میں پیش نہیں ہو سکا اور اس پر تبادلہ خیال نہیں ہو سکا ۔ میں جناب کی اجازت سے اس پر بھی ایوان کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چھوٹے مالکان اراضی کے لیے حق خود کاشت ۔ اس وقت جناب والا ۔ پنجاب میں 73 ہزار ایسے چھوٹے مالکان اراضی ہیں جو ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی کی حد تک ملکیت رکھتے ہیں ۔ ان میں بے شمار لوگ ایسے ہیں جو خود ساڑھے بارہ ایکڑ آٹھ ایکڑ یا دس ایکڑ کے مالک ہونے کے باوجود اس اراضی کو کاشت نہیں کرتے ۔ اس ضمن میں بھی مختلف حکومتوں کو اور جناب کی خدمت میں بھی وقتاً فوقتاً یاد داشتیں پیش کی جاتی رہیں اور میں اس ایوان کی وساطت سے آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی کے مالکان کو حق خود کاشت کی اجازت دی جائے ۔

آخر میں جناب والا ۔ ایک انتہائی ضروری امر جو میں ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ مال کے مقدمات کے بارے میں ہے ہمارے طریق کار کے پیش نظر اس وقت مال کے مقدمات نمٹانے میں کئی سال لگ جاتے ہیں ہیں اور مال کی مختلف عدالتوں سے ان مقدمات کا فیصلہ ہونے کے باوجود ، سب سے بڑی عدالت ، بورڈ آف ریونیو ، سے فیصلہ ہونے کے باوجود ، یہ مقدمات دیوانی عدالتوں سے ہائی کورٹ تک پہنچ جاتے ہیں ۔ اور پھر ان مقدمات کا فیصلہ ہونے میں بہت زیادہ عرصہ لگ جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مقدمات کا فیصلہ ہونے سے قبل ہی فریقین کی موت واقع ہو جاتی ہے ۔ جناب والا اس ضمن میں میں گزارش کروں گا کہ کمیٹی کے اراکین کی یہ متفقہ رائے ہے اور یہ پرزور گزارش ہے کہ اس قانون میں اس حد تک ترمیم کی جائے کہ دیوانی ، مال کی تمام عدالتوں سے جو مقدمات متفقہ طور پر فیصلہ ہوں ، یعنی تمام عدالتیں وہی فیصلہ کریں جو نہ ماتحت عدالت نے کیا ہے تو پھر بورڈ آف ریونیو کے بعد اس فیصلے کو حتمی تصور کیا جائے گا ۔ اور کسی فریق کو اس بات کی اجازت نہ دی جائے کہ اس کے بعد وہ کسی دیوانی عدالت یا ہائی کورٹ سے رجوع کر سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے ہمارے

بہت سے مقدمات بہت کم عرصے میں فیصلہ ہو سکیں گے اور لوگوں کو بہت زیادہ صعوبتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا ۔

جناب والا ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں ایوان کے اراکین کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ ان سفارشات کی تائید فرمائیں اور مجھے امید واثق ہے کہ حکومت ان تمام سفارشات پر غور کرے گی اور جلد از جلد ان پر موثر کارروائی کرنے کی ہدایت فرمائے گی ۔

اناؤنسر ۔ صنعت و تجارت اور قیمتوں کے استحکام کے کنوینر ، شیخ محمد اقبال صاحب لاہور ۔

شیخ محمد اقبال (لاہور) (کنوینر کمیٹی برائے صنعت و تجارت اور قیمتوں کا استحکام) ۔ جناب صدر اور معزز خواتین و حضرات ۔ السلام علیکم ۔ مجھے صنعت و تجارت کی سبجیکٹ کمیٹی نے اپنا کنوینر مقرر کیا ہے اور میں ان کی طرف سے چند گزارشات پیش کر رہا ہوں ۔

صوبہ پنجاب میں انڈسٹری کے بارے میں کچھ عرض کروں گا ۔ 1968ء سے لے کر 1970ء تک اس صوبے کی ترقی کو پس پشت ڈال دیا گیا ، حالانکہ یہ صوبہ 60 فی صد پیداوار دیتا ہے اور 60 فی صد ایکسپورٹ کے لیے مال دیتا ہے یا ایکسپورٹ کرتا ہے ۔ اس طرح اس صوبے کے لوگ باہر کام کرتے ہیں جن کی تعداد تقریباً 85 فی صد ہے اور بہت بڑا زر مبادلہ یہ صوبہ کماتا ہے ۔ اس کے باوجود یہ صوبہ نو سال میں پس ماندہ ہو گیا ہے ۔ اس صوبے کو ارادتاً سیاست کی بھینٹ چڑھایا گیا ۔ جو وقت گزر گیا وہ تو اب ہاتھ نہیں آئے گا ۔ میں چند تجاویز پیش کروں گا جو اس صوبے کی ترقی میں مد ومعاون ہوں گی ۔

پچھلے سال حکومت پنجاب نے پبلک سیکٹر میں خاصی انوسٹمنٹ کی ہے جس سے صوبے کی ترقی کی رفتار تیز ہو رہی ہے ۔ پہلی تجویز جو میں عرض کروں گا وہ ہے ڈی سنٹرلائزیشن ۔ اس صوبے میں انڈسٹری لگانے میں بہت بڑی دقت یہ ہے کہ ہر چیز کے لیے سنٹر سے منظوری حاصل کرنی ضروری ہوتی ہے ۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ مسئلہ نہ تھا ۔ ڈائریکٹر آف انڈسٹریز کو

پوری پاورز تھیں کہ یہاں سے ہر کیس کو process کرتا تھا اور اس کے بعد منظوری لی جاتی تھی - فارن ایکسچینج پہلے صوبوں کو دے دیا جاتا تھا جس سے خاصی ترقی ہوتی تھی - اس ایڈمنسٹریٹو بیورو کا تو کوئی فائدہ ہی نہیں - اس لیے کہ یہاں سے وہ کاغذ کراچی جاتا ہے ، پھر آتا ہے - اس سے بہتر یہ ہے کہ صوبے کی سطح پر سبجیکٹ کو deal کر لیا جائے تاکہ انڈسٹری میں زیادہ ترقی ہو سکے -

دوسری چیز جو میں نے گورنر صاحب سے پہلے بھی عرض کی تھی وہ بنک کے ہیڈ آفسز کے بارے میں ہے - معلوم ہوا ہے کہ مرکزی حکومت نے تو اتفاق نہیں کیا - لیکن ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ یہاں کے جو سینیر وائس پریزیڈنٹ ہیں ، ان کو کم از کم اتنی پاورز دے دی جائیں کہ لوگوں کو کراچی نہ جانا پڑے اور یہیں پر لوگوں کی درخواستیں process ہو جائیں - یہاں کے سینیر وائس پریزیڈنٹ کو کم از کم پچیس لاکھ کی اجازت ہونی چاہیے تا کہ انڈسٹری اور کامرس ترقی کر سکے - بغیر فنانس کے انڈسٹری اور کامرس کی ترقی بڑی مشکل ہے - اس کے بعد یہاں پر آئی ڈی بی پی بنک ہے ، پکک (پی آئی سی آئی سی) ہے جو کہ فوراً قرضہ دیتے ہیں - وہ یہاں پر صرف پوسٹ آفس ہے - ان کا کوئی کام نہیں - یہاں پر ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر مقرر کیے جائیں تا کہ ان کو بھی پوری پوری پاورز ہوں - جو پروجیکٹ منظور کرتے ہیں وہ یہیں پر منظور ہو جائیں کم از کم پچاس لاکھ کی پاور آئی ڈی بی پی کو دی جائے - ورنہ اس وقت وہ لوگ یہاں پر صرف ایک پوسٹ آفس کی صورت میں کام کر رہے ہیں -

تیسری میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی ہے ، یہاں پر free process zone بنے - یہ فیصلہ ہوا تھا کہ کراچی اور لاہور میں برابر زونوں کا کام شروع ہو گا - لیکن کراچی میں شروع ہو گیا اور پنجاب میں پھر اسی طرح free process zone کے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی - اگر اس کو سال مکمل پر بھی شروع کر دیا جائے تب بھی خاصی ترقی ہونی شروع ہو جائے گی - اور بعد میں اس کو فنڈز کی دستیابی کے بعد بڑھایا جا سکتا ہے -

اس کے علاوہ مجھے آپ سے یہ بھی درخواست کرنی تھی کہ یہاں پر کم از کم 5 years tax holiday ملے جس طرح دوسرے صوبوں میں ملا ہوا ہے اور ان کے علاقے ہیں ، ڈیرہ غازی خان ، بہاول نگر اور میانوالی وغیرہ ۔

قیمتوں کے لیے عرض ہے کہ اس وقت ملک میں قیمتوں کا استحکام ہو ۔ لیکن قیمتوں میں استحکام کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہماری پیداوار بڑھے ، مقابلہ ہو ۔ اس کے بغیر قیمتیں نہ مستحکم ہو سکتی ہیں ، نہ ہوں گی ۔

چوتھی بات جو میں گورنر صاحب سے گزارش کروں گا وہ پروفیشنل ٹیکس ہے ۔ میں کوئی صوبے کی بات نہیں کر رہا کہ میں کوئی صوبائیت کی طرف جا رہا ہوں ۔ آپ اندازہ کریں کہ یہاں پر جس کو پندرہ روپے انکم ٹیکس لگتا ہے ، وہ ہزار روپے پروفیشنل ٹیکس دیتا ہے اور سندھ میں صرف سو روپے ۔ حالانکہ وہ امیر ترین صوبہ ہے ۔ اس لیے گزارش کرتا ہوں کہ مہربانی کرکے یہاں پروفشنل ٹیکس دوسرے صوبوں کے ساتھ کر دیا جائے ۔

اسی طرح صنعت و تجارت کی کمیٹی نے یہ بھی درخواست کی ہے کہ octroi (چونگیوں) کے ریٹ یکساں کر دئے جائیں اور صاحبان نے بھی اس کے بارے میں کہا ہے ۔ اس لیے اس پر میں زیادہ نہیں کہوں گا ، کیوں کہ وہ کارپوریشن والوں کا موضوع ہے ۔ لیکن یہ بھی ایک بہت اچھا اقدام ہے کہ چونگیوں کے ریٹ تمام صوبے میں ایک جیسے کر دئے جائیں ۔

آخر میں میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس وقت پنجاب کے انڈسٹریز کے entrepreneurs پورے تیار ہیں کہ وہ اس میں انوسٹمنٹ کریں ۔ ان کی طرف سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جتنی بھی انوسٹمنٹ آئے گی ، اس ملک میں اور اس صوبے میں ہوگی ۔ اس کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ آپ ایک ہائی پاورڈ کمیٹی بنا دیں اور سب محکموں کے اس میں آدمی ہوں ۔ انڈسٹریز کے نمائندے ہوں اور وہ ہر انڈسٹری کے بارے میں میز پہ بیٹھ کے فیصلہ کرکے انھیں کہ ان چیزوں کی تکالیف ہیں یا یہ چیزیں دی جائیں ، بجلی ہے ، ٹیلیفون

یا پانی ہے ۔ انڈسٹری والے اپنی مشکلات پیش کریں کہ ہمیں یہ چیزیں دیں اور ہم انڈسٹری پر قیمت پر لگائیں گے ۔ جیسے چین ہانگ کانگ کو دینے کے لیے بات کرتا ہے تو وہاں انڈسٹری بڑھتی ہے جیسے ہی افغانستان کا شور اٹھتا ہے تو لوگ زیادہ انوسٹمنٹ کرنے کو تیار ہیں اور آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ ایسی کمیٹی بنائیں تا کہ اس ملک میں زیادہ سے زیادہ انوسٹمنٹ ہو ۔ اگر پنجاب اقتصادی لحاظ سے مضبوط ہوگا تو سب عزت بھی کریں گے اور ملک کی بھی اس میں عزت ہے ۔ شکریہ

اناؤنسر ۔ محنت کی سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر جناب صالح محمد نیازی صاحب اپنی سفارشات پیش کریں گے ۔

جناب صالح محمد نیازی (کنوینر کمیٹی برائے محنت) ۔ جناب والا ۔ مجھے محنت کی سبجیکٹ کمیٹی نے متفقہ طور پر کنوینر مقرر کیا ہے اور اجازت دی ہے کہ میں ہاؤس کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کروں ۔ صاحب صدر اور معزز اراکین میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ قیام پاکستان سے لے کر آج تک یہ پہلا موقع ہے کہ محنت کشوں کے نمائندے کو اس ہاؤس میں بات کرنے کا موقع ملا ہے اور اپنے مسائل پیش کرنے کا موقع ملا ہے اس وجہ سے میں جناب گورنر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ میں پاکستان کے محنت کشوں کی طرف سے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلاتا ہوں ۔ ہماری سبجیکٹ کمیٹی میں جناب خورشید احمد صاحب ہیں جو بڑے اچھے ، قابل ، تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ہیں اور جناب وحید احمد صاحب نے بھی اپنے مشوروں سے ہماری تجاویز تیار کرائی ہیں ۔ ہمارے مسائل اپنی اپنی جگہ پر اور اپنی اپنی ملوں میں بہت ہیں ۔ لیکن ہم نے اس کو ملکی سطح پر سوچا ہے انفرادی سطح پر نہیں سوچا ہے ۔ اور جو سوچ ہم نے ان سفارشات میں رکھی ہے اس میں صنعت کار کو بھی اور محنت کشوں کو بھی فائدہ ہو گا ۔ اس میں عوام کی سوچ کو بھی شامل کیا گیا ہے ۔ میں اب ان سفارشات کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

I ۔ صوبہ میں ایسے بیمار صنعتی ادارے ہیں جو خام مال کی کمی کے باعث اور مالی مشکلات کے باعث بند پڑے ہیں ۔ یا جن کے بند ہونے کے

خدمات ہیں ۔ ایسے اداروں کا سروے کیا جائے۔ اور ان کو چلانے کے لئے معقول انتظام کیا جائے ۔ تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو اور بیروزگاری کی کمی ہو ۔ اس وقت ہمارے لاہور میں چناب ٹیکسٹائل ۔ رحمانیہ ٹیکسٹائل اور حدیبیہ ٹیکسٹائل ملیں ہیں ۔ سرگودھا ریجن میں بھی ایسے ادارے موجود ہیں جو دو گھنٹے چلنے کے بعد بند ہو جاتے ہیں ۔ کیونکہ بنک والے ان کو مال نہیں دیتے اگر چار گھنٹے چلتے ہیں تو چار گھنٹے بند پڑے رہتے ہیں ۔ اس کی وجہ سے مل مزدور بھی پریشان ہے کہ ان کو مال نہیں ملتا اور مل مالک بھی ۔ اور جب مل مالک بنک والوں سے بات کرتے ہیں تو بنک والے مال نہیں دیتے ۔ مال کی کمی کی وجہ سے نہ صرف پنجاب میں بلکہ پاکستان میں کافی نقصان ہو رہا ہے ۔ یہ الزام عام ہے کہ محنت کش اور مزدور کام نہیں کرتے ۔ کام تو اس وقت کیا جائے جب مال مکمل طور پر موجود ہو ۔ مزدور تو کام کر رہا ہے ۔ اس لئے درخواست ہے کہ مال پورا دیا جائے ۔ کچھ مشینری پندرہ سال سے لگی ہوئی ہے حالانکہ اس مشینری کو 6 سال کے بعد تبدیل کر دینا چاہیئے تھا لیکن ہمارا مزدور اسی مشینری پر اپنی پروڈکشن دے رہا ہے ۔ اس لئے ایسی مشینری کو تبدیل کیا جائے ۔ تاکہ پروڈکشن میں اضافہ ہو سکے اور مال بھی بہتر ہو سکے ۔

2 ۔ آجر اور اجیر کا تعاون ۔ محنت کشوں کی کارکردگی اور پیداوار کو بہتر بنانے کے لئے وقت سسٹم رائج کیا جائے اور محنت کشوں اور مل مزدوروں کے لئے ایسی فلمیں بنائی جائیں اور ان کو وہ فلمیں دکھائی جائیں ۔ تاکہ وہ ان فلموں کو دیکھ کر دلچسپی لیں اور پیداوار میں اضافہ ہو سکے آجر اور اجیر کے درمیان تعلقات بہتر ہونے چاہئیں تاکہ کارکردگی اور بہتر ہو سکے ۔ دوسرے کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام قائم کیا جائے ۔ کارکنوں کی رہائش کا مسئلہ اور ٹرانسپورٹ کا مسئلہ حل کرنے کے لئے حکومت اور آجر مخصوص انتظامات کرے ۔ جب کوئی نئی صنعت لگے وہاں پر کارکنوں کے لئے رہائش اور ان کے بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا جائے ۔ حکومت اس سلسلے میں جہاں لیبر کالونیاں ہوں سکولوں کے لئے

بلا معاوضہ زمین دے۔ اور آجر کو فلاحی کام میں ٹیکس کی رعایت دی جائے۔ موجودہ مراعات یعنی اولڈ ایج پینشن سکیم میں معقول اضافہ کیا جائے جس سے کہ کارکنوں کی کفالت ہو سکے۔ اس وقت 75 روپے ہے لیکن 75 روپے کے لحاظ سے کفالت نہیں ہو سکتی اس میں مناسب تبدیلی کی جائے۔ کارکنوں کی اجرتوں کا مہنگائی کے مطابق تعین کیا جائے اس سلسلے میں ایک Minimum Wage Board ہے جو دو تین چار سال کے بعد کسی انڈسٹری میں آتا ہے۔ ان تین چار سالوں میں مہنگائی اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ میری رائے ہے کہ اجرتوں کے اضافے کے سلسلے میں پرائس کنٹرول بورڈ قائم کیا جائے۔ جیسے جیسے مہنگائی بڑھے ساتھ ہی ساتھ اجرت بھی بڑھا دی جائے۔ یعنی دو پیسے مہنگائی بڑھی ہے تو دو پیسے اجرت بڑھا دی جائے۔ میرے خیال میں مزدوروں کی روز مرہ کی ضرورت کی اشیاء مارکیٹ ریٹس کے مطابق ملتی رہیں گی اسی طرح سہ فریقی بورڈ قائم کیا جائے۔ تاکہ صنعتی تعلقات بہتر ہو سکیں۔ یہ بورڈ صوبہ کی اور ڈویژن کی سطح پر قائم کئے جائیں اور اس کے باضابطہ اجلاس ہوں۔

1950ء میں جب نئی نئی انڈسٹریز لگنی شروع ہوئیں تو مزدوروں کی تحریک شروع ہوئی۔ شروع شروع میں ان تنظیموں کو جو مراعات ملی تھیں وہ نہ ہونے کے برابر تھیں۔ جب حقوق کی بات کرتے تو آجر روڑا اٹکاتے کہ ہم نے نئی نئی صنعتیں لگائی ہیں تو یونین والے کہاں سے آ ٹپکے۔ چنانچہ ہمارے اختلافات بڑھتے رہے جتنی بھی گذشتہ سیاسی جماعتیں آئیں کسی نے بھی یہ اختلافات ختم نہ کرائے اور اختلافات میں اس قدر اضافہ ہوا کہ بعض جگہ پر تو گولیاں چلانے کی نوبت تک آ گئی۔ اختلافات کی وجہ سے ہمارے صنعتی مزدور اور زرعی مزدور نے نہ تو آجر کا خیال کیا اور نہ ہی ہم نے خیال کیا۔ اور ہم یہ سمجھتے رہے کہ ہم نے ان کے مطالبات کی بات کی ہے تاکہ ہماری لیڈری چمکتی رہے۔ اب چونکہ حالات بدل گئے ہیں۔ اس لئے ہم نے بھی اپنے نظریئے بدل دیئے ہیں۔ ہماری سوچ میں بھی تبدیلی آ گئی ہے کہ ملک کو صنعت میں ترقی کرنی چاہئیے۔ اور زراعت میں ترقی کرنی چاہئیے۔ تو اس کا واحد حل یہ ہے کہ زراعت کی پیداوار میں اضافہ کریں۔ اس لئے

صنعت کار اور محنت کش اپنے اندر اچھی اچھی صلاحیتیں پیدا کریں ۔ اور آپس میں تعلقات بہتر پیدا کریں ۔ بہتر تعلقات پیدا کرنے کے لئے انہیں کچھ اختیارات ہونے چاہیئں ۔ تاکہ اگر کسی جگہ یا کسی انڈسٹری میں تنازعہ ہو گیا ہو تو وہ فوری طور پر جا کر اس مسئلہ کو حل کرا دیں ۔ اس لئے ڈویژن کی سطح پر اور صوبائی سطح پر ایڈوائزری بورڈ ہوں اور محکمہ محنت ان کے ساتھ ہو تا کہ مالک اور مزدور کے درمیان تعلقات اچھے ہوں اور پروڈکشن بڑھے ۔ اور یہ اپنی سفارشات کو لاگو کرائیں ۔ اس لئے حکومت کوشش کرے کہ ان کو اختیارات ہونے چاہئیں ۔

اس کے بعد گذارش ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں مالکان ایجوکیشن سیس دیتے ہیں جس کی ہمیں بڑی خوشی ہے ۔ جہاں ہم کئی معاملات میں محکمہ محنت کا گلہ بھی کریں گے اس معاملہ میں ہم محکمہ محنت کے شکر گزار بھی ہیں کہ انہوں نے ایک سال کے اندر 80 لاکھ روپیہ کارکنوں کے بچوں کی تعلیم کے لیے تقسیم کیا ہے ۔ تقسیم کے طریقہ کے لیے ان کی ضلعی کمیٹیاں ہیں ۔ ضلعی کمیٹیوں کے توسط سے پیسہ تقسیم کیا گیا ہے ۔ پچھلے پانچ چھ سالوں میں صرف دو چار لاکھ روپیہ تقسیم ہوا ہے ۔ اور اس اسی لاکھ روپے میں ہمارے سکولوں میں بچوں کی ضروریات بھی پوری ہو رہی ہیں ۔ اس سے ہمارے کارکنوں کی بھی حوصلہ افزائی ہوتی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا اس روپے کی تقسیم محکمہ محنت کے پاس ہونی چاہیے ۔ کیونکہ یہ ہر ضلع میں ہے ۔ ہمارے لوگوں کا ان کے ساتھ آنا جانا ہے ۔ ہمارے ورکر بغیر جھجھک کے محکمہ محنت سے بات چیت کر سکتے ہیں ۔ اس نے کارکردگی بھی اچھی دکھائی ہے یہ کام کسی اور محکمہ کے سپرد نہ کیا جائے بلکہ محکمہ محنت کے پاس اسے رہنے دیا جائے ۔

اس کے بعد چند ایک سرکاری ، نیم سرکاری اور نجی بڑے صنعتی اداروں میں جہاں ہزاروں کی تعداد میں ورکرز کام کرتے ہیں ہمارے محکمہ محنت کی رائے تھی کہ ایک نہ ایک ماہر وہاں تعینات کیا جائے ۔ وہ ایک ایسا ماہر ہو جو مزدوروں کے مسائل کو بھی سمجھے ۔ لیبر لاز کو بھی سمجھے اور صنعتی

تعلقات کی روایات کو بھی سمجھے تاکہ بڑے صنعتی اداروں میں بد امنی نہ ہونے پائے اور کارکردگی کا نقصان نہ ہو ۔ اس معاملہ میں اچھے قابل آدمی جو تجربہ کار ہیں حکومت کو تو مل سکتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے ماہر ہر ادارے میں ہونے چاہئیں ۔ ان کی لیبر عدالتوں کا طریقہ کار مزدوروں کے لیے مشکل ہے ۔ وہاں وکالت کا طریقہ چل گیا ہے ۔ مزدور ان پڑھ ہیں ہم لوگ اتنے پڑھے لکھے نہیں ہوتے ۔ ہم لوگ وکلاء صاحبان کے پاس جاتے ہیں تو وہ ہم سے بھاری فیسیں لیتے ہیں ۔ جب ہم خود جاتے ہیں تو وہاں ہمیں پی ایل ڈی ۔ پی ایل سی اور سول پروسیجر کوڈ میں باندھ دیا جاتا ہے تو ان حالتوں سے ہم پوری طرح آگاہ نہیں ہوتے ۔ جس کی وجہ سے ہم پریشان رہتے ہیں اور بعض صاحبان ہمارے مقابلے میں بڑے اچھے وکیل لا کر کھڑے کر دیتے ہیں ۔ وہ کتابوں کا بھی ایک گٹھا لا کر عدالت کے سامنے رکھ دیتے ہیں ۔ اس سے صنعتی امن نہیں ملتا ۔ ہمارا مقصد ہے کہ اگر ورکر کو انصاف ملے گا تو صنعتی ورکر کو کچھ سکون ہوگا ۔ اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ عدالتوں کا طریقہ کار سہل اور آسان بنایا جائے ۔ تاکہ فریقین اس میں وکلاء صاحبان بھی شامل ہیں ۔ کو جلد از جلد انصاف ملتا رہے ۔ عدالتوں کا طریقہ کار سال سال ڈیڑھ ڈیڑھ سال لمبا ہوتا ہے ۔ اگر ایک ورکر کام سے نکلا ہوا ہے تو وہ سال بھر بے روزگار رہے گا اور عدالتی کارروائی کی پیروی نہیں کر سکے گا۔

اس کے بعد ایک بڑا اہم مسئلہ سڑکوں پر قیمتی جانوں کے ضائع ہونے کا ہے ۔ مجھے خوشی ہے کہ میں آج یہاں اس مسئلے پر بات کر رہا ہوں ۔ جہاں کہیں بھی حادثہ ہوتا ہے ڈرائیور کو سو سو گالیاں دی جاتی ہیں ۔ ڈرائیور ایسے ہیں ۔ ڈرائیور ویسے ہیں ۔ اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ ٹریفک کے جو حادثات ہیں ۔ یہ کچھ قدرتی طور پر بھی ہو سکتے ہیں ۔ اور فنی خرابی سے بھی ہو سکتے ہیں ۔ اور گاڑیاں چلانے والے جب سولہ گھنٹے ۔ اٹھارہ گھنٹے یا چوبیس گھنٹے کام کریں گے تو ان کی وجہ سے بھی حادثات ہو سکتے ہیں ۔ تو اس معاملہ میں بڑی ضرورت ہے کہ روڈ ٹرانسپورٹ

میں حادثات کو کم کرنے کے لیے ہمیں لاکھ دفعہ سوچنا چاہیے ۔ ایک تو مشینری ہماری باہر سے آتی ہے ۔ ہمارا زرمبادلہ اس پر لاکھوں روپے کا خرچ ہو رہا ہے ۔ ان حادثات میں وہ مشینری تباہ ہو جاتی ہے ۔ دوسرا قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں اور کئی بچے یتیم ہو چکے ہیں ۔ اور یہی حالت اس وقت بھی موجود ہے ۔ ٹرانسپورٹ بڑھ رہی ہے اور اگر اس کے چلانے کے طریقہ کار کو اچھا نہ بنایا گیا تو حادثات میں مزید اضافے ہوتے رہیں گے اگر کسی آدمی کی خواہ وہ غریب ہو اس کے بھی بال بچے ہوتے ہیں ۔ ان کے یہ بچے واحد سہارا ہوتے ہیں ۔ جان ضائع چلی جائے تو میرے خیال میں اس سے ہمارے اراکین کو اور حکومت کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ لہذا ہم سب کو اس کے متعلق سوچنا چاہیے ۔ میری تجویز یہ ہے کہ حادثات کی روک تھام کے لیے روڈ ٹرانسپورٹ میں کمیشن سسٹم ختم جائے ۔ کمیشن سسٹم کی وجہ سے اوور سپیڈ ہوتی ہے اوورٹیکنگ ہوتی ہے اور ڈرائیور بھی کوشش کرتا ہے کہ میں آٹھ گھنٹے کی بجائے بارہ گھنٹے ڈیوٹی کروں ۔ بارہ گھنٹے کی بجائے سولہ گھنٹے ڈیوٹی کروں تاکہ مجھے شام کو کمیشن زیادہ مل جائے ۔ اور یہی حادثات کا ایک بڑا سبب ہے ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں 80 ہزار سے بھی اوپر بسیں چل رہی ہیں ۔ ہمارے پنجاب میں بائیس ہزار سے زیادہ بسیں چل رہی ہیں ۔ اور ہر بس کا اپنا اپنا مالک ہے کئی بسیں ایسی ہیں جن کے چھ چھ مالک ہیں ۔ اب ہم کسی ورکر کو نکال دیتے ہیں یا دعوی کرتے ہیں تو اس وقت تک اس کا مالک بھی تبدیل ہو گیا ہوتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میں اس بس کا مالک نہیں ہوں اس کا فلاں مالک ہے ۔ یہ اس طریقے کی دھاندلی اور یہ جو انفرادی ملکیت ہر بس کی ہے یہ جب تک رہے گی حادثات ختم نہیں ہوں گے ۔ ہر چیز کے چلانے کا ایک نظام ہوتا ہے ۔ جی ۔ ٹی ۔ ایس کا ایک نظام ہے ۔ ورکر کو بھی اس کے حقوق مل رہے ہیں ۔ اور ان کے کچھ احکامات ہیں کچھ ڈسپلن ہے ۔ لیکن یہاں کوئی ڈسپلن نہیں ہے ۔ شام تک یہی ہوتا ہے کہ کما کر اتنے پیسے لاؤ گے ورنہ چابی ہمیں دے دو ۔ تو ایسے نظام کو بنانے کے لیے ضروری ہے کہ جہاں علیحدہ علیحدہ مالک ہیں

ان کی کمپنیاں بنائی جائیں اور ٹائم ٹیبل کے مطابق گاڑیاں چلائی جائیں تاکہ گاڑیاں راستے میں اوور ٹیکنگ نہ کر سکیں اور پھر سختی کی جائے۔ اگر اس نظام کو کوئی بھی شخص توڑے گا تو اسے سزا ملنی چاہیے۔ لیکن ہمارے ہاں جو نظام ٹریفک اور ٹرانسپورٹ کا چل رہا ہے یہ بہت غلط چل رہا ہے۔ اس کی وجہ سے حادثات ہو رہے ہیں۔ اس میں مناسب تبدیلی لائی جائے۔ پہلے بس کمپنیاں تھیں پہلے کسی کی کوئی بس نہیں ہوتی تھی وہ شخص گلبرگ میں رہتا تھا اور وہ تین ہزار کا روٹ پرمٹ بیچ دیتا تھا۔ ڈرائیور بیچارے کو اس روٹ پرمٹ کی قیمت بھی پیدا کرنی پڑتی تھی۔ 1967ء میں ہم لوگوں نے ہڑتال کی تھی اور یہ رونا رویا تھا کہ روٹ پرمٹ کا سسٹم ختم کیا جائے یہ بس مالکان کو دیے جائیں۔ حکومت نے ساتھ ہی یہ کمپنیاں بھی توڑ دیں۔ یہ غیر لوگ ہیں ان کی بسیں نہیں ہیں لہذا ان کو روٹ پرمٹ نہ دیے جائیں۔ جن کی بسیں ہیں ان کو روٹ پرمٹ دے کر کمپنیوں میں شامل کیا جائے تاکہ وہ کام چلا سکیں۔

اس کے علاوہ حادثات کے معاملے میں ایک اور بات ہے کہ ہمارے پاس سکول نہیں ہیں۔ ہمارے اچھے تجربہ کار آدمی باہر چلے گئے ہیں۔ جو اب یہاں موجود ہیں ان میں ٹریننگ کی بھی کافی کمزوری موجود ہے۔ لاہور میں بلکہ ہر ریجن میں ڈرائیونگ سکول بنائے جائیں اور ان میں معقول ٹریننگ کا انتظام کیا جائے۔ جب اچھے ڈرائیور نہیں ملیں گے تو لازمی بات ہے کہ جب ہم ساٹھ ستر کی سپیڈ پر چلتے ہیں۔ روڈ تنگ ہے اور ٹریفک زیادہ ہے۔ ٹریفک کا دباؤ سڑک برداشت نہیں کر سکتی تو حادثات کا سبب ہوتا ہے۔ اس معاملے کو حل کرنے کے لیے ایک با اختیار سہ فریقی ٹرانسپورٹ ایڈوائزری کمیٹی تشکیل دی جائے اور اس ایڈوائزری کمیٹی کا کام ہے کہ وہ سڑکوں پر بھی جائے۔ وہ دیکھے کہ شیخوپورہ میں پولیس بیٹھی ہے اور وہ ڈرائیور جو یہاں سے گاڑی چلاتا ہے وہ اس سے دو سو گز پیچھے گاڑی کھڑی کر دیتا ہے تاکہ کچھ اور سواریاں آ جائیں اور کچھ اتر جائیں۔ اس طرح وہ اپنا ٹائم پورا کر دیتا ہے۔ تب وہ پولیس کے پاس ٹائم نوٹ کراتا ہے۔ پھر وہ جب شاہ پور جاتا ہے تو راستے میں گاڑی

تیز چلاتا ہے اور جب وہ شاہ پور سے چار میل پیچھے ہوتا ہے وہاں تھوڑا سا آرام کر لیتا ہے اور اس طرح وہ اپنا ٹائم پورا کر لیتا ہے ۔ ایڈوائزری کمیٹی کو یہ اختیار دیا جائے کہ ان کے پاس ویگن ہو ۔ ہم لوگ بس سٹینڈوں پر جائیں ۔ رکشہ و ٹیکسی سٹینڈوں پر جائیں اور وہاں ہم ان کو برادری کی صورت میں ھدایات دیں ۔ ایک ہوتی ہے قانونی صورت اور ایک ہوتی ہے برادری صورت ۔ ہم ان کو برادری صورت میں قائل کریں ۔ ان کے دماغوں کو قائل کریں کہ آپ ٹریفک قوانین کا احترام کریں ۔ ہم ان کو برادری صورت میں پابند کریں کہ آپ اصولی طریقوں پر چلیں تاکہ حادثات نہ ہوں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں جن کو آپ مار دیتے ہیں ۔ لہذا ٹرانسپورٹ ایڈوائزری کمیٹی بنائی جائے ۔

اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ بات پہلے بھی کی تھی ۔ اب اس ہاؤس میں بھی عرض کیے دیتا ہوں ۔ ہمارے ٹرانسپورٹ ورکرز نے 31 تاریخ کو ایک اجلاس کیا تھا اور افغان بھائی مہاجر جو یہاں آئے ہوئے ہیں ۔ ان کے لیے دس روپیہ فی کس امداد دینے کا اعلان کیا ۔ صرف چھ ماہ بعد پھر امداد دینے کا اعلان کیا ۔ اندازاً سات لاکھ روپیہ بنتا ہے ۔ اور انشاءاللہ اس کانفرنس سے فارغ ہو کر وہ روپیہ میں اپنے ساتھیوں اور متعلقہ افسران سے مل کر کے ایک یا دو ماہ کے اندر اندر اگر اللہ کو منظور ہوا تو اپنے افغان بھائیوں کی خدمت میں پیش کروں گا ۔

بجلی کے محکمے کے جو مزدور ہمارے بھائی ہیں ان کے کافی حادثات ہو جاتے ہیں ۔ کان کنی کے جو مزدور ہیں ان کے بھی حادثات ہو جاتے ہیں ۔ اور ٹیکسٹائل میں بھی ایسے ہی ہے ۔ ان کے لئے میں عرض کروں گا کہ معقول حفاظتی انتظامات کئے جائیں تا کہ حادثات کم ہو سکیں ۔

ایک اور چیز ہے کہ ملک میں نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے اور زرعی آبادی میں بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے مؤثر انتظامات کئے جائیں ۔ تعلیم یافتہ طبقہ بے روزگار ہے ۔ زرعی آبادیوں سے جو لوگ بے روزگار ہوتے ہیں وہ شہروں کی طرف آتے ہیں ۔ طرح طرح کی مصیبتوں اور پریشانیوں کا

شکار ہوتے ہیں ۔ اس لئے گزارش ہے کہ جہاں جہاں خام مال ملتا ہے وہاں چھوٹی چھوٹی صنعتیں لگا کر تعلیم یافتہ اور نوجوان طبقہ کو اس کام پر لگایا جائے ۔ جہاں مناسب ہو وہاں عورتوں کو بھی اس طریقہ سے کام مہیا کیا جائے تاکہ وہ بھی ملک کی ترقی کے لئے مساوی کام کر سکیں ۔ اس کے ساتھ فنی ادارے بھی قائم کرنے چاہئیں ۔ کچھ حکومت کے اعلانات آ رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ مزید فنی اداروں کی ضرورت ہے ۔ ہمارے پنجاب کے ہر ریجن میں ادارے ہونے چاہییں ۔ تاکہ ہم اپنے تربیت یافتہ کارکن تیار کریں جو ملک کے اندر اور ملک سے باہر ہماری ترقی کے سلسلہ میں ہماری مدد کر سکیں ۔ اور وہ خود کفیل بھی بن جائیں ۔

اس کے بعد ایک دلچسپ ٹریننگ سکیم ہے جو کافی عرصہ سے ہمارے ملک میں بھی چل رہی ہے ۔ پنجاب میں بھی چل رہی ہے ۔ اور چند اضلاع میں بھی چل رہی ہے ۔ وہاں سکول بنے ہیں مگر ورکروں کے رہنے کے لئے کوئی بندوبست نہیں ہے ۔ وہ بڑے پریشان حال ہیں ۔ وہ سارے صوبہ سے آتے ہیں ۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ ان کی تنخواہ بہت کم ہوتی ہے ۔ دو سو روپے پر ان کا گزارہ ہوتا ہے ۔ اور ساٹھ ساٹھ روپیہ ان کے مکان کا کرایہ ہوتا ہے ۔ پہلے تو ہمارے پاس دو تین سکول تھے اب محکمہ تعلیم نے محکمہ محنت کو تیرہ سکول اور دے دئے ہیں ۔ اب ان کی افادیت اور بڑھ گئی ہے ۔ ہماری کمیٹی کی یہ تجویز ہے کہ ان کو مزید مالی امداد دی جائے ۔ ان کو چلانے کا ایک علیحدہ ادارہ بنا ہوا ہے ۔ محکمہ محنت کے توسط سے ان کو مزید مالی امداد دی جائے ۔ جس سے وہ فنی ادارے چلا سکیں ۔ ورکروں کی تربیت اور سہولت کا بھی انتظام کیا جائے ۔ اور ان کے وظیفے میں بھی مزید اضافہ کیا جائے ۔ اب وظیفہ کوئی پندرہ یا بارہ سال پہلے کا تجویز کردہ چلا آ رہا ہے جو ڈیڑھ سو یا دو سو روپیہ ہے ۔ یہ وظیفہ بہت تھوڑا ہے ۔ اور وظیفے کی رقم جو مالکان ورکرز کو دیں ان کو ٹیکس میں چھوٹ دی جائے ۔ تاکہ وہ بھی پریشان نہ ہوں ۔ اور وہ خوشی سے اس اضافے کو قبول کر لیں ۔

آخری بات یہ ہے کہ میری کمیٹی اس امر پر اطمینان کا اظہار کرتی ہے کہ ہنر مند افراد کی قلت دور کرنے کے لئے اور ان کے معیار کو بلند کرنے کے لئے محکمہ تعلیم نے تیرہ پیشہ ورانہ ادارے محکمہ محنت کے سپرد کر دئے ہیں ان کو مزید مالی امداد دی جائے۔ تاکہ محکمہ محنت کے ٹیکنیکل ٹریننگ اداروں کو بین الاقوامی معیار پر لایا جائے۔

الاؤنسر۔ لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ سبجیکٹ کمیٹی کی کنوینر بیگم سیدہ عابدہ حسین صاحبہ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین (کنوینر کمیٹی برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ) ۔ جناب گورنر پنجاب ، معزز خواتین و حضرات ! جب بھی کسی ملک کی ترقی کا جائزہ لیا جاتا ہے تو اس میں جو مختلف کرائٹیریا استعمال کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک کرائٹیرین یہ ہوتا ہے کہ اس ملک کے باشندے جو غذا لیتے ہیں اس میں اینیمل پروٹین کتنی استعمال ہوتی ہے کیونکہ سائنس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اینیمل پروٹین کی Intake سے انسان کی ذہنی اور جسمانی تندرستی کا براہ راست ایک تعلق ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم جو پنجاب کے خطے سے وابستہ لوگ ہیں یہاں بسنے والے ہیں ۔ ہمارے بزرگ جو غذا استعمال کرتے تھے ان کا diet اینیمل پروٹین پہ based تھا لیکن آج سے سو ڈیڑھ سو سال قبل جب انگریز اس برصغیر میں داخل ہوا اور انہوں نے اپنا آبادی نظام یہاں بنایا تو اس نے ہمیں Coarse grain diet کے اوپر منتقل کر دیا۔ یہ پنجاب کے ساتھ granary بنانے کی انگریز نے for the whole of the sub-continent کوشش کی ۔ نتیجہ کیا ہوا کہ ہمارے بزرگ ہمارے دادا پردادا جو قد کاٹھ کے تھے جو صحت ان کی ہوتی تھی وہ آج ہماری نہیں ہے ۔ اور خاص طور پر جو ہمارے بچے ہیں ان کی صحت پر اس diet switch کا براہ راست اثر ہوا ہے ۔ ہم جب لائیوسٹاک کی بات کرتے ہیں تو ذہنوں میں یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ لائیو سٹاک کو ہم نے نہ صرف ترجیح نہیں دی ہے بلکہ اس کو recognition بھی آج سے پانچ چھ سال قبل ملی ہے ۔ صوبہ پنجاب محکمہ لائیو سٹاک آج سے شاید پانچ یا چھ سال قبل

بنایا گیا اور فیڈرل لیول پر ابھی تک وہ محکمہ زراعت کا ایک ڈویژن ہے اور محکمہ زراعت جس ذہن پر لگا ہوا ہے وہ coarse gr ıins کی پروڈکشن کے ٹارگٹ کی کمی پوری کرنا ہے - میں تو یہ کہنے کی جسارت بھی کروں گی کہ صوبائی سطح پر جو محکمہ لائیو سٹاک کا ہے یہ ایک یتیم خانہ سا ہے - اس کو جو توجہ ملنی چاہئے - اس کی جو افادیت ہے اس کی جو اہمیت ہے اس کے پیش نظر اسے نہیں مل رہی ہے - یہ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ حالات میں اس محکمہ پر غور کیا جائے - ہم اس جذبے سے اس کے قدردان ہیں -

حال ہی میں مجھے چین جانے کا اتفاق ہوا - وہاں کی جو موجودہ حکومت ہے اس کی grain modernization جو ہے اس پر وہ بہت زور دے رہی ہے - وہ جب بھی اپنی زرعی modernization کے سلسلے میں گفتگو کرتے ہیں وہ اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ ہم نے ایک بنیادی غلطی کی کہ پچھلے تیس سال میں ہم نے اپنی زراعت میں صرف پروڈکشن پر زور دیا - اور یہ زراعت کی جو sub-sidiary لائیو سٹاک کی انڈسٹری ہے یا پولٹری - ڈیری اور فشریز کو انہوں نے Negleat کیا - اور ہم نے اپنی فارم ماڈرنائزیشن میں ایگریکلچر کو نمبر ایک قرار دیا اور ایگریکلچر میں لائیو سٹاک ڈویلپمنٹ کو نمبر ایک قرار دیا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے وہ جو شاندار ملک ہے اس کے بہت سے منصوبہ جات کامیاب ثابت ہوئے ہیں -

حضور والا ! جب ہم لائیو سٹاک کی بات کرتے ہیں تو ہمیں کچھ اس تلخ حقیقت پر بھی غور کرنا پڑتا ہے کہ حکومت پاکستان کی طرف سے ایک تو یہ محکمہ دیر سے بنا دوسرے یہ اس چیز کی نشاندہی ہے کہ لائیوسٹاک کے محکمہ کو کوئی اہمیت نہیں ہے - کیونکہ لائیوسٹاک کون پالتا تھا - زمیندار پالتا تھا - جس زمیندار کی دشمنی میں گزشتہ پچیس سال ہمارا خاص طور پر افسران کا ذہن مبتلا رہا ہے - ان کے ذہن میں یہ تھا کہ زمیندار اپنی زمینوں کو بچانے کے لئے فارم بناتے ہیں ان کی زمینوں کو ختم کرو اور یہاں پر سرکاری فارم بناؤ - فارم تو بن جاتے ہیں عملہ آ جاتا ہے مگر guide line نہیں ہوتی - گائے - بھینسیں نہیں ہوتیں - یا زمیندار جانور پالا کرتے تھے یا

پنجاب کا بے زمین کسان جو کہ ہماری آبادی کا ایک بھاری حصہ ہیں ۔ وہ جانور پالتے ہیں ۔ اور وہ بے چاری دیہاتی عورت یا بے چارہ بے زمین دیہاتی کسان جو کہ اپنی بھینسیں یا اپنی گائے کے سہارے اپنی زندگی بسر کرتا ہے اس کو ہم کسی شمار میں ابھی نہیں لاتے ۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ ہم ان کو تسلیم ہی نہیں کرتے ۔ ان کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے ۔ ڈاکٹر ہاشمی صاحب ہمیشہ بھینس کے اوپر بہت دلچسپ گفتگو کرتے رہتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ کتنا مفید جانور ہے اور کتنا کمال کا جانور ہے ۔ بھینس کے ساتھ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے ہاں جو گائے ہے یا ہماری جو بھیڑ بکریاں ہیں اور ان کے ساتھ ٹیڈی بکریاں جو انٹروڈیوس ہوئی ہیں ، اپنے ان تمام جانوروں کو کوالٹی کے لحاظ سے مدنظر رکھتے ہوئے ، ہم کتنا کم veterinary cover provide کرتے ہیں ، کتنا کم insentive لوگوں کو دیتے ہیں ، اس کے باوجود ہمارے ہاں ابھی تک دودھ اور گوشت کی کمی کا بحران نہیں آیا ۔ اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں اگر اس صورت حال کا صحیح معنوں میں جائزہ لینا ہے تو یہ سوچنا ہوگا کہ اگر ہم نے اس زرعی شعبے کے حصے کو قبل از وقت منصوبہ بندی کے ذریعے فروغ نہ دیا تو خدا نخواستہ ، خدا نخواستہ آئندہ حالات میں جیسا کہ ہماری آبادی بڑھ رہی ہے تو یہاں یہ دودھ اور گوشت کی کمیابی ہونے کا اندیشہ ہوگا ۔ جو ہمارا low protein diet بنا ہوا ہے ، وہ محدود ہو جائے گا ۔ تو اس لیے ہم نے اپنی کمیٹی میں جو غور و خوض کیا ہے اس میں بنیادی قسم کی تکلیفوں کے حل کے سلسلے میں یہ سوچا تھا کہ بجائے اس کے کہ ہم حکومت سے مالگیں تانگیں کہ ہمیں یہ دے دو اور وہ دے دو ۔ جیسے ہم جانتے ہیں کہ حکومت کے وسائل محدود ہوتے ہیں اور ہر محکمے کا دوسرے محکمے سے فنڈز حاصل کرنے کے لیے مقابلہ ہوتا ہے ہم نے یہ سمجھا کہ حکومت پنجاب کو ہم یہ تجویز کریں کہ حکومت پنجاب کے جو رقبے "سٹیٹ لینڈز" دستیاب ہیں ، جب ان سٹیٹ لینڈز کی الاٹمنٹ ہوتی ہے ، خواہ وہ ٹینڈر کیا جاتا ہے ، یا کسی سکیم کے تحت کیا جاتا ہے خواہ حقوق ملکیت کے تحت ان کو تقسیم کیا جاتا ہے تو یہ سٹیٹ لینڈز کی جو الاٹمنٹ ہوتی ہے ، اس الاٹمنٹ کا یہ

criteria طے کیا جائے کہ جو شخص اتنے جانور اتنے رقبے پر پالے گا اس کو یہ رقبہ الاٹ ہوگا ۔ لیکن اس وقت جو کلیہ ہے وہ شفٹنگ ہے ۔ اور الاٹمنٹ کا سلسلہ ہمارے نظام کی بدعنوالیوں کا مسلسل شکار رہتا ہے ۔ تو یہ ان بدعنولیوں کے راستے میں بھی رکاوٹ پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہوگا اور اس کے ساتھ یہ ہوگا کہ ہمارے ہاں جو land hunger ہے وہ اس نوعیت کا ہے کہ جب آپ کسی کسان کو کہتے ہیں کہ میاں ، تمھیں بارہ ایکڑ زمین کاشت کرنے کے لیے ملے گی بشرطیکہ تم تین گائے پالو تو وہ اعداد و شمار کے مطابق بارہ چودہ ہزار روپیہ ہوگا اور وہ خوشی سے اتنا سرمایا لگائے گا ، کیونکہ بہر صورت پٹواری اور گرداور کو اور تحصیل دار کو تو ویسے بھی اس نے وہ سرمایا دینا ہی ہوتا ہے تو وہ کیوں نہیں کرے گا ؟ وہ گائے پر خرچ کرے گا ۔ اب اس میں اگر محکمہ لائیو سٹاک یہ طے کرے کہ صوبے کے کون سے علاقوں میں کون سے جانور بہتر طور پر پل سکتے ہیں تو لینڈ اینمل تناسب طے کیا جائے ۔ اس کلیہ کو لاگو کرنے کے ذریعے میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا آئندہ لائیو سٹاک گارنٹی ہو سکتا ہے ۔ اس کے بعد اسی نکتے کی وضاحت میں ، جو نمبرداری اور پٹے پر رقبہ دیا جاتا ہے ان کو بھی کیٹیگری میں شامل کیا جائے ۔

آگے بڑھ کے ہم نے یہ تجویز کی ہے کہ چونکہ گوشت اور دودھ کی کاسٹ آف پروڈکشن ہائی ہے اور ہائی ہوتی چلی جا رہی ہے ۔ اس لئے جو قیمتوں پر کنٹرول impose ہوتا ہے اس میں سیلنگ پرائس اور پروڈکشن پرائس میں صحیح توازن قائم ہونا چاہیے ۔ کیونکہ اس توازن کو قائم کرنے کے بغیر لائیو سٹاک فارمنگ ترقی نہیں کر سکے گی ۔

اس کے بعد یہ طے ہوا کہ جو پنجاب لائیو سٹاک ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے حوالے رقبے کیے گئے ہیں ۔ وہ جس مقصد کے لیے مہیا کیے گئے ہیں وہ مقصد پورا ہو اور وہاں خاص تعداد میں جانور پالے جائیں ۔ معلوم یہ ہوا کہ پنجاب لائیو سٹاک ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے حضور والا نے ایک evaluation committee قائم کی ہے ۔ ہماری کمیٹی

کی سفارش ہے کہ چودھری عبدالرشید صاحب ، وائس چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل بہاول پور ، جو کہ ہماری کمیٹی میں شامل تھے ان کو اس evaluation committee کا ممبر بنایا جائے تاکہ اس کونسل کو مطلع کیا جا سکے کہ یہ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ جس پہ بہت سا سرمایہ خرچ ہوا ہے ، آیا اس کی ضرورت ہے یا نہیں ۔

آگے بڑھ کے یہ سوچا گیا کہ دودھ کی جو پرچیز پرائس اور سیلنگ پرائس ہے ، اس میں price differntial اس وقت دو تا اڑھائی روپیہ ہے جو کہ ظاہر ہے کہ بہت زیادہ ہے ۔ milk producer کو اس کی قطعی کوئی ترغیب نہیں ہے ۔ تو اس price differntial کو کم کرنے کے لیے اور ایک تا دو روپے تک لانے کے لیے حکومت سے استدعا ہے کہ اس کی کوئی مناسب تجویز بنائی جائے ۔

اس کے بعد گزارش ہے کہ زرعی ترقیاتی بنک اور دیگر کمرشل بنک جو زرعی قرضہ جات دیتے ہیں وہ لائیو سٹاک کی حوصلہ افزائی کے لیے قرضہ جات دیں ۔ اور لائیو سٹاک جو ہے ، اس کو pledge کرنے کی صورت ممکن ہو سکے ۔ گو کہ بینکر یہ دلائل دیں گے کہ یہ moveable پراپرٹی ہے ۔ لیکن اس کا مناسب سد باب اس طرح سے کیا جا سکتا ہے کہ کوئی گارنٹی وغیرہ اگر وہ furnish کریں ؟ بہر حال اگر کاشت کار کو قرضہ جات کی سہولت ملے تو یہ اس کے لیے لائیو سٹاک ڈویلپمنٹ کی طرف بڑھنے کی ایک ترغیب ہو گی ۔

اس کے بعد ملتان کے علاقے میں ایک وول ھیئر اور مٹن پروڈکشن سکیم جاری کی گئی تھی ۔ غالباً اس کی کوئی میعاد تھی ، آٹھ سال کی ۔ تو وہ ختم ہو رہی ہے ۔ گزارش ہے کہ اس سکیم کو ختم نہ کیا جائے ۔ اس کی وقت کے لحاظ سے میعاد بڑھا دی جائے ، کیونکہ یہ محکمے کے اہلکاروں کا بھی اور اس کمیٹی کے ان رکن کا بھی جو کہ اس سکیم سے واقف ہیں ، یہ نظریہ تھا کہ یہ سکیم اچھا کام کر رہی ہے اور ریزلٹ دے رہی ہے ۔

اس کے بعد گائے بھینس سے ہٹ کر پولٹری کے سلسلے میں بات کرتے

ہوئے یہ کہنا مناسب سمجھتے ہیں کہ پولٹری انڈسٹری اس صوبے کا وہ حصہ ہے جس نے صحیح معنوں میں پچھلے پندرہ بیس سالوں میں ترقی کی ہے اور اب یہ انڈسٹری مارکیٹ اکانومی کا ایک حصہ بن چکی ہے ۔ اس سلسلے میں استدعا ہے کہ ڈپٹی کمشنر جو انڈوں اور پولٹری برڈز کی موومنٹ پر پابندی عائد کرتے ہیں ، اس کے ساتھ شاید قیمت پر بھی پابندی ہوتی ہے تو یہ اس انڈسٹری کے فروغ کے سلسلے میں ایک رکاوٹ کا باعث بنتی ہے ۔ اس پہ غور کیا جائے ۔

اس کے بعد جہاں تک veterinary cover کا تعلق ہے ، veterinary cover ہمارے پاس ہے اس کے وسائل بھی محدود ہیں اور اس کا network بھی ۔ اس کے ساتھ ایک مزید تکلیف محسوس کی جاتی ہے اور وہ یہ کہ جب ویٹرنری میڈیسنز خریدی جاتی ہیں تو ٹنڈر سسٹم apply ہوتا ہے ۔ جو بڑی کمپنی low ٹنڈر دیتی ہے اس کی drugs خریدی جاتی ہیں ۔ اب اکثر اوقات جو ماضی میں حالات پیدا ہوئے ہیں وہ کچھ ایسے رہے ہیں کہ کوئی ہنگری کی کمپنی ہے اور کوئی پولینڈ کی کمپنی ہے اور اس طرح وہ ٹنڈر دیتے ہیں تو ان سے ویٹرنری میڈیسنز خریدی جاتی ہیں ۔ اور ان drugs کی potency and efficiency اکثر وہ نہیں ہے جو کہ شاید جرمنی یا انگلستان کی drugs کی ہو ۔ تو اس سلسلے میں چونکہ ہمارے ہاں سب Tropical diseases اور epidemic اور اتھرا اس قسم کی بیماریاں وقتاً فوقتاً آتی ہیں اس لیے جب تک ہماری veterinary drugs میں کوئی طاقت نہیں ہوگی ہمیں نقصان ہوگا ۔ اور ہوتا رہا ہے ۔ اس سلسلے میں استدعا ہے کہ حکومت اس پر غور کرے ۔ وہ جو low ٹنڈر والی بات ہے اس کا مناسب حل کیا جائے ۔

آگے بڑھ کر جانوروں کی غذا کے سلسلے میں یہ ایک حقیقت ہے کہ جو Agro-industrial waste ہے ۔ اور bi-products ہیں ۔ ان کو اگر صحیح معنوں میں استعمال کیا جائے تو جانوروں کو غذا میں بہت سا سہارا ملتا ہے اور اس قسم کی کوئی ہمارے ہاں صنعت نہیں ہے ۔ اس قسم کی صنعت بنانی مناسب ہوگی ۔

جو فشریز کا شعبہ ہے یہ لائیو سٹاک کا ایک حصہ ہے۔ اس پر ایک کروڑ اور تیرہ لاکھ روپیہ خرچ ہو رہا ہے لیکن ابھی تک فشریز کے ادارے کی کوئی کارکردگی نہیں ہے۔ اور کمیٹی کا یہ خیال تھا کہ یا تو فشریز کا محکمہ کارکردگی دے یا اس کی funding کو کم کیا جائے۔ اور اس کو کسی اور ہیڈ کے تحت تبدیل کر دیا جائے۔ کیونکہ محض اس لیے کہ دنیا کے اور ممالک میں فشریز ہوتی ہے ہم بھی ایک بورڈ بنا لیں اور دفتر لگا لیں تو اس سے مقصد پورا نہیں ہوتا۔

ہمارے پنجاب کے چیف اکاونٹنٹ نے بڑی معلوماتی تقریر کی ہے کہ ہمارے صوبے کی معاشی منصوبہ بندی آئندہ مالی سال میں کیا ہو گی۔ انہوں نے اس کے لیے ہمیں اعداد و شمار دئے ہیں۔ ان کے اعداد و شمار سے ہم عامل لوگوں کو کچھ یہ تاثر ملا کہ لائیو سٹاک کی funding میں رواں مالی سال اور آئندہ مالی سال میں بہت اضافہ ہوا ہے لیکن جب بات کی تہ تک پہونچنے کی کوشش کی گئی تو معلوم ہوا کہ 80 ـ 1979 مالی سال اور 81 ـ 1980 مالی سالی میں کل 17 لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا ہے۔ جو کمیٹی کا خیال تھا کہ یہ بہت قلیل رقم ہے اور کمیٹی کی استدعا حکومت پنجاب سے یہ ہے کہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔

آخر میں حضور والا۔ اس ایوان سے سمع خراشی کی اجازت لیتے ہوئے اس کونسل کی ایک منتخب کردہ رکن کی حیثیت سے میں یہ کہنا اپنا فریضہ سمجھتی ہوں کہ ماضی کے تلخ تجربوں سے ہمیں سبق سیکھنا چاہئے۔ ہمیں خوشامد درآمد کی روایت میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ ہم جو ڈسٹرکٹ کونسل کے نمائندے منتخب ہوئے ہیں۔ جن پہ قوم نے بھروسہ کیا ہے ہمارا عمل ہی ہمارا ضامن ہو سکتا ہے۔ اگر ہم صحیح معنوں میں جہاں جہاں منتخب ہوئے ہیں وہاں کام کرنے پر راضی ہوں اور سیاسیات کے الجھاؤ میں ہم نہ پھنسیں گے تو میں سمجھتی ہوں یقیناً یہ بلدیاتی اداروں کے فروغ میں جمہوریت کی طرف پہلا قدم بن سکے گا اور قوم تسلیم کرے گی کہ یہ کتنا صحت مند نظام ہے۔ لیکن زبانی جمع خرچ اور خوشامد درآمد اور یہ تمام سلسلہ جس کا ہم

25 سال شکار رہے ہیں اگر ہم لوگ جو لوگوں کا ووٹ لے کر اب آئے ہیں ہم بھی اسی کا شکار ہو گئے تو ہم کتنے ایوانوں میں کیوں نہ بیٹھیں قوم ہمارے اور بھروسہ نہیں کرے گی ۔ آپ حضرات کا بہت بہت شکریہ ۔

اناؤنسر ۔ زکواۃ و سماجی بہبود کی سبجیکٹ کمیٹی کی کنوینر محترمہ بیگم نصرت مقبول صاحبہ اپنی کمیٹی کی سفارشات ایوان میں پیش کریں گی ۔

بیگم نصرت مقبول (کنوینر کمیٹی برائے زکواۃ و سماجی بہبود) ۔ معزز چیئرمین و شرکاء کونسل ۔ بیشتر اس کے کہ میں اپنی کمیٹی کی سفارشات جس کی ذمہ داری مجھ پر سونپی گئی ہے آپ کے سامنے پیش کروں میں آپ کے سامنے قرآن حکیم کی ایک آیت پیش کرتی ہوں ۔

کلا بل لاتکرمون الیتم ولا تحضون علی طعام المسکین و تا کلون التراث اکلالما ۔ و تحبون المال حبا جما ۔

(تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے اور میراث کا مال کھاتے ہو اور مال نہایت عزیز رکھتے ہو) جب دوزخ حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا کہ کاش میں نے اپنی جاودانی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا تو اس دن اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔ سو یہ امر زندگی کا کام ہے کہ خدمت خلق کی جائے اور معاشرتی بہبود کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے ۔

محترم گورنر صاحب ۔ اس سے بیشتر کہ میں اپنی کمیٹی کی سفارشات پیش کروں یہ امر باعث مسرت ہے کہ آج پنجاب کونسل کے پہلے اجلاس کے انعقاد کے ذریعہ ہم نے جمہوریت کی جانب ایک اور مثبت قدم اٹھایا ہے ۔ بلدیاتی اداروں کے انتخابات اور اسلام آباد میں بلدیاتی نمائندوں کے کنونشن کے پس منظر میں حکومت کی جانب سے پنجاب کونسل کی تشکیل حکومت کی جمہوریت پسندی کی واضح دلیل ہے ۔ اور اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ ماضی کے تجربات کے پیش نظر جمہوریت کی مرحلہ وار بحالی میں حکومت کے عزائم عملی اور تعمیری ہیں ۔ جس کے لیے معاشرتی بہبود و زکواۃ کمیٹی کے اراکین حکومت کے انتہائی شکر گزار ہیں ۔ پنجاب کونسل اپنی تشکیل

اور ترتیب کے اعتبار سے صحیح معنوں میں نمائندہ تنظیم ہے جس کے تمام تر ارکان کو خواہ وہ منتخب ہیں یا نامزد اپنے اپنے حلقہ کے لوگوں کی تائید و حمایت اور نمائندگی کا حق حاصل ہے ۔ یہ ارکان اپنے اپنے علاقے کے مسائل کا علم اور احساس رکھتے ہیں اور انہیں حل کرنے میں بہت زیادہ مد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں ۔ جیسا کہ گورنر پنجاب نے ایک حالیہ بیان میں فرمایا تھا کہ آج جو ہم اکٹھے ہوئے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ مل بیٹھ کر ہم صوبہ کی ترقی کے لیے کچھ فکر و عمل کرنا چاہتے ہیں ۔ لہذا موقع کی مناسبت سے یہ کمیٹی تجاویز پیش کرتی ہے ۔

1 ۔ پنجاب کونسل کے مفید تر مقاصد زیادہ بہتر طور پر حاصل کرنے کے لیے ضروری ہوگا کہ اس کا اجلاس ہو جیسے دو یا زیادہ سے زیادہ تین ماہ بعد ضرور بلایا جائے باہمی مشاورت اور ایک دوسرے کے مسائل سے آگہی اور تجربات کا تبادلہ اسلام کے احکام کے عین مطابق ہے اور اسلامی تدبر اور حکمتِ عملی کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے ۔

2 ۔ صوبے کے لیے جو بھی نئے قوانین وضع کئے جائیں اس کے لیے پنجاب کونسل کو اعتماد میں لیا جائے ۔

3 ۔ لوکل کونسل کے حلقہ اختیار کے علاوہ حکومت کی سطح پر بھی جو ترقیاتی منصوبے بنائے جائیں ان میں پنجاب کونسل کی مشاورت ضرور قرار دی جائے ۔

اس کمیٹی نے محکمہ جات معاشرتی بہبود و زکواۃ کے اغرض و مقاصد و کارکردگی کا بغور جائزہ لیا اور اس سے اتفاق کیا کہ معاشرتی شعور کی بیداری ، رضاکار اداروں کی رہنمائی ، خواتین کی اقتصادی بہتری ، یتاموں ، غربا اور معذور افراد کی اقتصادی امداد اور معاشرتی برائیوں کا قلع قمع ، جن کے لیے محکمہ معاشرتی بہبود کام کر رہا ہے انتہائی ارفع مقاصد ہیں ۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے محکمہ مذکور نے بیوگان ، یتاموں اور غریب خواتین کے لیے دارالفلاح ، دارالامان ، ڈے کیئر سنٹر ، ہوسٹل برائے خواتین اور صنعت زار جیسے ادارے

قائم کئے ہیں ۔ جہاں ان خواتین کو مختلف ہنر سکھا کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنایا جاتا ہے ۔

کمیٹی نے مندرجہ ذیل سفارشات برائے غور مرتب کیں ۔

1 ۔ معاشرتی بہبود کی سرگرمیوں کو ایک تحریک کی شکل دینے کے لیے مختلف اقدامات کا جائزہ لیا جائے ۔

2 ۔ خواتین کو معاشرہ میں ان کے جائز حقوق دلوانے کے لیے مثبت اقدامات کئے جائیں ۔ خاص طور پر آج کل خواتین ملازمت کے میدان میں پیش پیش ہیں ۔ ان کی تقرری کے سلسلے میں موثر انتظامات کئے جائیں ۔ تا کہ خواتین کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے ۔

3 ۔ سرکاری اداروں کے کارکنان اور رضا کار فلاحی تنظیموں کے اراکین کے مابین زیادہ رابطہ قائم کیا جائے ۔

4 ۔ معاشرتی بہبود کے پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لیے ضروری ہے کہ مستحقین اور ان کے مسائل کے بارے ہیں اعداد و شمار جمع کئے جائیں ۔

5 ۔ محکمہ معاشرتی بہبود جو کام کر رہا ہے اس کی مختلف ذرائع ابلاغ سے اور محکمہ کے اپنے اداروں کے ذریعہ خاطر خواہ تشہیر کی جانی ضروری ہے ۔

6 ۔ معاشرتی بہبود کی تنظیم کو زیادہ فعال اور موثر بنانے کے لیے سفری سہولیات اور عملہ کی بہتر شرائط ملازمت کے ذریعہ خاطر خواہ حوصلہ افزائی کی جائے ۔

7 ۔ سماجی برائیوں کے انسداد کے سلسلہ میں بلدیاتی اداروں کے اراکین اور محکمہ معاشرتی بہبود کے رابطہ کو نہایت مستحکم بنانا ضروری ہے ۔ تا کہ وہ بری رسوم مثلاً جہیز کی نمائش ، قمار بازی ، ناجائز منافع خوری اور شادی بیاہ پر بے جا اسراف

گداگری ، منشیات ، رشوت سرکاری یا بلدیاتی اداروں میں کمشن سسٹم ، ملاوٹ وغیرہ کے خلاف جہاد کر سکیں ۔

کمیٹی نے محکمہ زکواۃ و عشر کی کارکردگی کا بغور جائزہ لیا ہے ۔ اس ضمن میں اراکین کمیٹی نے محسوس کیا ہے کہ کل کمیٹیوں کی تشکیل جن کی تعداد صوبے میں بیس ہزار سے بھی زائد ہے ۔ ان کمیٹیوں کے اراکین کی تربیت کے بارے میں اب تک جو پیش رفت کی گئی ہے وہ باوجود ناساعد حالات کے نہایت قابل ستائش ہے ۔ کمیٹی نے نظام زکواۃ و عشر کے نفاذ کو موجودہ حالات میں جب کہ اسلامی اقدار کو ترویج دینا نہایت ضروری ہے ۔ ایک لازمی قدم سمجھا ہے ۔ اس ضمن میں کمیٹی کی سفارشات مندرجہ ذیل ہیں ۔

1 ۔ اس ضمن میں اب آپ آئیے زکواۃ کی طرف ۔ واقیمو الصلوۃ و اتو الزکواتہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نماز فرض کی گئی ہے جو اللہ کے دئے ہوئے مال کو اس کی راہ پر خرچ کریں وہی بامراد اور کامیاب ہوں گے ۔ زکواۃ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہمارے ملک کا قانون انکم ٹیکس ہے ۔ ایک تو یہ انکم ٹیکس سب سے بڑی رشوت کی لعنت کا سبب ہے ۔ جو نجی خزانوں میں دن بدن اضافہ کرتا چلا جاتا ہے ۔ اور حکومتی خزانے کو اس وجہ سے سخت نقصان پہنچتا ہے ۔ معاشرے میں طرح طرح کی برائیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں تو انکم ٹیکس کے لیے فوری طور پر قدم اٹھایا جانا چاہیے اور زکواۃ اور عشر کے نظام کو بغیر کسی تاخیر کے حتمی شکل جو کہ شریعت کے مطابق ہو دینی چاہیے ۔

زکواۃ کا نظام اللہ تعالیٰ نے اس طرح کا بنایا ہے کہ 40 سال میں پوری دولت زکواۃ میں منتقل ہو سکتی ۔

2 ۔ اس نظام کی ترویج کے لیے ضروری ہے کہ مختلف سطحوں پر جو کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں ان کے اراکین کی حوصلہ افزائی کی جائے

اور بلدیاتی اداروں کے اراکین کے ساتھ پورا تعاون کرنے کے لیے لائحہ عمل مرتب کریں ۔

3 ۔ مرکزی و صوبائی سنسر بورڈوں میں محکمہ معاشرتی بہبود و زکواۃ کو نمائندگی دی جائے ۔ اور ٹیلیویژن و ریڈیو کے پروگراموں کی تشکیل کے لیے ان کی مشاورت طلب کی جائے ۔

4 ۔ عشر کی تشخیص اور وصولی کے لیے ایک قابل عمل ، قابل فہم اور آسان طریقہ کار وضع کیا جائے تا کہ دیہی علاقوں کے مالکان اراضی کسی پریشانی یا ناقابل برداشت مالی بوجھ سے دو چار نہ ہوں ۔

5 ۔ کمیٹی پرزور سفارش کرتی ہے کہ عشر کی تشخیص متعین شرح کی بنا پر کی جائے تا کہ عشر کمیٹیاں اس میں کوئی ایسی الجھن پیدا نہ کر سکیں ۔ جو متعلقہ اشخاص کے لیے تکلیف کا باعث بنے اور موجودہ اخراجات جو کہ زرعی میدان میں ایک مالک اراضی کے ذمہ ہیں عشر کی ادائیگی اس کے لیے بوجھ ثابت نہ ہو ۔ ساتھ ہی ساتھ یہ طریقہ کار شریعت سے کسی صورت میں متصادم نہ ہو ۔

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی ذات اقدس جو سراج السالکین مصباح المقربین محب الفقروالغربا والمساکین ۔ راہ خدا پر چلنے والوں کے چراغ ، مقربوں کے رہنما ، محتاجوں غریبوں اور مسکینوں سے محبت رکھنے والے ہیں ۔ ہمیں اللہ تعالیٰ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے ۔

میں کمیٹی کی طرف سے دوبارہ حکومت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس نے ہمیں پنجاب کونسل کی تشکیل کا اہتمام کرکے ، آپس میں نہایت مفید اور معلومات افزا تبادلہ خیالات کا موقع دیا ہے اور عوام کی صحیح ترجمانی کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم فراہم کیا ہے جو کہ ملک اور قوم کے لیے یقیناً مفید ثابت ہوگا ۔ شکریہ

سید علی رضا شاہ (کنوینر کمیٹی برائے مواصلات) نہ جناب والا ـ میں اپنی رپورٹ طبیعت کی خرابی کی وجہ سے مکمل پیش نہیں کر سکا تھا ـ براہ مہربانی اب مجھے بقایا رپورٹ پیش کرنے کی اجازت فرمائی جائے ـ

جناب چیئرمین ـ اجازت ہے ـ

سید علی رضا شاہ ـ عزت مآب ـ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ تعمیراتی کام کا معیار بلند کیا جائے ـ سڑکوں کی تعمیر کا موجودہ طریقہ بدلا جائے تاکہ زیادہ ٹریفک اور بڑھتی ہوئی سیم و تھور سے سڑکیں خراب نہ ہوں ـ تعمیراتی کام کا معیار بلند رکھنے کی غرض سے ضلع کونسل کے نمائندوں اور محکمہ کے ماہرین پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو وقتاً فوقتاً موقعہ پر جا کر کام کا جائزہ لیں اور غیر معیاری کام کی نشاندہی کریں ـ ناقص کارکردگی کی صورت میں ایسے قوانین مرتب کئے جائیں کہ اس سے ذمہ دار افراد اور متعلقہ عملہ کو جرمانے اور دیگر سزائیں فوری طور پر دی جا سکیں ـ کیونکہ قومی سرمائے کا ضیاع اور خرد برد قوم اور ملک سے غداری کے مترادف ہے ـ

منصوبہ بندی کے وقت پرانی سڑکوں کی مناسب مرمت اور دیکھ بھال کو نئی سڑکوں کی تعمیر پر ترجیح دی جائے تاکہ پہلے سے خرچ شدہ سرمایہ کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکے ـ

نیشنل ہائی وے بورڈ سے پر زور مطالبہ کیا جائے کہ قومی تحویل میں لی گئی سڑکوں کے لیے مطلوبہ رقم فراہم کرے تا کہ یہ سڑکیں ٹریفک کے موجودہ تقاضوں پر پوری اتر سکیں ـ موٹر وہیکل اور ٹول ٹیکس وغیرہ سے حاصل شدہ رقوم کا بیشتر حصہ سڑکوں کی دیکھ بھال اور تعمیر و ترقی پر ہی خرچ کیا جائے ـ

جو منصوبے منظور کئے جائیں ان کے لیے رقم بھی مختص کر لی جائے ان کا کام فوری طور پر شروع کرنے اور بر وقت تکمیل کے لیے حکم صادر فرمایا جائے تا کہ عوام جلد سے جلد حکومت کی طرف سے دی گئی سہولتوں سے مستفید ہو سکیں ـ

عالی مقام ! دریائے چناب پر طالب والا کے مقام پر پل تعمیر کیا جائے کیونکہ یہ منصوبہ مدتوں سے کھٹائی میں پڑا ہوا ہے ۔ اس پل کی تکمیل سے سرگودھا اور میانوالی کے اضلاع کو بہتر سفر کی سہولتیں مہیا ہو سکیں گی ۔

جناب عالی ! جہاں شہری آبادی کو ٹیلیفون جیسی سہولتیں آسانی سے دستیاب ہیں وہاں اس کے برعکس دیہاتی آبادی اس نہایت ضروری سہولت سے محروم ہے لہذا کمیٹی یہ تجویز کرتی ہے کہ ہر گاؤں میں نہ سہی کم از کم دیہی مراکز اور یونین کونسل کی سطح پر پبلک کال آفس کھولے جائیں اس سے دیہی علاقوں کی تعمیر و ترقی میں بڑی معاونت ہوگی ۔

عالی جاہ ! یہ کمیٹیاں جو جناب والا ۔ کے حکم سے تشکیل ہوئی ہیں ان سے مختلف محکموں کی کارکردگی کا جائزہ لیا جا سکے گا ۔ اس ضمن میں تجویز کیا جاتا ہے کہ ان کمیٹیوں کو زیادہ سے زیادہ فعال بنایا جائے تا کہ یہ اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب ہو سکیں ۔ کمیٹیوں کے اجلاس ماہانہ ہونے چاہیں تا کہ ممبران کام میں بھرپور دلچسپی لے سکیں ۔ جناب والا ۔ پہلی مرتبہ کمیٹی کا اجلاس گزشتہ روز ہوا ۔ انشا اللہ آئندہ زیادہ تحقیق کے ساتھ تجاویز کو مرتب کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

جناب والا ۔ میں معزز ایوان سے معذرت خواہ ہوں کہ پہلے بھی میں کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کے لیے حاضر ہوا تھا مگر طبیعت کی خرابی کی وجہ سے اپنی بات پوری نہ کر سکا ۔

مشیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) ۔ میں کنوینر حضرات سے دوبارہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ صرف کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے تک اپنے آپ کو محدود رکھیں ۔ پانچ سات منٹ میں وہ اپنی رپورٹ پیش کریں تقاریر کا سلسلہ شروع نہ کیا جائے ۔

اناؤنسر ۔ اب امداد باہمی کے کنوینر جناب عبداللہ روکڑی صاحب اپنی رپورٹ پیش کریں گے ۔

جناب عبداللہ روکڑی (کنوینر کمیٹی برائے امداد باہمی) ۔ جناب گورنر صاحب مشیر بلدیات و معزز خواتین و حضرات ! میں آپ کے سامنے کوآپریٹو سبجیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔ اس میں کل پانچ ممبر شامل تھے ان میں سے ایک میں ہوں دوسرے غلام حیدر کھچی چودھری غلام محمد ۔ خان محمد اور جاوید اقبال ۔

بجلی گرتی ہے تو ہمارے مسلمانوں پر ۔ جب میری باری آئی تو وقت بھی کم ہو گیا ہے ۔

جناب والا ۔ پنجاب میں انجمن ہائے امداد باہمی کی کارکردگی کے متعلق عرض کروں گا کہ تحریک امداد باہمی ایک ایسی تنظیم ہے جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لوگ رضاکارانہ طور اپنی انفرادی اور اجتماعی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے شامل ہوتے ہیں ۔ یہ تحریک ممبران کے معاشی استحکام کا ایک ذریعہ ہے ۔ اسی طرح سے محدود وسائل کے حامل افراد منظم ہو کر اپنی مدد آپ کے اصول پر ایسے اقتصادی اور معاشرتی مسائل کو حل کرتے ہیں جنہیں انفرادی طور پر ایسے افراد حل نہیں کر سکتے ۔ بر صغیر میں تحریک کی ابتدا کاشت کار کی اعانت کے لیے ہوئی جو ہندو ساہوکار کے پنجہ استبداد میں بری طرح پھنسا ہوا تھا ۔

جناب والا ۔ اب میں تھوڑے سے امداد باہمی کے وہ واقعات تمام ہاؤس کے گوش گزار کروں گا جو کہ امداد باہمی نے سر انجام دئے ہیں ۔ ہماری بد قسمتی ہے کہ امداد باہمی کو کوئی بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھتا میں سمجھتا ہو کہ امداد باہمی کے چند واقعات ایسے بھی ہیں جن سے لوگوں کو تکلیف پہنچی ہے لیکن مجموعی طور پر بہت امداد امداد باہمی نے کی ہے ۔ امداد باہمی کا مطلب کوئی محکمہ نہیں ہے کوئی چیز نہیں ہے ۔ جب ہم مل کر کوئی کام کریں تو اس کو امداد باہمی کہتے ہیں ۔

جناب والا ۔ جس وقت پاکستان بنا اس وقت اس ملک کی تمام معیشت پر ہندو چھایا ہوا تھا ۔ آپ کی چھوٹی چھوٹی انڈسٹریز ۔ آپ کی کاٹن فیکٹریاں ۔

آپ کی چاول کی چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں حتی کہ یہ خزانے ہندو کے پاس ٹھیکے پر تھے ۔ اس وقت آپ کے پاس کوئی بنک نہ تھا ۔ آپ کے پاس کسی قسم کا کوئی انتظام نہ تھا صرف یہی ایک امداد باہمی کے لوگ تھے یہی امداد باہمی کا محکمہ تھا جس نے آپ کے خزانے سنبھالے ۔ جس نے آپ کی چکیاں سنبھالیں ۔ جس نے تمام تکلیفیں اٹھا کر اربوں روپیہ کا مال جو بنکوں میں پڑا تھا بیت المال کی تحویل میں دے کر ملک کا اہم روپیہ بچا لیا ۔

جناب والا ۔ ہمارے اوپر مختلف طریق سے مختلف واقعات رونما ہوئے جس کے متعلق میں آپ کو مثالیں دیتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ راھوالی شوگر مل پہلے پہل ہمارے انتظام میں تھی ۔ جناب والا ۔ جب یہ کوآپریٹو سوسائٹی کے پاس تھی اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ grower بھی اس سوسائٹی کا ممبر تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ گنا مہنگا ہو یا سستا ہو grower کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ جو کھانڈ تیار ہوتی تھی اس میں بھی وہ حصہ دار تھا ۔ اسی شوگر مل میں مزدور بھی اس سوسائٹی کا ممبر تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ راھوالی شوگر مل جب بند ہو چکی تھی اس کو یہی سوسائٹی اوپر لے گئی ۔ جب اس کو اوپر لے گئی تو ہماری بد قسمتی ہے کہ اعلیٰ حکام کی نظر کرم اس پر پڑ گئی ۔ ہماری سوسائٹی کو معطل کر دیا گیا اور ایک نئی سوسائٹی یعنی سٹینڈرڈ بنک اور دو اور آدمیوں کی سوسائٹی بنا دی گئی ۔ تمام grower اور لیبر کو نکال دیا گیا اور یہ ان کے سپرد کر دی گئی ۔ وہ فیل ہوئی اس کے بعد گورنمنٹ نے لے لی ۔ ساتھ ایک کروڑ روپیہ بھی کوآپریٹو سوسائٹی کا لے لیا گیا ۔

جناب والا ۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ میرے تمام دوست تھکے ہوئے ہیں ۔ میں اپنی تقریر کو جلد ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ۔ بہر صورت مجھے کچھ کہنا ہی پڑے گا ۔

جناب والا ! اسی طرح میں آپ کو بتاؤں کہ یہ سوسائٹی اس وقت معرض وجود میں آئی جس وقت اس ملک میں کھاد کو پہچاننے والا ایک بھی آدمی نہ تھا ۔ اس سوسائٹی نے ایک ایک گھر اور ایک ایک کنبے کے پاس

کھاد پہنچائی ۔ جب یہ سوسائٹی کامیاب ہو گئی اور جب زمیندار سمجھ گئے کہ کھاد ہمارے لیے مفید ہے تو اس وقت سرمایہ دار ہمارے آگے آ گیا ۔ ہمیں تو پانچ فیصد منافع ملتا تھا اگر فگرز میں تھوڑا بہت فرق آ جائے تو میں معافی چاہتا ہوں ، لیکن سرمایہ دار کو چودہ فی صد کمیشن دیا گیا ۔ ہمارے متعلق یہ کہا گیا کہ کوآپریٹو والے یہ کام چلا ہی نہیں سکتے ۔ لیکن ہم نے تو کام کو چلایا ۔ ہم نے تو اس سے کروڑوں روپے کا خسارہ برداشت کیا ۔ لیکن وہ کام ہم سے چھین لیا گیا اور سرمایہ داروں کو دے دیا گیا ۔ میں یہ بات اس لیے بتا رہا ہوں کہ کبھی بھی کوآپریٹو سوسائٹی کو علیحدہ کام نہیں کرنے دیا گیا ۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی تلوار ہمارے اوپر لٹکی ہی رہی ہے اور ہمیشہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ عوام کا جو آدمی ہے وہ سخت بددیانت ہے ۔ یہ دیانت داری کر ہی نہیں سکتا اور جب تک کسی پر ڈنڈا نہ ہو وہ چل ہی نہیں سکتا ۔ جناب والا ۔ میں اس کے سخت خلاف ہوں ۔ اگر آئندہ کوآپریٹو سوسائٹی آپ چلانا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی علاج ہے ۔ اس کے لیے میری یہ تجویز ہے کہ جو بھی اس کا عہدےدار ہو ، اس کی ذمہ داری اتنی ہو جتنی نان آفیشنل کی ۔ جناب والا ۔ سفارش کرنا بہت ہی آسان ہوتا ہے لیکن جب اپنے اوپر ذمہ داری آتی ہے تو وہ نبھانی مشکل ہو جاتی ہے ۔ لیکن ہماری پوزیشن یہ ہے کہ نان آفیشل اگر سوسائٹی کا ممبر ہو تو وہ دس گنا ذمہ دار ہے ۔ لیکن آفیشل تو ایک پیسے کا بھی ذمہ دار نہیں ہے ۔ جب وہ چیئرمین ہے ، جب وہ ممبر ہے تو میں درخواست کروں گا کہ اس کی ذمہ داری وہی ہونی چاہیے جو نان آفیشل کی ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ کوآپریٹو کی بات نہیں ہو رہی ہے ۔ آپ اس کے متعلق بتائیں کہ کوآپریٹو کی مشکلات کیا ہیں ؟ دیہات کی سطح پر ، ضلع کی سطح پر ، صوبے کی سطح پر ، جو مشکلات ممبروں کو ہیں وہ کیسے دور کی جا سکتی ہیں ۔ مجھے ان سے متعلق تجاویز چاہییں ۔

جناب عبداللہ روکڑی : میں اس پر آ رہا ہوں ۔ اب میں کمیٹی کی سفارشات پیش کرتا ہوں ۔

1 ۔ ہر گاؤں میں کم از کم ایک انجمن امداد باہمی کا قیام فوری طور پر ہونا چاہیے ۔

2 ۔ دیہاتی کاشتکاران کی کلی ضروریات مفاد عامہ مقامی انجمن امداد باہمی کے ذریعے پوری ہونی چاہییں ۔

3 ۔ زیادہ سے زیادہ چھوٹے کاشتکاروں کی شمولیت حاصل کرنے کے لیے زرعی ضروریات نہ صرف ترجیحی بنیادوں پر دی جائیں بلکہ مالی امداد subsidy کے ذریعے پوری کی جائیں ۔

4 ۔ امداد باہمی کی افادیت چھوٹے کاشتکاروں کے لیے ایک مسلمہ حقیقت ہے ۔ لہذا شعبہ زراعت کی تمام تر سکیمیں مثلاً زرعی مشینری و آلات کا استعمال ، ٹیوب ویل نصب کرنے کی امداد ، کھاد ، بیج اور ادویات کی خرید میں رعایت بھی امداد باہمی کی انجمنوں کے ذریعے ہونی چاہیے ۔

5 ۔ دیہی انجمنوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے حکومت پنجاب کے دیگر محکمہ جات مثلاً جنگلات ، خوراک ، حیوانات ، زراعت ، انہار کو چاہیے کہ وہ ان کی صحیح طور پر سرپرستی کریں ۔ ایسی صورت میں انجمن کو اپنے آپ پر خود اعتمادی حاصل ہو گی اور ممبران اس سے اچھی طرح استفادہ کر سکیں گے ۔

6 ۔ دیہات میں اشیائے ضرورت زندگی ، مثلاً آٹا ، چینی ، گھی ، نمک ، مٹی کا تیل ، ڈیزل ، سیمنٹ وغیرہ کی تقسیم انجمن ہائے امداد باہمی کے توسط سے کی جائے ۔ اس بلیک مارکیٹ کا بھی سدباب ہوگا ۔

7 ۔ زرعی اجناس جن کی خرید یا تو خود حکومت کرتی ہے ، یا اس کے ذریعے ہوتی ہے ، زیادہ سے زیادہ انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعے سے ہونی چاہیے تاکہ کاشتکاروں کو صحیح قیمت ان کے اپنے گاؤں میں مل سکے ۔

نظام قرضہ ۔

8 ۔ موجودہ کواپریٹو بنکنگ سسٹم تسلی بخش نہیں ۔ تاہم تاوقتیکہ سابقہ سسٹم کو بحال نہیں کیا جاتا یا اس کا کوئی صحیح نعم البدل تلاش نہیں

ہو جاتا ۔ موجودہ نظام کو تقویت دینے کے لیے نہایت ضروری ہے کہ حکومت بلدیاتی اداروں کے حسابات اور وافر رقوم کو پنجاب پروانشل کوآپریٹو بنک میں جمع کرائے ۔ اس طرح تحریک امداد باہمی کے وسائل میں نہ صرف اضافہ ہوگا بلکہ حکومت کی مختلف سکیموں پر عمل درآمد آسان اور کم خرچ پر ہو سکے گا ۔ ورنہ تحریک کا اپنا سرمایہ محدود رہے گا ۔ اور تحریک بیرونی امداد کی دست نگر رہے گی ۔

9 ۔ قرضہ جاری کرنے کا طریقہ نہایت آسان ہونا چاہیے ۔ اور یہ فوری طور پر بوقت ضرورت دستیاب ہونا چاہئیے ۔ فیڈرل بنک کی عاید کردہ پابندیاں قرضہ کے حصول میں بجائے معاون ہونے کے رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں ۔

محکمے کے سٹاف میں اضافہ ۔

10 ۔ محکمہ امداد باہمی کی حال ہی میں تنظیم نو کی گئی ہے تاکہ اس کی کارکردگی بہتر ہو سکے ۔ مگر اس میں ایک کمی محسوس کی جا رہی ہے ۔ اس وقت ایک سب انسپکٹر جو کہ کلیدی حیثیت رکھتا ہے ، دو تین یونین کونسل یا تیس چالیس گاؤں کا انچارج ہے ۔ انجمنوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور کارکردگی کے پیش نظر ان کی تعداد کم ہے ۔ لہذا تجویز کیا جاتا ہے کہ انجمنوں کی صحیح رہنمائی اور نگرانی کو بہتر بنانے کے لیے محکمہ زراعت کی طرح ہر یونین کونسل میں ایک سب انسپکٹر امداد باہمی تعینات کیا جائے ۔ اس کے علاوہ یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ سب انسپکٹر کی تنخواہ بھی اس کے فرائض کے لحاظ سے مقرر ہونی چاہیے جو کہ اس وقت سکیل نمبر 5 میں ہے اور وہ نہایت ہی قلیل ہے ۔

سب انسپکٹر کے کام کو بہتر بنانے کے لیے بائیسکل یا اس قسم کی کوئی سواری کا بھی انتظام ہونا چاہیے ۔

مقامی رہنما کا تعاون ۔

11 ۔ محکمہ جب کوئی پروگرام شروع کرتا ہے اور مہم کی صورت میں انجمنیں تشکیل پاتی ہیں تو بسا اوقات نچلے درجے کے ملازمین کی ملی بھگت سے

بوگس انجمنیں بھی معرض وجود میں آ جاتی ہیں ۔ ایسی صورت میں جو قرضہ جات جاری کیے جاتے ہیں وہ سرمائے کے ضیاع کا باعث ہو سکتے ہیں ۔ اور صحیح حقدار محروم رہ جاتے ہیں ۔

لہذا موجودہ بلدیاتی نظام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ انجمن کی تشکیل اور رجسٹری کے وقت مقامی یونین کونسل کا ممبر جو اس حلقے کا نمائندہ ہو وہ اس انجمن کے متعلق تصدیق کرے ۔

بسا اوقات دیہی انجمنوں میں عملہ کی ناقص نگرانی یا ملی بھگت کی وجہ سے بااثر افراد کے خلاف عدم ادائیگی کی صورت میں قانونی کارروائی بروقت نہیں کی جاتی ۔ ایسی صورت میں پڑتال کنندہ آفیسر کو بروقت کارروائی نہ کرنے کی صورت میں قانونی طور پر ذمہ دار گردانا جائے ۔ اس سے ان کے نقصان کی تلافی کی جائے اور اس ضمن میں قانون میں مناسب ترمیم کی جائے ۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

الاؤنسر ۔ محکمہ جنگلات کی سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر جناب غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر صاحب ۔

جناب غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر ۔ (کنوینر کمیٹی برائے جنگلات) جناب صدر و حاضرین ، السلام علیکم ! جناب والا میں صاحب صدر کی اجازت سے صرف دو منٹ کا وقت چاہتا ہوں ۔ شکار کا عملہ ہر ضلع میں ہے جو بارہ ، پندرہ سے زیادہ نہیں ہے ۔ اس سے کم کسی محکمے کا عملہ نہیں ہوگا جتنا شکار کا عملہ ہے ۔ اسی طرح جنگلات کے بارے میں پلانٹیشن کے لیے اگر کم میعاد میں میچیور ہو جانے والے درخت انٹروڈیوس کرائے جائیں تو یہ ہماری کمیٹی کی رائے میں زیادہ بہتر رہے گا ۔ شیشم کے لیے پچیس تیس سال چاہئیں ۔ پاپولر اور سمبل کے لیے وقت بارہ سال چاہیے ، وہ اس میں میچیور ہو جاتے ہیں اور ریکوری بھی بہت ہو جاتی ہے ۔

میں ایوان کو زیادہ بور نہیں کرنا چاہتا ۔ میں اجازت چاہتا ہوں ۔

الاؤنسر ۔ محکمہ اوقاف کی سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر میاں شجاع الرحمن صاحب ۔

میاں شجاع الرحمن ۔ (کنوینر کمیٹی برائے اوقاف) نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عزت مآب جناب گورنر صاحب ۔ جناب مشیران ۔ اور معزز ممبران صوبائی کونسل ، خواتین و حضرات ! میں سبجیکٹ کمیٹی کی جانب سے مرتب کردہ سفارشات پیش کرتا ہوں ۔

1 ۔ شہری علاقوں میں واقع خالی پلاٹوں کا استعمال

محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مختلف بلدیاتی حدود کے اندر کافی خالی قطعات موجود ہیں ۔ بعض مقامات پر ناجائز تجاوزات بھی ہوئے ہیں ۔ کمیٹی اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ ان قطعات کو زیر استعمال لانے کے لیے رہائشی فلیٹس ، شاپنگ سنٹرز اور اسی نوع کے دیگر منصوبہ جات زیر عمل لائے جائیں ۔ تاکہ ان سے قومی سطح پر مناسب مفاد حاصل کیا جا سکے ۔ اور محکمے کی آمدنی میں بھی اضافہ ہو ۔ کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ ناجائز تجاوزات کو مٹانے کے لیے ایسا قانون یا مارشل لاء کا ضابطہ نافذ کیا جائے جس سے ناجائز تجاوز کنندگان محکمے کو عدالتی کارروائی میں الجھا نہ سکیں ۔ اور ایسے حکم یا قانون کو سول عدالتوں کے دائرہ کار سے خارج از سماعت قرار دیا جائے ۔

2 ۔ محکمہ اوقاف کی زیر تحویل مزارات و مساجد سے ملحقہ زرعی اراضیات کے ٹھیکہ جات

یہ کمیٹی محسوس کرتی ہے کہ محکمہ کی زیر تحویل زرعی اراضیات کے سالانہ ٹھیکہ جات مارکیٹ ریٹ سے کم ہیں ۔ محکمہ اوقاف کو چاہیے کہ زرعی اراضیات کو بذریعہ نیلام عام زیادہ سے زیادہ زر پٹہ پر دے اور انہیں مقامی ریٹ کے ساتھ متوازن کرے ۔ اس وقت محکمہ اوقاف بنجر اور غیر کاشتہ اراضیات کو دس سال کے طویل پٹہ پر دینے کی پالیسی پر کاربند ہے یہ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ ایسی اراضیات ٹیوب ویل سکیم پر دی جائیں اور ان کا مدت پٹہ دس کی بجائے 15 سال ہو جب کہ زر پٹہ پر ہر سال 10 فیصد اضافہ ہوتا رہے گا ۔ اس سے اراضیات کو قابل کاشت بنانے کے لیے کاشتکاروں میں تحریک پیدا ہوگی اور خوراک کا مسئلہ بھی حل ہوگا ۔

3 ۔ محکمہ اوقاف اراضیات کا زرعی اصلاحات نافذہ 1977ء سے استثنیٰ

سابقہ زرعی اصلاحات کے علی الرغم زرعی اصلاحات نافذہ 1977ء کے تحت اوقاف کی اراضیات کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا جس کی وجہ سے اوقاف کا کثیر رقبہ ان اصلاحات کی زد میں آ گیا ہے ۔ بالخصوص اراضی ملحقہ دربار حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رح پاکپتن شریف ۔ اراضی ملحقہ دربار حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف ۔ اراضی ملحقہ دربار حضرت سخی سرور اور المامون ٹرسٹ بہاولپور قابل ذکر ہیں ۔ محکمہ کے کار پردازان نے اس سلسلہ میں عدالت سے حکم امتناعی لے رکھا ہے ۔ اور کیس فیڈرل لینڈ کمشنر کے پاس زیر غور ہے ۔ یہ کمیٹی پرزور سفارش کرتی ہے کہ حکومت پنجاب اس سلسلہ میں فیڈرل لینڈ کمیشن کو تحریک کرے کہ وہ محکمہ اوقاف کی اراضیات کو زرعی اصلاحات سے مستثنیٰ قرار دے ۔ جیسا کہ سابقہ زرعی اصلاحات میں کیا گیا تھا ۔

4 ۔ مساجد و مزارات کی خصوصی مرمت

محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مساجد و مزارات اور دیگر عمارات کی قدامت اور صورت حال کے پیش نظر محکمہ نے امسال خصوصی مرمت کے لیے تیس لاکھ روپے کی کثیر رقم مختص کی ۔ یہ کمیٹی محسوس کرتی ہے کہ عمارات کی مرمت طلب حالت کے پیش نظر یہ رقم ناکافی ہے اور اس میں معتدبہ اضافہ ضروری ہے کیونکہ ایک اسلامی مملکت میں دینی اداروں کی حفاظت اور دیکھ بھال انتہائی ضروری ہے ۔

5 ۔ مساجد کی تحویل میں لیے جانے کی پالیسی

کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ زیر تعمیر مساجد کو محکمہ اوقاف اپنی تحویل میں لینے سے اجتناب کرے کیونکہ ایسی مساجد جو عوامی چندہ سے زیر تعمیر ہوتی ہیں ان کی تعمیر محکمہ کے پاس جانے سے فوراً رک جاتی ہے اور مساجد غیر مکمل رہ جاتی ہیں کیونکہ عوام کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے ۔

6 ۔ مزارات کی جانب راستوں کی کشادگی

کمیٹی یہ محسوس کرتی ہے کہ مزارات کی جانب جانے والے راستے بالخصوص ایسے مزارات جو اندرون شہر واقع ہیں بہت تنگ ہیں جس سے زائرین خاصی مشکل محسوس کرتے ہیں ۔ چنانچہ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ حکومت پنجاب ان راستوں کو کشادہ کرنے کے لیے ملحقہ اراضیات کو ایکوائر کرے ۔ اور اسے محکمہ اوقاف کی تحویل میں دے ۔ نیز محکمہ اوقاف ایسا انتظام کرے کہ مزارات سے باہر سائیکل سٹینڈ ۔ ٹانگہ سٹینڈ اور حسب ضرورت کار پارک تعمیر کرے ۔ ایسے سٹینڈز کو ٹھیکہ پر دینے سے محکمہ کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوگا اور زائرین کو بھی سہولت ہوگی ۔

7 ۔ عمارات اوقاف جن پر سکول اور ڈسپنسریاں قائم ہیں

محکمہ اوقاف کی عمارتیں جو سکول اور ڈسپنسریاں چلانے کے سلسلہ میں بلدیاتی اداروں کے پاس کرایہ پر ہیں ان کی توسیع و مرمت کے لیے بلدیاتی اداروں کو اپنے فنڈز استعمال کرنے کی اجازت ہونا چاہیے ۔ کیونکہ اوقاف اس ناممکن کرایہ سے ان کی مرمت کی کفالت نہیں کر سکتا ۔ کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ اس سلسلہ میں بلدیاتی قوانین میں مناسب ترمیم ضروری ہے ۔

8 ۔ علماء کے لیے ریفریشر کورسز کا اجرا

کمیٹی یہ محسوس کرتی ہے کہ ہمارے علمائے کرام علوم جدیدہ سے مکمل طور پر آشنا نہیں ہیں اس لیے انہیں جدید ترقیات ۔ سائنسی دریافتوں اور دیگر علوم جدیدہ سے متعارف کرنے کے لیے ریفریشر کورسز کا اجراء ضروری ہے ۔ اس سلسلہ میں محکمہ اوقاف مناسب انتظام کرے اور ایسے کورسز میں لیکچرز دینے کے لیے نہ صرف اندرون ملک سے ماہرین کی خدمات حاصل کی جائیں ۔ بلکہ بیرون ملک بھی رجوع کیا جائے ۔

6 ۔ علماء مساجد کی تربیت

کمیٹی یہ محسوس کرتی ہے کہ اسلامی مکاتیب کے نصاب میں ایسے انداز سے تبدیلی کی جائے کہ فارغ التحصیل علماء نہ صرف دینی علوم کے

ماہر ہوں بلکہ وہ دنیاوی علوم پر بھی پوری طرح عبور رکھتے ہوں ۔ علماء کو لسانیات میں مہارت حاصل ہونا چاہیے ۔ تاکہ وہ بیرون وطن دیگر ممالک میں بھی اسلام کی اشاعت کر سکیں ۔ ایسے علماء کو مختلف فنون میں تربیت دی جانے تا کہ وہ امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ ان فنون کو زیر عمل لا کر مناسب طریق سے گزارہ کر سکیں ۔ یہ کمیٹی مزید سفارش کرتی ہے کہ حکومت پنجاب مرکزی حکومت کو تحریک کرے کہ وہ بیرون وطن سفارت خانوں کے ساتھ اسلامک مشن متعین کرے جو محکمہ اوقاف کی جانب سے منتخب علماء پر مشتمل ہو ۔ اسی طرح بیرون وطن تبلیغ و اشاعت دین کے لیے مبلغوں (مشنری) بھیجے جائیں جو یہ وظیفہ انجام دے سکیں ۔ ایسے علماء کو علوم جدیدہ سے با خبر ہونا چاہیے ۔

10 ۔ علماء اکیڈمی لاہور کا درجہ تخصص کا معادلہ

علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف نے دو سالہ کورس پر محیط درجہ تخصص کی کلاسیں جاری کی ہیں جس میں داخلہ کے اہل فاضل درس نظامی بی ۔ اے اور ایم ۔ اے ہوتے ہیں ۔ اور وہ دو سال کا کورس پاس کرنے کے بعد درجہ تخصص کی سند حاصل کرتے ہیں ۔ یہ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کو تحریک کی جانے کہ درجہ تخصص کا معادلہ پنجاب یونیورسٹی کے ایم ۔ اے سے کیا جانے شکریہ ۔

الاؤنسر ۔ اب جناب شیخ محمد اقبال صاحب سبجیکٹ کمیٹی ٹرانسپورٹ کے کنوینر اپنی سفارشات ایوان میں پیش کریں گے ۔

شیخ محمد اقبال ۔ (کنوینر کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ) ۔ جناب قابل احترام گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل سوار خان صاحب و معزز ارکان کونسل ۔ جناب والا ۔ مجھے ٹرانسپورٹ سبجیکٹ کمیٹی نے اپنا کنوینر منتخب کیا ہے میرے ساتھ دیگر معزز ارکان ۔ شیخ محمد حیات ۔ جناب اختر علی ۔ میجر محمد اکرم تھے ۔ ان معزز ارکان نے میری معاونت فرمائی ۔

جناب والا ۔ ٹرانسپورٹر کو اچھے نام سے یاد نہیں کیا جاتا اس کی وجہ

اصل یہ ہے کہ آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے قیمتی جانوں کا نقصان ہوتا ہے جناب والا ۔ اس کی اصل وجہ جہاں تک میرے تجربہ کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ غلط آدمیوں کو ڈرائیونگ لائسنس دے دیے جاتے ہیں ۔ اور ڈرائیونگ لائسنس دیتے وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ آدمی اس کے لیے fit ہے یا نہیں ۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ اس کو ڈرائیونگ کا تجربہ ہے اور گاڑی چلانے کا اسے پتہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ حادثات میں بہت حد تک کمی آ سکتی ہے ۔ میرے پاس بہت پرانا ایک ڈرائیور ہے جو 2½/30 میل کی رفتار سے گاڑی چلاتا ہے اس نے آج تک ایک بھی ایکسیڈنٹ نہیں کیا ۔ آج کل آئے دن جو ایکسیڈنٹس ہوتے ہیں اور ان میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ تیز رفتاری بھی ہے ۔

دوسری عرض یہ ہے کہ میرے بزرگ جناب صالح محمد نیازی صاحب نے ٹرانسپورٹ کے متعلق فرمایا ہے ۔ اس ضمن میں میری کمیٹی کی سفارش ہے کہ باقی انڈسٹریز کو جس طرح قرضے دیے جاتے ہیں اسی طرح بنکوں کو کہا جائے کہ اس لائن میں بھی قرضے دیے جائیں ۔ تاکہ نئی بسیں خرید کی جا سکیں اور عوام کی اچھی خدمت کی جا سکے ۔

لاہور میں پی یو ٹی سی اور پی آر ٹی سی کو شہری علاقوں اور ایک شہر سے دوسرے شہر پر روٹ حاصل کرنے کے لیے پرائیویٹ سیکٹر پر فوقیت حاصل نہیں ہونی چاہیے ۔ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ۔ پنجاب ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور ٹرانسپورٹ بورڈ میں عوام کو نمائندگی دی جائے جیسے پہلے ہوا کرتا تھا ۔

جناب والا ۔ پچھلے دو سالوں میں ریپبلک موٹرز کی طرف سے جیمز ایک لاکھ 43 ہزار روپے پر ملتی تھی ۔ لیکن اب یہ دو لاکھ 26 ہزار پر بغیر کسی معقول وجہ بتائے پہنچ گئی ہے ۔ اس لیے آئندہ قیمتوں میں اضافہ کے سلسلے میں صوبائی حکومت سے مشورہ لیا جائے ۔ کیونکہ بس کمپنیاں آئے دن قیمتیں بڑھا دیتی ہیں اس لیے ان پر صوبائی حکومت سے مشورہ ضروری

لینا چاہیے ۔

جتنے بین الصوبائی روٹوں پر جتنے میلوں کے حساب سے روٹ ہیں اتنے ہی روٹ پرمٹ دیے جائیں ۔ پنجاب کا اگر زیادہ حصہ ہے تو اسے زیادہ روٹ پرمٹ دیے جائیں دوسرے صوبے کا اگر تھوڑا حصہ ہے تو اسے تھوڑے دیے جائیں ۔ اگر کسی جگہ درخواست نہ ہو تو وہ بند کر دیا جائے ۔

ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ ۔ آر ٹی ایز موٹر موبائیل پولیس انسپکٹروں اور موٹر وہیکل ایگزامینر کے دفاتر ایک جگہ رکھے جائیں یعنی جو موٹر وہیکل سے تعلق رکھنے والے دفاتر ہیں ان کو ایک جگہ ہونا چاہیے ۔ اس سے عوام کو بھی سہولت ہو گی اور گورنمنٹ کی بھی بچت ہو گی ۔

جناب والا ۔ بچت کے سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ سڑک پر ایک ہزار روپیہ سالانہ ٹیکس ہے ۔ جب نیا ٹرک سڑک پر آتا ہے تو روٹ پرمٹ بنتا ہے ۔ اور یہ تین ہزار روپیہ ٹیکس کا وصول کر رہے تھے ۔ ٹرانسپورٹ میں سینکڑوں آدمی ہیں جو ٹیکس نہیں دیتے ۔ میں یہ چاہتا ہوں اور میری کمیٹی کی سفارش ہے کہ بس جب روٹ پرمٹ حاصل کرے اس وقت اسی سے اس سڑک کی طرح انکم ٹیکس وصول کر لیا جائے ۔ وفاق حکومت آئندہ سال کے لیے یہ تجویز منظور کرے اور اس طرح سے انکم ٹیکس وصول کریں اس کے بعد دفتر والوں کو چکر نہ لگانے پڑیں ۔

آخر میں میں عرض کروں گا اور تجویز کروں گا کہ یہاں گرمیوں کی چھٹیوں میں بچوں کو جو رعایت دی جاتی ہے وہ بند کر دی جائے ۔ یہ میں نہیں چاہتا ۔ کیونکہ تین ماہ بچے پڑھائی نہیں کرتے اور سیرو تفریح میں ہوتے ہیں ۔ یہ صرف تین ماہ کے لیے ہے کیونکہ اس میں بچوں کا فائدہ ہے ۔ نو ماہ تو وہ رعایت حاصل کریں ۔ موٹر وہیکل ایکٹ بنا ہوا ہے ۔ تو اس سلسلے میں جتنی آمدنی ہوتی ہے وہ لوکل کمیٹی والے یا بلدیہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کریں ۔ لیکن کوئی بلدیاتی ادارہ ایسا نہیں کرتا یہ واضح حکم دیا گیا ہے کہ موٹر وہیکل ایکٹ کے تحت جتنی آمدنی ہو اسے جنرل

بس سٹینڈ پر خرچ کیا جائے ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ جنرل بس سٹینڈوں کی حالت اچھی نہیں ہوتی کیونکہ بلدیاتی اداروں اسے نے اپنی آمدنی کا ذریعہ بنا رکھا ہے ۔ شکریہ ۔

الاؤنسر ۔ ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب ۔

ڈاکٹر خالد رانجھا (کنوینر کمیٹی برائے ایکسائز و ٹیکسیشن) ۔ جناب گورنر و معزز حاضرین ! میری نگاہ گھڑی کے اوپر ہے اور میرا خیال ہے کہ دس منٹ باقی رہ گئے ہیں ۔ لہذا میں نہایت اختصار سے جو کمیٹی نے سفارشات مرتب کی ہیں آپ کے سامنے پیش کروں گا ۔ کمیٹی نے یہ سفارشات مرتب کرتے ہوئے ایک چیز ذہن میں رکھی کہ ٹیکس کے نفاذ کے وقت حکومت کو صرف ایک چیز مد نظر رکھنی چاہیے کہ جس حد تک حکومت کی ضروریات ضروری ہیں اسی حد تک یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ یہ جو ٹیکس دھندہ ہے ، اس کے وسائل کس قدر رہیں ۔ اور یہ دونوں چیزیں ترازو کے دوپلڑوں کی طرح ہیں ۔ جب بھی آپ ایک پلڑا بھاری کر دیں گے بالخصوص حکومت کی طرف تو جو ٹیکس دھندہ ہے اسے ناپسند کرے گا اور وہ اس ٹیکس کو ادا نہ کرنے کے لیے کئی حربے استعمال کرے گا ۔ آپ اس قانون میں ترمیم کریں ورنہ وہ یہ حربہ استعمال کرے گا اس لیے بہتر یہ ہے کہ قانون کے نفاذ کے وقت یہ چیز ذہن میں رکھیں کہ اس میں ٹیکس دھندہ کے ساتھ ناانصافی نہ ہو ۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کے وسائل بھی ایسے ہونے چاهیں کہ حکومت کام کر سکے ۔ اس کے مد نظر ہمارے جو مختلف قوانین ہیں ان میں ترمیم کی جائے ۔ کمیٹی نے جو سفارشات کی ہیں وہ یہ ہیں کہ آج کل جہاں تک پراپرٹی ٹیکس کا تعلق ہے جو آدمی اپنے گھر میں مقیم ہے اور اس گھر کی جو ریٹنگ ویلیو ہے وہ بارہ سو روپے ہے ۔ وہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہے ۔ یہ بات آج سے دس سال پرانی ہے لہذا کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ گھر جن کا سالانہ کرایہ اٹھارہ سو روپیہ ہے اس کو مستثنیٰ کر دیا جائے ۔ اس سفارش سے جو چھوٹی جگہیں ہیں وہاں کے رہنے والے والوں کو بہت فائدہ ہوگا ۔

2 ۔ جو پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اس میں محکمہ ایکسائز اینڈ

ٹیکسیشن 85 فی صد مختلف سوسائیٹیز کو کمشن دیتا ہے ۔ دس فی صد حکومت پنجاب کو دے دیتے ہیں ۔ اور پانچ فی صد چلا جاتا ہے ٹیکس کے حصول کی خاطر ۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ اس ٹیکس میں سے یہ دس فی صد حصہ جو حکومت پنجاب کو جاتا ہے یہ بھی کمیٹی کو جانا چاہیے ۔ جو میں ٹیکس دیتا ہوں میری منشا یہ ہے کہ میرے گھر کے سامنے جو گلی ہے وہ صاف ہونی چاہیے ۔ میری منشا ہے کہ نالی صاف ہونی چاہیے لہذا تمام تر جو پراپرٹی ٹیکس ہے یہ صرف میونسپل کمیٹی کو جانا چاہیے ۔ یا کارپوریشن کو جانا چاہیے ۔ اس میں سے دس فی صد حکومت پنجاب کو نہیں جانا چاہیے ۔ اس کے علاوہ ٹیکس کے حصول میں جو قانونی نکتہ ہے کہ ٹیکس کا نفاذ یکساں ہونا ہونا چاہیے ۔ یہ نہیں کہ عقاب میرے سر پر بیٹھ جائے آپ کے سر پر نہ بیٹھے اس وقت پنجاب میں کچھ ریٹنگ ایریاز ہیں جو پراپرٹی ٹیکس کے نفاذ کے قابل ہیں لیکن ان پر پراپرٹی ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ کمیٹی کی یہ سفارش ہے کہ اگر وہ علاقے ایسے ہی ہیں جیسے دوسرے جن پر ٹیکس کا نفاذ کیا گیا ہے تو گورنمنٹ کو چاہیے کہ ان علاقوں کو بھی ریٹنگ ایریاز میں لایا جائے اور اس میں جو مجوزہ ٹیکس ہے اس سے کمیٹی کو فائدہ پہنچے گا ۔ آگے سلسلہ کیپٹل گین ٹیکس ہے کیپٹل گین ٹیکس وہ ٹیکس ہوتا ہے کہ اگر آج میرے پاس ایک پلاٹ ہے میں نے اس کو بیچا ہے اس سے مجھے پچاس ہزار روپیہ منافع آیا ہے ۔ بیچنے والے کو اس منافع پر سرکار کو ٹیکس دینا پڑے گا ۔ پہلے دس ہزار روپے کی رقم اس سے مستثنیٰ تھی لیکن یہ بات آج سے دس سال پرانی ہے اور جو دس ہزار روپے کا منافع ہے وہ بالکل بے معنی ہو کر رہ گیا ہے ۔ حکومت سے سفارش کی جاتی ہے کہ یہ جو slab مستثنیٰ ہونے والی ہے اسے دس ہزار بڑھا کر تیس ہزار کر دیا جائے تا کہ یہ معنی خیز سبب بنے ۔

3 ۔ اب جو میں عرض کرنے والا ہوں اس کو خدا را کوئی غلط رنگ نہ دیا جائے ۔ ہمارے ہاں Prohibtion law ہے ۔ جس کے تحت جو آدمی شراب نوشی کرتا ہے اسے شراب ٹیکس دینا پڑتا ہے ۔ اس لاء میں فارنرز کو اور ان لوگوں کو جو پاکستان میں رہتے ہیں اور غیر مسلم ہیں ۔ چھوٹ دی

ہے ۔ ان کو قانون میں یہ حق تو دے دیا ہے کہ ہم نے آپ کو یہ رعایت دی ہے لہذا آپ شراب پی سکتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ وہ شراب پیئیں گے اور ٹیکس بھی دیں گے لیکن اس کے برعکس اس قانون کے نفاذ کے لیے کوئی عمل درآمد نہیں کیا گیا ۔ جو اقلیت میں ہیں وہ بھی ہمارے ملک کے باشندے ہیں یہاں رہتے ہیں اور اس ایوان کا یہ فرض ہے کہ ان کے حقوق کو بھی اسی طرح دیکھے جیسے ہمارے اپنے حقوق ہیں ۔ کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ اگر حکومت کے قانون نے ان کو یہ رعایت دی ہے تو اس رعایت کو عملی جامہ پہنایا جائے ۔ مہربانی

اناؤنسر ۔ اس کے بعد سیرو سیاحت اور ثقافت کی سبجیکٹ کمیٹی کے کنوینر جناب لیاقت علی صاحب اور راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کے ممبر اور اقلیتی نمائندے کیپٹن ثناء اللہ صاحب دو بجے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے ۔ ایک بجے آپ دعوت طعام کے لیے کیفے ٹیریا میں تشریف لے جائیں ۔ نماز ظہر اسمبلی ہال کے گراؤنڈ میں ادا کی جائے گی ۔ دو بجے کارروائی کا آغاز ہوگا ۔ اور پھر گورنر پنجاب لفٹیننٹ جنرل سوار خان صاحب خطاب فرمائیں گے ۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی کھانے کے لیے اور نماز ظہر کی ادائیگی کے لیے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی اور جناب گورنر لفٹیننٹ جنرل سوار خان صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اناؤنسر ۔ معزز خواتین و حضرات ! نماز و طعام کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوتی ہے ۔ سپورٹس ، سیر و سیاحت و ثقافت کے کنوینر جناب لیاقت علی صاحب اپنی سفارشات ایوان کے سامنے پیش کریں ۔

جناب لیاقت علی (کنوینر کمیٹی برائے سپورٹس ۔ سیر و سیاحت و ثقافت) ۔ معزز چیئرمین و معزز خواتین و حضرات السلام علیکم ! کل میری کمیٹی نے جو سفارشات مرتب کی ہیں اس سلسلے میں سب سے پہلے عرض ہے

نہ انفارمیشن ۔ سپورٹس ۔ سیاحت اور کلچر ان چاروں محکموں کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے لیکن جب ہمیں لسٹ دی گئی تو اس میں انفارمیشن کے محکمے کا نام نہیں آیا ۔ جناب والا ۔ انفارمیشن کا محکمہ کسی اور محکمے کے ساتھ نہیں لگایا گیا ۔ اگر یہ محکمہ اس کے ساتھ نہ لگایا گیا تو اس کی کارکردگی پر بہت برا اثر پڑے گا ۔ اس لیے یہ گزارش ہے کہ اس کو اس کے ساتھ شامل فرمایا جائے ۔ سپورٹس کا جہاں تک تعلق ہے یہ قوم کا اچھا کردار بنانے ۔ صحت مند معاشرہ قائم کرنے اور ڈسپلن کو قائم کرنے کے بہت اہم کردار ادا کرتا ہے ۔ میں اس کی وضاحت میں نہیں جانا چاہتا لیکن اس کے لیے صوبائی بجٹ میں 40 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جو بہت کم ہیں ۔ اس میں سے 12 لاکھ روپے تو عملے کی تنخواہوں پر خرچ ہو جاتے ہیں ۔ 3 لاکھ روپے فزیکل ایجوکیشن پر خرچ ہوتا ہے ۔ باقی رقم جو بچ جاتی وہ بہت نا کافی ہے ۔ اس لیے اس رقم کو زیادہ کیا جائے ۔

اس کے بعد بچوں کو کھیل کی ترغیب دی جائے ۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے ۔ بچوں کے لیے وظائف مقرر کئے جائیں ۔ میری اس بات سے آپ اتفاق فرمائیں گے کہ جو بچے جرائم میں ملوث ہو جاتے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ انہیں کھیل کے مواقع فراہم نہیں کئے جاتے ۔ گراؤنڈیں نہیں ہوتیں ۔ انہیں کھیل کی ترغیب نہیں دی جاتی ۔ اگر بچوں کو صحیح طور پر کھیل کی ترغیب دی جائے تو اس قسم کی چیزیں ختم ہو سکتی ہیں ۔ کالجوں میں اچھے سکولوں میں اور یونیورسٹیز میں کھیل ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے لیکن ماسوائے میڈیکل کالج اور انجینئرنگ یونیورسٹی کے کھیل کی بنیاد پر داخلہ ہوتا ہے اس سے حوصلہ افزائی ہوتی ہے ۔ اس کے علاوہ کھلاڑیوں کو کوئی incentive ہونا چاہیے کہ انہیں مختلف محکموں میں ملازمتیں دی جائیں ۔ ان کی دلجوئی ہونی چاہئے تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ کھیلوں میں حصہ لے سکیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ ایک پوائنٹ پر تمام ممبران نے اتفاق کیا ہے اور زور دیا ہے کہ جو کسی گیم کے عہدہ دار ہوں وہ ڈویژن کی سطح پر

ہوں یا صوبائی سطح پر ہوں انہیں دوسری گیم میں نہیں لینا چاہئے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پوری طرح گیم کی طرف توجہ نہیں دے سکتے ۔ قوم میں جو کھیل کا معیار ہے اس کو برقرار رکھا جائے ۔ اس کے علاوہ کھیلوں کے معیار کو بلند کیا جائے ۔ اور کھیل کے معیار کو بلند کرنے کی پر زور سفارش کی جاتی ہے ۔ اور جو بوگس قسم کے ادارے ایڈ لیتے ہیں اور صرف کاغذی کارروائی ہوتی ہے ان کا کوئی وجود نہیں ہوتا ۔ ان کی امداد بند کی جائے آئندہ لوکل کونسل کی سفارشات پر کلبوں کو اور آرگنائزیشن کو اس طریقے سے ایڈ دی جائے ۔ کہ ہر رجسٹرڈ ادارہ جو گورنمنٹ یا پرائیویٹ مخیر حضرات سے ایڈ لیتا ہے اس کی کم از کم لوکل کونسل کو اطلاع بہم پہنچائی جائے ۔ اور ہمارے سپورٹس کے بورڈ کو بھی اطلاع مہیا ہونی چاہئے تا کہ اس پر برابر چیک ہو سکے ۔

اس کے علاوہ جو انکم ٹیکس میں رعایت دی جاتی ہے اس کی بھی انفارمیشن لوکل کونسل اور بورڈ کو ہونی چاہیے ۔ تا کہ ان کا صحیح چیک ہو سکے ۔ اس کے علاوہ ہر چھ ماہ میں ایسے کلبوں اور اداروں کا باقاعدہ آڈٹ ہو تا کہ وہ اپنے حساب کتاب باقاعدہ maintain کریں اور اس کا صحیح استعمال ہو سکے ۔

پنجاب میں ہمارے ہاں کوچز کی تعداد بہت کم ہے ۔ یہ بھی بڑھائی جائے ۔ لیڈیز سائڈ پر لیڈیز کوچز مقرر کی جائیں ۔ ویسے بھی ہمارے ہاں کوچز بہت کم ہیں ان کی تعداد مزید بڑھائی جائے ۔

اس کے بعد محکمہ سیرو سیاحت آ جاتا ہے ۔ یہ سنٹرل سبجیکٹ ہے اس کو ڈی سنٹر لائز کیا جائے تا کہ پنجاب کی سطح پر بھی اس کی ترقی کے متعلق اقدامات کئے جا سکیں سیر و سیاحت کی ایک تو صحیح پبلسٹی بڑ نہیں ہے صرف ہوٹلوں تک ان کی پبلسٹی محدود ہے اس کو ذرا وسیع پیمانے پر بڑھایا جائے ٹورسٹ کو سہولتیں مہیا کرنے کے سلسے میں غرض یہ ہے کہ ہائی وے پر جو پٹرول پمپ ہیں ان کے مالکوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ ٹورسٹ کے لیے باقاعدہ huts اور rooms بنوائیں تا کہ انہیں وہاں ٹھہرنے میں آسانی ہو ۔ ان

کو یہ سہولت میسر آئے ۔ اس کے علاوہ ہائی وے پر ہر پٹرول پمپ پر ٹورسٹ گائیڈ سیپ ہونے چاہیں ۔ تا کہ ان کو آسانی ہو اور ملک زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ کما سکے ۔

کلچر ۔ جناب والا ۔ ہمارے پنجاب کا کلچر خصوصاً جو فلموں میں دکھایا جاتا ہے اس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے ۔ اور اس سے معاشرے میں خاصی برائیاں پیدا ہو رہی ہیں ۔ اس سلسلے میں ایک سیلیکٹ کمیٹی بنائی جائے جو باقاعدہ ریسرچ کرے اور اس کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق جو ہمارا پنجاب کا کلچر ہے اس کو فلموں میں صحیح طور پر دکھایا جائے ۔

آخر میں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں گزارش ہے کہ جہاں حکومت یہ چاہتی ہے کہ یہ ادارے پھولیں پھلیں ، ترقی کریں ، عوام کی خدمت کریں اور میرے یہ تمام ساتھی اپنے ذاتی کام چھوڑ کر دن رات عوام کی خدمت کر رہے ہیں وہاں کچھ اخبارات والے ان کی حوصلہ شکنی کر رہے ہیں ۔ اس طریقے سے کہ چند مٹھی بھر لوگ جو نہیں چاہتے کہ یہ ادارے پھلیں پھولیں وہ اخبارات کے ذریعے ان کی بد خوئی کرتے ہیں ۔ میرا گلہ ان اخبارات سے نہیں ہے جو ٹرسٹ کے نہیں ہیں ۔ شکوہ ان سے ہے جو ٹرسٹ کے ہیں ۔ اس لیے میں جناب چیئرمین صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ متعلقہ سیکرٹری صاحب کو ھدایت فرمائیں کہ جہاں عوامی نمائندوں کی ٹریننگ کا انتظام کیا گیا ہے وہاں اخبارات کے متعلقہ آدمیوں کی ٹریننگ کا انتظام ہو ۔ تا کہ ہمارے جو اچھے کام ہیں لوگ کم از کم ان میں تو ہمیں پروجیکٹ کریں ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

الاؤنسر ۔ اب راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کے ممبر اور اقلیتوں کے نمائندے کیپٹن ثناء اللہ صاحب اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے ۔

کیپٹن ثناءاللہ (اقلیتی نمائندہ) ۔ عزت مآب لفٹیننٹ جنرل جناب سوار صاحب ۔ گورنر پنجاب ، قابل صد احترام صوبائی مشیران اور معزز خواتین و حضرات !

اگر تاریخ عالم کی ورق گردانی کی جائے تو یہ حقیقت با آسانی منکشف ہو جاتی ہے کہ کسی ملک کی خوشحالی ، ترقی ، استحکام اور سالمیت کے پس پردہ حکومت اور عوام کے مابین وہ مراسم ، روابط اور تعلقات ہوا کرتے ہیں جنہیں فریقین متعلقہ کے درمیان قریب ترین واسطے کے حصول کے لیے اساسی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور جس قدر یہ تعلقات گہرے اور ان کی اساس میں استحکام ہوتا ہے اسی قدر ملک اقتصادی ، معاشرتی اور سیاسی اعتبار سے مضبوط و مستحکم ہوتا ہے ۔ کیونکہ اس سے باہمی افہام و تفہیم اور اعتماد کی فضا جنم لیتی ہے جو ملک و قوم کی ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنے میں سنگ میل کا کام دیتی ہیں ۔ اور جہاں مذکورہ فریقین کے مابین فاصلے بڑھ جاتے ہیں وہاں ہر شعبہ حیات متاثر ہوتا ہے ۔ مقام مسرت ہے کہ پاکستان میں وقوع پذیر ہونے والے خلا کو کچھ بلدیاتی انتخابات کی وساطت سے پر کیا گیا ہے اور جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی اسے موجودہ نوعیت کی کونسلوں کے انعقاد سے پاٹا جا رہا ہے جس کے لیے صدر پاکستان بجا طور پر خراج تحسین اور گورنر پنجاب لفٹیننٹ جنرل جناب سوار خان صاحب خصوصی مبارک باد کے مستحق ہیں ۔ جن کے احکامات سے آج کی کونسل کو تشکیل دیا گیا ہے اور مجھے اقلیتوں کے نمائندے کی حیثیت سے اقلیتوں کے مسائل پیش کرنے کی سعادت سے نوازا گیا ہے ۔ اس کے لیے میں گورنر صاحب اور متعلقہ حکام کا بہ صمیم قلب ممنون ہوں ۔

عالی جاہ ! یہ حقیقت ہے کہ اس کنونشن کے انعقاد کا بنیادی مقصد پنجاب میں مقیم عوام کے مسائل معلوم کر کے ان کا حل دریافت کرنا ہے ۔ یہ ایک نہایت ہی خوش آئند اور مستحسن قدم ہے ۔ سلسلہ ھذا میں میں اقلیتوں کا نمائندہ ہونے کی بنا پر معروض ہوں کہ اقلیتیں بے شمار مسائل و مشکلات سے دو چار ہیں ۔ ان میں سے چند اہم ترین اور بنیادی نوعیت کے مسائل آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی اجازت کا خواہاں ہوں سو استدعا گزار ہوں ۔

1 بے زمین کسانوں کو ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی دیئے جانے کا اعلان

گرامی قدر ۔ موجودہ حکومت کے کئی دیگر فیصلوں کی طرح بے زمین

کسانوں کو ساڑھے بارہ ایکڑ قابل کاشت اراضی دئے جانے کا فیصلہ بھی اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت عوام کو غربت و افلاس اور مسائل و مصائب سے نجات دلانا اپنی منزل مقصود تصور کرتی ہے اور اس مقصد کے لیے نہایت مخلصانہ اور دیانت دارانہ طریق پر عملی اقدام اٹھانے۔ میں مصروف جد و جہد ہے اور حکومت کا یہ فیصلہ جہاں اس کے عوام دوست جذبے کی دلالت کرتا ہے وہاں اس کی کامیابی کو بھی بے نقاب کرنے میں پیش پیش ہے - لیکن اس ضمن میں کمترین ملتجی ہے کہ بے زمین کسانوں میں 99 فی صد آبادی اقلیتی فرقوں سے متعلق ہے جن کی اقتصادی حالت مقابلتاً اپنے دوسرے بھائیوں کے قابل رحم حدود کو چھو رہی ہے ۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان سے ترجیحاً سلوک کرتے ہوئے انہیں اس سکیم سے ممکنہ حد تک مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا جائے تا کہ یہ معاشرے پر مزید بار بننے کی بجائے عزت و توقیر کی زندگی بسر کرتے ہوئے ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے مزید بہتر انداز میں قابل فخر و مباہات کردار ادا کر سکیں ۔

2 ۔ تعلیمی پیشہ ورانہ اداروں اور خالی اسامیوں کو پر کرنے میں اقلیتوں کا حصہ

تجربے نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اقلیتوں کی اقتصادی بد حالی اور معاشرتی پستی کی دیگر وجوہ کے علاوہ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مالی کسمپرسی کی وجہ سے کھلے مقابلہ میں ہار کھا جاتی ہیں ۔ اس وقت ان کی حالت اپنے اکثریتی بھائیوں کے مقابلے میں گونگے پہلوان کے سامنے اس جسمانی نقاہت سے ہمکنار محض استخوانی پنجر کے حامل پہلوان کی طرح ہوتی ہے جو اپنے مقابلے میں گونگے کا نام سنتے ہی اکھاڑے میں اترنے سے پیشتر ہی شکست کا اعتراف کر لیتا ہے ۔ جناب عالی ! جب حالات اس نوعیت کے ہیں تو مجھے استدعا کرنے کی اجازت دیجیے کہ پاکستان بھر کی تمام اقلیتیں جو جذبہ حب الوطنی کے نشے سے سرشار ہیں اور جو ملک کی خدمت سرانجام دینے میں دیوانگی کی حد تک مخلص ہیں نیز ان گنت و بے شمار صلاحیتوں اور استعداد و قابلیت کی مالک ہیں محض مالی اور دیگر دشواریوں سے دو چار

ہونے کی بنا پر ان کی صلاحیتوں کو جو انہیں اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ ہیں انہیں ضائع ہونے سے بچائیے اور ان کی آبادی کے تناسب سے پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں اور حکومتی اداروں میں خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لئے ان کے لئے خاص کوٹہ مختص کیا جائے۔ اسی طرح عالی جاہ شہری آبادی میں ہاؤسنگ سکیموں کے سلسلے میں بھی اقلیتوں سے خصوصی سلوک روا رکھتے ہوئے انہیں کوٹہ سسٹم کے تحت پلاٹس الاٹ کئے جائیں کیونکہ ان میں سے 99.5 فیصد لوگ ایسے ہیں جن کے پاس ذاتی مکانات نہیں اور وہ اس ہوش ربا گرانی کے دور میں کرایوں کے بار گراں سے نہایت پریشان کن حالات سے دو چار ہیں۔

3 ۔ مقامی سطح پر اقلیتی کمیٹیوں کا قیام۔

جناب عالی! اقلیتوں کے مسائل زیادہ تر مقامی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ انہیں تھانوں تحصیل اور ضلع کچہریوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جہاں عدم واقفیت کی بنا پر وقت اور پیسے کا غیر ضروری زیاں ہوتا ہے لہٰذا معروض ہوں کہ اس نقصان کے ازالے کے لئے تھانے، تحصیل اور ضلعی سطح پر اقلیتی افراد پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی جائیں تاکہ یہ متعلقہ اداروں کو اقلیتی فرقے کے مسائل اور حالات سے آگاہ کرتے ہوئے ان کے حل میں ان کی معاونت کر سکیں۔

4 ۔ اقلیتی ملازمین کارپوریشن اور ٹاؤن کمیٹی کی بد حالی۔

جناب عالی! شہری علاقوں میں اقلیتوں کی بھاری تعداد کارپوریشن اور ٹاؤن کمیٹی پر مشتمل ہے اور بیشتر پیشہ صفائی سے متعلق ہیں۔ اگر از روئے انصاف ان کے اس کام کی نوعیت کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ کام اہم ترین ہونے کے ساتھ ساتھ مشکل ترین بھی ہے۔ لیکن نہایت تلسف خیز ہے یہ حقیقت ہے کہ ان کے کام کی حیثیت کے مطابق انہیں معاوضہ نہیں دیا جا رہا۔ انہیں محض گریڈ نمبر 1 دیا جا رہا ہے جو اس کمر توڑنے والی گرانی کے دور میں ہر لحاظ سے ناکافی ہے۔ حالانکہ غیر ممالک میں ایسے

پیشے سے منسلک و متعلق افراد کو دوسرے پیشوں کے مقابلے میں زیادہ معاوضہ اور مراعات دی جاتی ہیں ۔ موجودہ حکومت جو انصاف پر مبنی معاشرے کے قیام کی خواہاں ہے سے ملتمس گزار ہوں کہ وہ ایسے تمام ملازمین جو پیشہ صفائی سے متعلق ہیں انہیں دیگر سہولتوں کے علاوہ کم از کم سکلڈ لیبرز کے گریڈ نمبر 4 سے نوازا جائے کیونکہ اس پیشے سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی ماہرین اور خطرناک پیشے کی صف میں آتے ہیں ۔ متعلقین جو نہایت ہی تنگدستی کی زندگی سے دو چار ہیں یقیناً دل کی انتہا گہرائیوں سے آپ کے مشکور ہوں گے ۔

عالی جاہ ! جیسا کہ پہلے ہی استدعا کر چکا ہوں کہ اولاً تو پیشہ صفائی سے متعلق افراد کی آمدنی ہی بہت قلیل اور ناکافی ہے اور اس پر طرہ یہ کہ ان کے ذاتی مکانات نہ ہونے کی وجہ سے آمدنی کا کم از کم 70 فیصد حصہ مکان کے کرایوں کی نذر ہو جاتا ہے ۔ انہیں پیٹ کا جہنم بھی بھرنا ہوتا ہے بچوں کو تعلیم سے بھی آراستہ کرنا ہوتا ہے علاوہ ازیں اور بھی کئی مصارف زندگی ہیں لہذا معروض ہوں کہ ان کی زندگی کے بنیادی تقاضوں کی تکمیل کے لئے ان کے لئے کالونیاں بنائی جائیں ۔ جہاں یہ باعزت اور باسکون زندگی بسر کر سکیں ۔ نیز ان کے بچوں کی تعلیم کے لئے بھی خاطر خواہ انتظامات فرمائے جائیں تاکہ یہ زندگی کے ان بنیادی تقاضوں سے تو بے نیاز ہو کر فکرو پریشانی سے لا تعلق ہو کر مزید بہتر طور پر اپنے فرائض کو سرانجام دے سکیں ۔ مزید برآں استدعا گزار ہوں کہ مختلف کارپوریشنوں میں دیئے جانے والے الاؤنسز کے تفاوت کو دور کیا جائے مثلاً لاہور کارپوریشن کے ملازمین کو کارپوریشن الاؤنس دیا جا رہا ہے جب کہ راولپنڈی کارپوریشن کے ملازمین تا حال اس الاؤنس سے محروم ہیں ۔ درخواست گزار ہوں کہ راولپنڈی کارپوریشن کو بھی اجازت دی جائے کہ وہ بھی اپنے ملازمین کو اپنے الاؤنس سے نوازے ۔ اس ضمن میں اہم ترین نکتہ میڈیکل الاؤنس کا ہے جس کے لئے درخواست گزار ہوں کہ اگر اسے تنخواہ کی شرح کے مطابق مقرر کر کے تنخواہ ہی میں شامل کر دیا جائے تو اس سے بہت سی بدعنوانیوں

کا قلع قمع ہو سکتا ہے ۔ نیز مناسب انداز میں مناسب حد تک تمام ملازمین بھی اس سے مستفید ہو سکیں گے ۔ کیونکہ فی الحال تو رقم مذکورہ مستحق افراد کی بجائے غیر متعلقہ افراد کی جیبوں کی نذر ہو جاتی ہے ۔

ایک بار پھر جناب والا معروض ہوں کہ اقلیتوں کے ہاں مسائل کی بھرمار ہے اور میں نے ان میں سے چند اہم ترین مسائل آپ کی خدمت جلیلہ میں پیش کئے ہیں ۔ اس قوی امید اور وثوق کے ساتھ کہ آپ کی حکومت جو صحیح معنوں میں عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے کوشاں ہے اور جس نے خصوصاً اقلیتوں کو ہر سطح پر نمائندگی دے کر ان کے مسائل حل کرنے کی طرف مثبت قدم اٹھایا ہے اقلیتیں اسے آپ کی طرف سے احسان عظیم تصور کرتی ہیں ۔ ملتجی ہوں کہ مذکورہ مسائل کے حل کے لئے بھی فوری اقدامات صادر فرما کر اقلیتوں کو مشکور و ممنون ہونے کا ایک اور موقع فراہم فرمائیں گے ۔

عالی جاہ ! میں اس حقیقت کو عیاں کرنے میں انتہائی مسرت و انبساط اور فخر و تبنحتر محسوس کر رہا ہوں کہ پاکستان سے ہماری وفا ۔ لگاؤ اور وابستگی کا ماضی ناقابل بیان حد تک قابل صد رشک اور قابل تقلید رہا ہے ۔ جس کا واضح ثبوت آج سے 33 سال پہلے وقوع پذیر ہونے والا وہ تاریخ ساز اور ناقابل فراموش سانحہ ہے جب اسی ایوان ذی وقار میں مسیحی اراکین اسمبلی نے پاکستان کے حق میں فیصلہ کن ووٹ دے کر پاکستان بننے کے خواب کو شرمندہ تعبیر کر دکھایا جیسے ہمارے محسنین نے دیکھا تھا ۔

عالی جاہ ! واضح ہو جاتا ہے کہ پاکستان کو منصہ شہود پر لانے میں مسیحان پاکستان اور دیگر اقلیتوں کا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا کہ ہمارے اکثریتی بھائیوں کا ہے ۔ جناب عالی ۔ ہم نہ صرف اپنے اسلاف قوم کی ان مثالی روایات کو قائم رکھیں گے بلکہ آپ کو اس عزم کی مکمل حمایت اور بھر پور تعاون کا یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان کے دفاع ۔ اس کی تعمیر و خوشحالی اور بقاء کے لئے اگر ہمیں خون کی قربانی بھی دینی پڑے تو قطعاً دریغ نہیں کریں گے ۔ پاکستان زندہ باد ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

ممبران کی طرف سے سوالات

اناؤنسر - معزز اراکین کے سوال و جواب کے لیے ایک گھنٹہ کا وقت ہے - اراکین اسمبلی صاحب صدر کو اب اپنے سوالات پیش کر سکتے ہیں -

چودھری محمد صدیق (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) - بسم اللہ الرحمن الرحیم - میں فیصل آباد سے آیا ہوں - میرے شہر میں ٹرانسپورٹ کا مسئلہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ ایک ایک سڑک پر چھ چھ کالج ہیں - جس وقت لڑکے اور لڑکیاں - طالب علم - مزدور اپنے اپنے کالجوں اور کام پر صبح کے وقت جاتے ہیں تو انہیں ٹرانسپورٹ نہیں ملتی - آپ نے حکم صادر فرمایا تھا کہ کوئی پرائیویٹ ادارہ اگر اس چیز کو چلا لے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں - ہم نے پوری کوشش کی مگر ہمیں وہاں ایسا کوئی پرائیویٹ ادارہ نہیں ملا - فیصل آباد میں اس مسئلے کو حل کیا جائے -

2 - ہمارے پاس سوئی گیس کا سسٹم شہر کے اکثر حصوں میں ہے مگر اکثر کو سوئی گیس نہیں مل رہی - ہم کارپوریشن میں بیٹھے ہوئے اتنے پریشان ہیں جب ایک سوئی گیس کے لیے ایک کونسلر اپنے ساتھ سینکڑوں آدمیوں کو لے جاتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں اور سوئی گیس کے مسائل کو حل کریں - میں سمجھتا ہوں کہ کارپوریشن کے میئر یا ڈپٹی میئر کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کو اپنے پلے باندھے - سرکاری محکمہ جات میں جو اچھے کام بھی کر رہے ہیں ان کو ہدایت فرما دی جائے کہ وہ شہر کے اندر ایسی پالیسی اختیار نہ کریں کہ ایک حصے کو سوئی گیس ملے ایک حصے کو نہ ملے -

3 - فیصل آباد سے ہاکی کے پلیئر پورے پاکستان میں ہیں - ایک ٹیم میں آٹھ آٹھ دس دس بیک وقت کھلاڑی ہیں - کراچی شہر کو اتنا بڑا گراونڈ دے دیا گیا ہے - حالانکہ پنجاب کے شہر لاہور کو نہیں دیا گیا - میں حضور سے درخواست کروں گا کہ حکومت پنجاب ہاکی کے سٹیڈیم کے لیے اسٹرو ٹرف

لاہور میں بچھانے اور فیصل آباد میں بھی ہاکی کا سٹیڈیم بنانے کیونکہ فیصل آباد کے اندر ہاکی کے بہت سے کھلاڑی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے -

4 ۔ اس کے ساتھ محکمہ اوقاف کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے - میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں ایک اتنی بڑی بلڈنگ ہے جس میں ایک میونسپل کالج اور ایک ہائی سکول واقع ہے - بہت بڑی بڑی بلڈنگیں جو غیر مسلم بنا کر چھوڑ گئے ہو سکتا ہے کہ ہماری توجہ نہ دینے سے وہ گر جائیں - ہمیں چاہئے کہ اگر ہم بنا نہیں سکتے تو جو چیز ہمیں مل چکی ہے اس کو سنبھالیں - جب اس کی مرمت کے لیے سکیم بنتی ہے تو کارپوریشن یا دوسرے محکمے کے لوگ وہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ محکمہ اوقاف کا کام ہے جہاں پر فنڈز لگ نہیں سکتے - محکمہ اوقاف سے کہا جائے کہ اتنے کروڑ روپے جمع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں بلکہ ان عمارتوں کو بچا لینا بہت بہتر ہے -

5 ۔ ٹرانسپورٹ کے متعلق میں نے بات کہی تھی کہ واقعہ یہ ہے کہ نئی لاریاں جب سڑک پر آتی ہیں تو کوئی انکم ٹیکس ادا نہیں کرتا بلکہ سینکڑوں لوگ اس میں حصہ دار بنتے ہیں کسی بھی لاری کے سڑک پر آنے سے پہلے اس سے ٹیکس لینا چاہئے - گورنمنٹ کس چیز سے چلے گی -

لہذا میں آخر میں درخواست کروں گا کہ فیصل آباد کو سوئی گیس - سٹیڈیم اور اربن روڈ ٹرانسپورٹ مہیا کرنے پر غور کیا جائے تا کہ ہر شہری آپ کو دعا دیتا رہے -

سیٹھ ایم ۔ عبدالرحمن (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاول پور) ۔ جناب صدر مشیران کرام و خواتین و حضرات ! میں بہاول پور کا چیئرمین ہوں اور بہاول پور کے مسائل کے بارے میں اپنے خیالات آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ ماضی کا وہ دور گزر چکا ہے جس میں بارہا غلطیاں ہوتی رہیں اور ملک کو کافی نقصان اٹھانا پڑا ۔ خدا کرے کہ آج آپ کی لگن اور توجہ سے ملک کے جو گزشتہ نقصانات ہوئے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے اور آئندہ کیلئے ہم ایسا مضبوط پاکستان بنا سکیں جو صحیح معنوں میں اسلام

کا قلعہ ہو ۔ جناب والا ۔ میں نے یہاں آکر دیکھا ہے کہ یہاں دوسرے تمام پیشہ ور حضرات کو جن میں تاجر بھی ہیں ۔ صنعت کار بھی ہیں ۔ اقلیتیں بھی ہیں نمائندگی دی گئی ہے ۔ لیکن میں کہوں گا کہ یہاں اگر نمائندگی نہیں ہے ۔ علما کرام کی نہیں یہ بد قسمتی ہے ۔ اس پر آپ غور فرما لیجئے ۔

جناب والا ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ میں نے اسلام آباد میں صدرمحترم سے گزارش کی تھی کہ وہاں پر (قومی اسمبلی) کلمہ طیبہ لکھ کر اس بات کا ثبوت دیا جائے کہ ہمارا ایوان بھی مسلمان ہے ۔ اس کا مطلب صرف اس نیشنل اسمبلی کے ایوان سے نہیں تھا بلکہ میں سمجھتا تھا کہ پاکستان کے تمام صوبوں کے ایوان میں یہ چیز رکھی جائے ۔ تو میں یاد دہانی کراتا ہوں کہ اگر آپ نے یہاں کلمہ طیبہ لکھ دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ کر ہمیں ایمانی قوت حاصل ہو گی ۔ خدا کرے کہ آپ کے ہاتھ سے یہ فریضہ ادا ہو سکے ۔

اب میں بہاول پور کے سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے محترم مشیر اوقاف و حیوانات نے جو تقریر کل فرمائی تھی اس کے سلسلے میں انہیں کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے ۔ بہاول پور ڈویژن جناب نے بھی بحیثیت ایک فوجی افسر کے دیکھا ہوگا وہاں چولستان کا علاقہ صحیح معنوں میں پورے پاکستان میں لائیو سٹاک کا سب سے بڑا مرکز بن سکتا ہے ۔ ہمارے ہاں خالص دودھ ۔ گوشت اور مکھن کی کمی جو پورے ملک میں ہے وہ وہاں سے پوری کی جا سکتی ہے ۔ لیکن وہاں پر تربیلا ڈیم سے جو پانی پہنچ رہا ہے اس کے لیے میں خاص طور پر عرض کروں گا کہ وہاں پر جو بھیڑ ۔ بکری ۔ گائے بھینس رکھنے والے لوگ ہیں ان کے لئے کوآپریٹو بیسز پر یا جس طرح بھی حکومت مناسب سمجھے بڑے بڑے فارم بنا دے تاکہ وہاں پر لائیو سٹاک پورے ملک کی ضروریات کو پورا کر سکے ۔ اس سلسلے میں میں نے کچھ اعداد و شمار حاصل کئے ہیں ان کے مطابق ملتان ڈویژن اور بہاول ڈویژن جانوروں کے سلسلے میں ٹاپ کر رہا ہے ۔ ملتان میں بھیڑیں 36 لاکھ ہیں اور بکریاں 25 لاکھ ہیں اس کے مقابلہ میں بہاول پور میں بھی تقریباً تقریباً ایسی ہی ہیں ۔ تو یہاں اتنے جانور ہو جاتے ہیں کہ اگر میں یہ تجویز

کروں کہ بہاول پور اور ملتان کے لیے حیوانات کی افزائش کے سلسلے میں ایک الگ ڈائریکٹوریٹ قائم کر دیا جائے تو اس بات کی ملک کے مفاد کے لیے ضرورت ہے اس میں جناب سے عرض کروں گا کہ اس پر بھی غور فرما لیا جائے۔

جناب والا ۔ میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جو سیم زدہ ہے ۔ شوگر مل حتی سنز کے نزدیک میری زمین ہے جس میں سردیوں میں ایک سے ڈیڑھ فٹ تک پانی چڑھ آتا ہے ۔ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ٹیوب ویلوں کا جو پانی بجائے نہر میں ڈالنے کے کھالوں میں ڈال دیا گیا ہے ۔ نہریں بھی چلتی ہیں اور کھالیں بھی چلتی ہیں جس کی وجہ سے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔ یہ اڑھائی تین سال سے ایسا ہو رہا ہے ۔ جب تک سیم نالے نشیبی زمین میں نہ نکالے جائیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ اور زمینیں اس طریقے سے ڈوبتی جائیں گی اور لوگ پریشان ہوں گے ۔ اس سلسلے میں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ اس ایوان کے جتنے بھی میونسپل کمیٹی یا دوسرے کونسل کے ممبر ہیں اگر دوسرے شہروں میں ایک دوسرے کے پاس بطور ایک خیر سگالی وفد کے آئیں تو اس سے ہمیں ایک دوسرے سے ملنے ۔ خیالات معلوم کرنے ۔ علاقے کے مسائل سمجھنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا نہایت ہی اچھا ذریعہ مل جائے گا اور دوسرے کی مہمان نوازی کی عزت بھی ہم حاصل کرسکیں گے ۔

اس کے علاوہ وقف اوقاف کا جہاں تک سلسلہ ہے بہاول پور میں سب سے بڑا وقف ہے جس میں کوٹ مٹھن اور چاچڑاں ہے جس میں خواجہ غلام فرید کا سب سے بڑا وقف ہے لیکن میں درد مندی سے عرض کروں گا کہ اس وقف پر کچھ خرچ نہیں کیا گیا ۔ ہمیں اس سے پارٹ پرننگ ہوتی ہے کہ کم از کم جو آمدن وہاں ہوتی ہے وہاں کے لوگوں پر خرچ ہو ۔ یتیموں پر خرچ ہو اور طالب علموں پر خرچ ہو ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ جس سب سے بڑی محرومی کا ہم شکار ہیں میں نے اسلام آباد میں بھی عرض کیا تھا اور پھر آپ کی خدمت میں بھی کیونکہ آپ ہی گورنر ہیں ۔ آپ ہی ہمارے ایڈمنسٹریٹر ہیں ۔ وہ یہ ہے کہ بہاول پور سروس کے اعتبار سے سب سے زیادہ محرومی کا شکار ہے ۔ ون یونٹ

سے لے کر اب تک دیکھ لیجئے کہ ہم نے کتنی تعداد آپ کو ون یونٹ میں دی تھی اور اب ہمارے پاس کیا باقی رہ گیا ہے ہمارے آدمیوں کی پچھلے بیس سال سے حق تلفی ہوئی ہے ۔ آبادی کے لحاظ سے ہم صوبہ پنجاب کا 20 فی صد حصہ ہیں اور ہمیں 20 فی صد کوٹا ہر صورت ملنا چاہئے اور منسٹر میں جناب صدر صاحب سے دست بستہ عرض کروں گا کہ 10 فی صد کوٹا ملنا چاہئے ۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ آپ کئی سال کی پنجاب کی سول سروس کی لسٹیں دیکھ لیجئے خاص طور پر بہاول پور کے افسران کی لیکن آج تک کسی کو کمشنر بنانے کا اہل نہیں سمجھا گیا ۔ آج تک ڈپٹی کمشنر کسی کو نہیں لگایا گیا ۔ ہمارے لوگوں کی کیا صلاحتیں بالکل ختم ہو چکی ہیں ۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس سے ہمیں احساس محرومی ہوتا ہے اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے محترم ایوان کے سامنے یہ بات پیش کروں ۔

اس کے علاوہ بہاول پور میں آثار قدیمہ بہت ہیں ۔ بہت سے بدھ دور کے دبے ہوئے ہیں جو چولستان میں ہیں ۔ اگر محکمہ آثار قدیمہ وہاں پر کھدائی کرے تو یقینی طور پر یہ دیکھ لے گا کہ وہاں پاکستان کی چھپی ہوئی تاریخ برآمد ہو گی اور یہ پاکستان کے لئے ایک باعزت بات ہوگی ۔

جناب والا ۔ بہاول پور میں امپرومنٹ ٹرسٹ تھا ۔ وہ میونسپل کمیٹی میں ضم کر دیا گیا ۔ میں پہلے وائس چیئرمین تھا ۔ دو دفعہ وہاں منتخب ہوا ۔ تیسری دفعہ اب چیئرمین منتخب ہوا ہوں ۔ تو میں نے 1971 میں جو سیٹ چھوڑی تھی اب جب میں وہاں واپس گیا ہوں تو حیران ہوا ہوں کہ امپرومنٹ ٹرسٹ کا جو اثاثہ تھا اس پر کنٹونمنٹ بورڈ نے بلا وجہ قبضہ کر لیا ہے ۔

جناب گورنر ۔ میری خواہش یہ تھی اور میرا خیال ہے کہ ایوان کی بھی یہی خواہش ہوگی کہ سوالات صوبائی سطح کے ہوں میں ان کے پاس بیسیوں دفعہ گیا ہوں ۔ یہی پوائنٹ انہوں نے بیسیوں دفعہ کہے اور بیسیوں دفعہ میں نے ان کو جواب دئے ۔ لیکن ان کی تسلی نہیں ہوتی ۔ پھر اسی بات کو کھڑا کر دیتے ہیں ۔ آپ وہ سوال کیجئے جو صوبائی سطح کے ہوں ۔ ہو سکتا ہے

کہ جو کمیٹیاں بیٹھی ہیں جنگلات کی اور دوسرے محکموں کی انہوں نے اس نکتہ کو چھوڑ دیا ہو یہ سوال وہاں نہیں پوچھا ہے یا انہوں نے کچھ وضاحت نہیں کی ہے ۔ آپ وہ وضاحت کریں ۔ باقی آپ کے جو علاقائی مسائل ہیں وہ میں آپ کے پاس بیسیوں دفعہ گیا ہوں ۔ جی پوائنٹ آپ نے مجھے بہاول پور میں بتائے پھر رحیم یار خان میں بھی کبھی پھر اسلام آباد میں بھی کبھی پھر تکرار کا کوئی فائدہ نہیں ۔ میں نے آپ کو جواب دے دئے ہیں ۔ میں اب بھی جواب دوں گا یہ نہیں کہ جواب نہیں دوں گا ۔ میں جواب دہ ہوں اور جواب دوں گا لیکن یہ سوالات پہلے ہو چکے ہیں ۔ ابھی چودھری محمد صدیق سالار صاحب بھی بیچ میں فیصل آباد کو لے آئے آپ بہاول پور کو لے آئے ہیں ابھی کرنل صاحب اے ۔ ایچ ۔ مغل بولیں گے تو گوجر خان کو لے آئیں گے یا پنڈی کو لے آئیں گے ۔ میں یہ چاہوں گا کہ کوئی صوبائی سطح کی بات چیت ہو ۔

سیٹھ ایم عبید الرحمن ۔ جناب سروسز کا معاملہ صوبائی سطح کا ہے ۔

بہاولپور میں ایک چک ماموں ہے اس میں 123 مربع زمین ہے لیکن پچھلی حکومت نے اس کو زرعی اصلاحات کے تحت تقسیم کر دیا تھا ۔ یہ وقف زمین ہے اس کو صرف وقف کے مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہیے ۔ اس لیے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں کوئی موثر کارروائی فرمائی جائے ۔ بلدیاتی مشیر صاحب نے جو تقریر فرمائی تھی اس میں انہوں نے ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمینوں کے متعلق بات کی تھی لیکن بلدیات کے سلسلے میں رہ گیا تھا اس سلسلے ہیں بھی وضاحت فرما دیں تو مناسب ہوگا ۔

کرنل (ریٹائرڈ) اے ۔ ایچ ۔ مغل (وائس چیئرمین ۔ ضلع کونسل ۔ راولپنڈی) ۔ عالی جاہ مجھے وقت کی قلت کا احساس ہے میں صرف تین منٹ لوں گا ۔ سب سے پہلے میں عرض کروں گا کہ لوکل باڈیز آرڈیننس کے تحت مخصوص نشستوں کے چناؤ کا طریقہ شاید ٹھیک نہیں ہے ۔ جو آدمی اوپن الیکشن میں ہار جاتا ہے وہ چند ممبران کی ملی بھگت سے خصوصی نمائندہ بن جاتا ہے اس میں تضاد ہے اگر اس میں ممکن تبدیلی کر دی جائے تو مناسب ہو گا ۔ ہیلتھ کے بارہ میں دو تین دیہاتی مسائل ہیں ۔ جو سب پر عیاں ہیں ان کو

دور کرنے کی کوشش کی جائے ۔ میں چاہوں گا کہ ہر یونین کونسل میں جہاں ہیلتھ سنٹر نہیں شہروں سے کارپوریشن سے زچہ بچہ سنٹر تبدیل کر کے سر دست ان یونین کونسلوں میں بھیجا جائے۔ پنڈی کارپوریشن میں 8 سنٹر ہیں وہاں علاج کی سہولت موجود ہے لیکن دیہات میں قیمتی جانیں علاج میسر نہ آنے کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہیں ۔ اس لیے ان سنٹروں کو تبدیل کر کے دیہات میں بھیجا جائے ۔ ڈاکٹر صاحبان دیہات میں رہنا پسند نہیں کرتے ۔ اس سلسلہ میں مثبت اقدام فرمائے جائیں ۔ اور ڈاکٹروں کو دیہات میں زیادہ سہولتیں مہیا کی جائیں تا کہ وہ دیہات میں رہیں ۔ اور ڈاکٹروں کو نسبتاً شہروں کے دیہاتوں میں ملازمتیں دی جائیں پنڈی میں 23 ڈسپنسریاں ہیں لیکن صرف ایک ڈسپنسری میں ایک ریٹائرڈ ڈاکٹر ہے اس لیے اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔

دوسرا مسئلہ ہے میڈیکل کالجوں میں داخلے کا ۔ پنجاب میں اس مرتبہ 665 نمبر کی میرٹ لسٹ تھی اور پچھلی مرتبہ یہ لسٹ 636 نمبر کی تھی اس طرح نوجوان طبقہ میں مایوسی پھیل رہی ہے اور کردار و اخلاق پر برا اثر پڑ رہا ہے میں چاہوں گا کہ اس کے طریقہ کار کو ٹھیک بنایا جائے تا کہ فرسٹ ڈویژن میں آنے والے طلباء کو داخلہ مل سکے ۔ اور اسی طرح سیکنڈ ڈویژن والوں کو بھی داخلہ مل سکے ۔ اس پر غور کیا جائے ۔

جناب گورنر ۔ آپ کے تین منٹ ختم ہو چکے ہیں ۔

کرنل (ریٹائرڈ) اے ۔ ایچ مغل ۔ بہتر جناب ۔

سیدہ ماجدہ نیر عابدی (خاتون ممبر ضلع کونسل ۔ سیالکوٹ) ۔ محترم چیئرمین صاحب شرکاء کونسل و خواتین السلام علیکم ! چند گذارشات ہیں جو میں اس ایوان کی وساطت سے پیش کر رہی ہوں ۔ جناب والا ۔ جس طرح شہروں میں فرسٹ ایڈ اور طبی تربیتوں کے کورسز ہوتے ہیں اسی طرح دیہاتوں میں بھی یہ تربیتی کورس شروع کرائے جائیں تا کہ دیہاتی خواتین اور مرد طبی سہولتوں سے آشنا ہو سکیں ۔ ان ٹرینڈ ڈاکٹر اور نیم حکیم جو دیہات میں موت کا سبب بنے ہوئے ہیں ان سے چھٹکارہ پا سکیں ۔ اور وبائی

اور دوسری بیماریوں سے بچنے اور بچانے کا طریقہ ہم دیہاتیوں کو بھی آ سکے۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ جن ضلعوں سے نہریں نکالی جاتی ہیں وہ ضلع سیم کا شکار ہو جاتا ہے اور سیم سے اس کی زمین برباد ہو جاتی ہے۔ لہذا جن ضلعوں میں ان نہروں کا پانی لگتا ہے وہ آبیانہ کی رقم ان سیم زدہ ضلعوں پر ہی خرچ کرنی چاہیے تاکہ سیم نالیوں کی کھدائی کا انتظام درست ہو سکے۔

دیہاتوں میں خواتین کے لیے روزگار فراہم کیا جائے اور جال انڈسٹری قائم کی جائے۔ تاکہ دیہاتی خواتین بھی با عزت طریقے سے روزگار حاصل کر سکیں۔

زرعی ملک ہونے کی حیثیت سے گذارش کروں گی کہ بچوں کی تعلیم میں زراعت کو ایک خاص درجہ دیا جائے اور اس کو ایک مضمون کی حیثیت سے بچوں کو پڑھایا جائے۔ شکریہ۔

جناب ظہیر تاج (صدر کالونی ٹیکسٹائل ملز لیبر یونین ۔ ملتان)۔
جناب صدر میں سماجی اور فلاح کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ ریس کورس گراؤنڈ کو پبلک پارک بنانا اور مساجد کو مکاتب بنانے کا فیصلہ بہت موثر ہے ۔ اور اس کو مزید موثر کرنے کی کارروائی کی جائے۔

آج ہمارے معاشرے میں جہیز جیسی لعنت موجود ہے دعوتیں نمود و نمائش کے لیے ہوتی ہیں ۔ اس سلسلے میں سختی سے اقدامات کیے جائیں آج اخبار نوائے وقت میں خبر ہے کہ جہاں خوراک کی بات ہوتی ہے وہاں خوراک کے مسئلے میں اگر اس بات کا جائزہ لیں اور طریقہ کار ٹھیک ہو تو ہم خود کفیل ہو سکتے ہیں ۔ ایک شہر میں 35 من گوشت جس کی قیمت 28 ہزار روپے بنتی ہے ایک دعوت پر خرچ ہوا ۔

حکومت کی طرف سے جہیز ایکٹ اور دوسرے ایکٹ موجود ہیں ۔ میں

آپ سے درخواست کروں گا کہ ان پر سختی سے عمل کرایا جائے ۔ تاکہ جو محنت کشوں کی بچیاں ہیں وہ اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کر سکیں ۔

ایک اور مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کراؤں گا ۔ کہ اخبارات میں جو فلمی اشتہارات ہوتے ہیں ان سے فحاشی کی ترغیب دی جاتی ہے ۔ اس کا بھی سختی سے سد باب کیا جائے ۔

میری ایک اور درخواست ہے کہ موجودہ حکومت نے دو سال قبل لیبر کمیشن قائم کیا تھا تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو ۔ اور محنت کشوں کی فلاح و بہبود ۔ فنی تربیت اور روزگار کی فراہمی میں موثر اقدامات ہوں ۔ اس سلسلے میں موثر اقدامات کیے جائیں ۔

شیخ اللہ رکھا سونی (وائس چیئرمین برائے چیئرمین میونسپل کمیٹی سیالکوٹ) ۔ جناب صدر گورنر پنجاب اور تمام ہاؤس کے معزز اراکین السلام علیکم ! جناب صدر میں ہاؤس کے سامنے ایک درخواست پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ آپ نے بھی محسوس کیا ہوگا اس لیے میں ہر دوست سے کہنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی طریقہ یہ ہوتا ہے کہ نشان زدہ سوال پر ممبر کر سکتا ہے اور اس کا جواب بھی فی البدیہہ ہوتا ہے اس لیے میں ہاؤس سے گذارش کروں گا کہ آپ سوال کریں تقریر نہ کریں ۔

صاحب صدر میں لیبر سب کمیٹی میں تھا میں یہ کہنا چاہتا ہوں ۔ کہ انڈسٹری کا فائدہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ سوشل سیکورٹی ۔ ایجوکیشن ٹیکس اور پنشن رولز جنہیں باقاعدہ سابقہ حکومت نے بنایا تھا ان پر توجہ دی جائے آج سوشل سیکورٹی آرڈیننس کی وجہ سے تمام ایل ۔ سی (لیٹر آف کریڈٹ) کے مال دیہاتوں میں چلے گئے ہیں ۔ تاکہ پنشن رولز ان پر لاگو نہ ہو سکیں پنشن رولز کے متعلق آج کے دن تک لیبر کو قانون کا پتہ ہی نہیں کہ پنشن کب ملے گی اور کب نہیں ملے گی ۔ پنجاب کی انڈسٹری کے مال کا جو معیار پہلے ہوتا تھا وہ اس کے گاؤں میں چلے جانے کی وجہ سے بالکل ختم ہو گیا ہے ۔ اس پر غور کیا جائے ۔ سپورٹس کا مال مثلاً فٹ بال گیند وغیرہ بنانے

والی انڈسٹری دیہات میں چلی گئی ہے تاکہ انہیں لیبر کو سوشل سیکورٹی کے تحت مراعات نہ دینی پڑیں ۔ نیز باہر کے ملکوں سے جو لوگ آتے ہیں وہ پاکستان کی انڈسٹریز کو دیکھ نہیں سکتے نہ ہی پا سکتے ہیں اس لیے میں التماس کروں گا اور زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔ اس طریقہ کار کو درست کیا جائے ۔ ہمارے دستکار ہماری سب سے بڑی مشینری ہیں یہ لوگ بردہ فروشی سے باہر کے ممالک میں جاتے ہیں اور یہی ہماری مشینری ہے جس کی وجہ سے ملک کی انڈسٹری بیکار ہو کر رہ گئی اور مہنگائی بھی زیادہ ہوئی اس لیے اگر یہاں وہ کام کریں تو اتنی مہنگائی بھی نہیں ہو سکتی ۔ کام بھی بڑھ سکتا ہے اور اس ملک کی انڈسٹری سر سبز بھی ہو سکتی ہے ۔

جناب جاوید اقبال رانا (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاول نگر) ۔جناب والا ۔ غلام قاسم خان صاحب نے جو سفارشات پیش کی ہیں ۔ اس میں ہم ایک سفارش اور شامل کرنا چاہتے ہیں جو بلدیات کے لیے اور ہمارے لیے ایک مسئلہ ہے ۔ نان ایل سی ایس جو سٹاف ہے اس کو ایک میونسپل کمیٹی سے یا ایک ٹاؤن کمیٹی سے دوسری ٹاؤن کمیٹی میں ٹرانسفر نہیں کیا جا سکتا ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں ترمیم ہونی چاہیے ۔ کم از کم ڈویژن کے اندر نان ایل سی ایس سٹاف تبدیل ہونا چاہیے کیونکہ وہ سٹاف برسوں سے ایک ہی جگہ پہ ہے ۔ میونسپل کمیٹی کے جائیداد کے بھی مسائل ہیں ۔ تہ بازاری کے بھی مسئلے ہیں ، تو اس سلسلے میں ہم ترمیم چاہتے ہیں ۔ اس کے لیے ہاؤس میں ایک قرارداد پیش کی جائے ۔

ایک اور مسئلہ ہے لیبر کا کہ پاسکو یا دوسرے جو ادارے ہیں وہ جب دوسرے اضلاع میں خریداری کے لیے جاتے ہیں یا جو بھی ضلع انہیں الاٹ ہو تو وہ وہاں کی لیبر بھرتی نہیں کرتے ۔ مثلاً میرے ضلع بہاول نگر میں یہ ہے کہ وہاں پہ پاسکو والوں نے دوسرے اضلاع سے لیبر بھرتی کی ہے ۔ ہمارے مزدور بے کار ہو گئے ہیں ۔ پہلے یہ کام محکمہ خوراک کے ذمے ہمارے ضلع میں تھا ۔ اب ہماری لیبر بے کار ہو گئی ہے ۔ انہوں نے دوسرے اضلاع سے لیبر کی بھرتی کا کوئی ٹھیکہ لیا ہے ۔ اس سلسلے میں کوئی ترمیم ہونی چاہیے ۔

جناب ہارون رشید تھیم (چیف آرگنائزر - انجمن کاشتکاران پنجاب - حافظ آباد - ضلع گوجرانوالہ) - جناب صدر - میں نے آپ سے دو سوال انجمن کاشتکاران پنجاب کی طرف سے عرض کرنے ہیں - سوال یہ ہے کہ جناب نے ایک اجلاس میں وعدہ فرمایا تھا کہ جو جو علاقے اور جو جو اضلاع زیادہ سے زیادہ پیداوار بڑھائیں گے ان پر جو زرمبادلہ باہر سے آتا ہے اس کا بڑا حصہ خرچ کیا جائے گا - گوجرانوالہ کے بارے میں جناب نے فرمایا - یہ کم از کم چھ سات ارب بنتا ہے - کیا جناب نے یہ حکم صادر کر دیا ہوا ہے یا منظوری دے دی ہے یا عمل درآمد ہو رہا ہے کہ جن علاقوں سے کپاس - چاول - گندم - گنا - پیدا ہوتا ہے اور ان سے جو زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے ان علاقوں کی سڑکوں ہسپتالوں وغیرہ پر خرچ کیا جائے -

دوسری جناب گذارش یہ ہے اور یہ بھی انجمن کاشتکاران پنجاب کی طرف سے ہے - ہم دیہاتی لوگ ٹھیک ہے غریب اور سفید پوش ہیں - ہماری ظاہرداری سفید پوشی ہے - لیکن جیسا کہ جناب کو معلوم ہے کہ ہم اپنی خودداری اور عزت کو ہمیشہ قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں - یہ جو آپ کے سینما اور تھیٹر وغیرہ ہیں یہ جو دیہاتی گندے نام رکھتے ہیں - کہیں پنڈ دی کڑی اور کئی اس طرح سے - جناب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ میں اس کے بارے میں تحقیقات کروں گا اور میں انہیں کھینچ کے رکھ دوں گا - کیا جناب نے اس پر عملدرآمد کرانے کا حکم دے دیا ہوا ہے -

تیسرے نمبر پر میری یہ گذارش ہے کہ جو ہماری بہنیں اور عزیزہ ہیں ان کو میں انجمن کاشتکاران کی طرف سے آپ کی وساطت سے مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کل سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان میں ایک بھی ننگے سر نہیں ہے - سب نے اپنے سر پر پردہ لیا ہوا ہے - اور یہ پاکستان میں پہلی مثال دیکھی ہے کہ کسی اجلاس میں ہماری بہنیں اور عزیزہ آئی ہیں تو سر پر پردہ لیے ہوئے آئی ہیں -

جناب سراج قریشی (صدر - لاہور کریانہ ایسوسی ایشن - لاہور) - لاہور کے اندرونی شہر کی پانچ لاکھ آبادی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے -

اندرون شہر کے مکینوں کو سوئی گیس فراہم کر دی جائے - امر ضے پانچ کروڑ روپے سالانہ مٹی کے تیل کی بچت ہوگی - اور شہروں کو یہ بنیادی سہولت مل جائے گی - دوسرے یہ ہے کہ اندرون شہر کا علاقہ ایل ڈی اے کی تحویل میں دے دیا جائے تاکہ اس علاقے میں بھی ترقیاتی کام ہو سکیں -

جناب گورنر - میں نے بھی کہا تھا کہ یہاں اپنے ذاتی مسائل تحت لائیے - local problems یہاں نہ لائیے - یہاں مسائل پنجاب کی سطح پر ہونے چاہیں - میرے خیال میں آپ تک یہ بات نہیں پہنچی - اب یہ آخری سوال ہوگا -

سردار محمد عارف خان (وائس چیئرمین قصور) - میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے میاں غلام محمد احمد خان مانیکا کو اپنا مشیر مقرر کیا ہے - میں اس سے پہلے بھی لاہور ضلع کا وائس چیئرمین رہا ہوں - اس وقت وائس چیئرمین کو کچھ اختیارات تھے لیکن اب جو چٹھی گئی ہے اس کے مطابق وائس چیئرمین کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے - میں آپ کی خدمت میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ آپ اس بات کو خود دیکھیں اور میاں صاحب سے مشورہ کریں کہ آیا وائس چیئرمینوں کو کچھ اختیارات ملنے چاہیئں یا نہیں ؟

آوازیں - ملنے چاہیئں -

گورنر پنجاب کا صوبائی کونسل پنجاب کے اراکین سے خطاب

اناؤنسر - خواتین و حضرات ! اب میں ایوان کی جانب سے جناب گورنر پنجاب لفٹیننٹ جنرل سوار خان صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایوان کو اپنے خطاب سے نوازیں -

جناب گورنر لیفٹیننٹ جنرل سوار خان - بسم اللہ الرحمن الرحیم - معزز

اراکین پنجاب کونسل ! مجھے افسوس ہے کہ میں سوالات کا سلسلہ زیادہ دیر جاری نہ رکھ سکا ۔ تین بج گئے ہیں شاید آپ لوگوں نے گھر جانا ہو گا اور آپ لوگ یہاں دیر تک نہ رکے رہیں ۔ جوں جوں کھانا کھا کر آپ لوگ یہاں بیٹھے ہیں ہو سکتا ہے کہ آپ کا interest بھی ضائع ہوتا چلا جاتا ہے ۔ تو میں نے کہا کہ میں یہ وقت لے لوں کیونکہ جب تک آپ باہوش ہیں میں اپنے تھوڑے سے خیالات آپ تک پہنچا سکوں ۔

صدر پاکستان کی زیر ہدایت تشکیل پانے والی اس کونسل میں شمولیت پر میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور صوبائی معاملات میں آپ کی شرکت کا خیر مقدم کرتا ہوں ۔ کونسل کے پہلے اجلاس میں تقریباً سبھی اراکین کی شرکت ان کے احساس ذمہ داری اور جذبہ قومی کی عکاس ہے ۔ عوام نے آپ کو اپنی نیابت کا اہل سمجھا ہے ۔ یہ بات ان کے لئے باعث فخر بھی ہے ۔ آپ کے لئے بہت سی اہم ذمہ داریاں بھی لے کر آئی ہے ۔ خدا آپ کو ان ذمہ داریوں سے بخوبی عہدہبرآ ہونے کی توفیق دے ۔

سب سے پہلے تو میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اور یہ اہم حقیقت ہمیشہ ہمارے مدنظر رہنی چاہیے ۔ قوم رسول ہاشمی ص کے اجزائے ترکیبی اقوام مغرب سے بہت مختلف ہیں ۔ اس کی بنیاد زبان ، نسل اور رنگ و خون پر نہیں بلکہ وحدت فکر و ایمان ہے اور یہی وحدت ہمارے اتحاد عمل کی ضامن ہے ۔ اگر ہم اس بنیادی نکتے کو پیش نظر رکھیں گے تو ہماری تمام پالیسیاں قومی یکجہتی کو پروان چڑھائیں گی ۔ تنقید بھی محض تعمیری ہوگی اور دیانت دارانہ اختلاف رائے بھی اتحاد و یگانگت کو فروغ دے گا ۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے پنجاب میں لوکل کونسلوں کی کل تعداد 2458 ہے جن میں 2240 یونین کونسلیں ہیں اور بقیہ ضلع کونسلیں ، میونسپل کارپوریشنیں ، میونسپل کمیٹیاں اور ٹاؤن کمیٹیاں ہیں ۔ تحصیل کی سطح پر کسی کونسل کی تشکیل نہیں دی گئی بلکہ اس کی بجائے تھانہ کی سطح پر

290 مراکز قائم کئے گئے ہیں جنہیں ترقیاتی پروگرام میں انتہائی اہم مقام دیا گیا ہے ۔ چونکہ حکومتی معاملات میں ان تمام اداروں کو شریک کار کیا جا رہا ہے اس لئے ان کے اراکین کو حکومت کے کام سے روشناس کرانے کے لئے بہت سے تربیتی پروگرام بھی منعقد کئے گئے ہیں ۔ مختلف مقامی سطحوں پر جو ادارے قائم کئے گئے ہیں اور ان کے ذریعے عوام کو امور ریاست میں شریک کار کرنے کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا اس کا منطقی تقاضا یہ تھا کہ ایسا ہی اہتمام صوبائی سطح پر بھی کیا جائے جو جمہوری عمل میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اس سطح پر ہم نے منتخب نمائندوں کے ساتھ زندگی کے اہم شعبوں خواتین اور اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے بعض بعض اہم افراد کو بھی شریک کیا ہے تاکہ کونسل کی کارروائی اور عوامی امنگوں کے ساتھ ساتھ قومی زندگی کی ناقابل تردید حقیقتوں کے بھی آئینہ دار ہوں ۔

یہ بات درست ہے کہ کونسل کی حیثیت محض مشاورتی ہے مگر اس کی اہمیت اور افادیت کی نشاندہی کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں ۔ پنجاب اسمبلی کا سیکرٹریٹ اس کونسل کے سیکرٹریٹ کے طور پر کام کرے گا ۔ کونسل میں جن خیالات کا اظہار کیا جائے گا اور آرا اور تجاویز پیش کی جائیں گی حکومت ان پر غور و فکر کرتے وقت ان کو وہی اہمیت دے گی جو پذیرائی جمہوری معاشرے میں عوامی نمائندوں کے خیالات کو ملنی چاہئیے ۔ اس سلسلے میں ایک طرف عوام آپ سے بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ آپ ذاتی پسند و ناپسند سے بالاتر ہو کر محض فلاح معاشرہ کو مدنظر رکھیں گے اور عوام کے جذبات کی دیانت داری سے عکاسی کریں گے اور دوسری جانب حکومت کو یقین ہے کہ سرکاری پالیسیوں ۔ کارگزاری اور عمال حکومت کے کام کا تجزیہ کرتے وقت ذاتیات کی بجائے بلند نظری اور عالی ظرفی آپ کا طرہ امتیاز ہوگی کیونکہ صرف صحت مندانہ تنقیدی اصلاح احوال میں کامیاب ہو سکتی ہے اور ناقد کے عز و وقار میں اضافے کا سبب بنتی ہے ۔

جیسا کہ میں نے ابھی کہا حکومت اپنی پالیسیوں کی تشکیل کرنے

وقت کونسل کی آرا کو ملحوظ خاطر رکھے گی ۔ آپ کو بھی چاہئے کہ ان پالیسیوں پر عمل درآمد کے کام پر نگاہ رکھیں تا کہ اصلاح احوال کا عمل مسلسل جاری رہے ۔ آپ کا مشاہدہ اور آپ کی رائے ان پالیسیوں میں مناسب تبدیلیاں کرنے اور آگے چل کر بہتر پالیسیاں مرتب کرنے اور ان پر بہتر عملدرآمد کے سلسلے میں انتہائی مفید ہوگا ۔ اس طرح آپ حکومت کے دست و بازو ہی نہیں بلکہ چشم بینا کا کام بھی دیں گے ۔

مجھے اس کونسل میں بہت سی قابل احترام خواتین کو دیکھ کر بھی مسرت ہوئی ہے ۔ انہوں نے زندگی کے مختلف شعبوں میں کار ہائے نمایاں سر انجام دے کر نام پیدا کیا ہے ۔ خواتین ہماری آبادی کے نصف کے لگ بھگ ہیں اور تعمیر و ترقی کی کوئی کوشش ان کی شرکت اور بھر پور تعاون کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی ۔ اب جب کہ مختلف سطحوں پر عوامی نمائندوں کو ایک بار پھر ترقیاتی کاموں میں شریک کار کیا جا رہا ہے ۔ میں ایک نہایت ہی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حکومت وسائل کی کمی کے باوجود کونسلوں کی مالی اعانت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گی ۔ صوبائی اسمبلی آئندہ سال یونین کونسلوں کو دیہی سطح پر منصوبوں کے لئے 4.5 کروڑ روپے دے گی ۔ اس کے علاوہ وفاقی حکومت بھی لوکل کونسلوں کو 5 کروڑ روپے دے گی ۔ ظاہر ہے کہ ضرورت کے مقابلے میں یہ رقم بہت کم ہے ۔ لہذا ان کونسلوں کو اپنے علاقوں کی ترقی اور اپنے عوام کی فلاح کے لیے خود بھی مقامی سطح پر وسائل مہیا کرنے میں خصوصی توجہ دینا ہو گی ۔ یہ رقم ٹیکسوں کے ذریعے بھی حاصل ہو سکتی ہے ۔ میں ساتھ یہ بھی ذکر کئے دیتا ہوں کہ ابھی اس سال جو ختم ہونے والا ہے اس میں سنٹرل گورنمنٹ نے 5.5 کروڑ روپیہ رقم دی ہے ۔ اس میں سے فی یونین کونسل ہم نے 20 ہزار روپیہ ان کو دیا ہے اور جو باقی بچا تھا تین چار لاکھ روپیہ وہ فی ڈسٹرکٹ کونسل کو دیا ہے تا کہ وہ یونین کونسل خرچ کر سکے ۔ بیت المال قائم کر کے بھی آپ کچھ نہ کچھ رقم مہیا کر سکتے ہیں ۔

نچلی سطحوں سے منصوبہ بندی شروع کرنے کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہوتا

ہے کہ لوگوں میں احساس شرکت بیدار ہو اور اس احساس کی بیداری ان کی خوابیدہ ، صلاحیتوں کو جلا بخشے ، ان میں خود اعتمادی پیدا کرے ۔ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی ترغیب دے اور دوسروں کا دست نگر بننے سے روکے ہمارے صوبے میں ایسے بیدار مغز اور اہل دل انسانوں کی کمی نہیں جنہوں نے سکولوں اور شفاخانوں وغیرہ کے لیے زمین فراہم کی اور پھر ان اداروں کی دیکھ بھال کرتے رہے ۔ دیہی علاقوں میں تھوڑی سی سرکاری مدد حاصل کرکے سڑکیں پختہ کیں ۔ کھالے کھودے ۔ یہ عالی حکومت اور عوام کے جذبہ رض شناسی ہی کا اثر تھا کہ محکمہ امداد باہمی کے دئے ہوئے قرض کی خطیر رقم واپس سرکاری خزانے میں پہنچ گئی ۔ حکومت نے لوکل کونسلیں قائم کرکے قوم کو جذبہ حب الوطنی ۔ خود اعتمادی اور اپنی مدد آپ کے مواقع فراہم کر دئے ہیں ۔ اب یہ عوامی نمائندوں کا کام ہے کہ وہ اپنے قول و عمل سے قوم کے ان قدرے خوابیدہ جذبات کو بیدار کریں ۔ ایک غریب ملک عزت نفس اور قومی حمیت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے صرف اسی صورت معاشی خوش حالی کی منزل کو پا سکتا ہے جب اس کے افراد خود آگہی کی دولت سے مالا مال ہو جائیں ۔

ترقیاتی پروگرام کے سلسلے میں ہم نے جو ترجیحات وضع کی ہیں ان کی وضاحت کل کے اجلاس میں کی جاچکی ہے ۔ یہ ترجیحات عوامی نمائندوں کے مشورے سے متعین کی گئی ہیں ۔ آئندہ مالی سال کے دوران جب ہم وقتاً فوقتاً پروگرام پر عمل درآمد کا جائزہ لیں گے تو آپ کی مزید تجاویز کو مدنظر رکھتے ہوئے تھوڑے بہت رد و بدل کی مزید گنجائش بھی نکل سکے گی ۔

آپ یقیناً اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے کے لیے ایک اہم ضروری بات یہ بھی ہے کہ ملک میں امن و امان اور سکون و اطمینان کی فضا قائم رہے ۔ یہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر شہری کے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کا معقول بندوبست کرے ۔ خدائے بزرگ و برتر کا احسان ہے کہ ہم نے اپنی اس ذمہ داری کو نبھانے کی

حتی المقدور سعی کی ہے ۔ ہمارا یہ پختہ عزم ہے کہ انتشار و افتراق اور فتنہ و فساد کی ہر کوشش کو سختی سے دبا دیں ۔ ہنگامہ آرائی کی سیاست کی ہر طرح حوصلہ شکنی کریں ۔ مجھے یقین ہے کہ پنجاب کا ہر ذی شعور شہری اس کوشش میں ہمارا معاون و مددگار ہوگا ۔

ابھی آپ کی سبجیکٹ کمیٹوں کا جلسہ ہوا ہے یہ 19 کمیٹیاں تھیں ۔ اس کے علاوہ بعد میں کوچھ سوالات و جوابات ہوئے ہیں ۔ اگر ہر ایک کے متعلق 20 سے کم سے کم ضرب دیں تو یہ چار پانچ سو کے لگ بھگ سوالات ہیں ۔ میں نے کہا ہے کہ سوالات اور جوابات نوٹ کئے ہیں مگر پھر بھی میں چاہوں گا کہ میں بھی تھوڑی سی وضاحت کروں حالانکہ جہاں آپ کی کمیٹیاں بیٹھی ہیں وہاں حکومت کے کارندے موجود تھے ۔ ایڈوائزرز موجود تھے اور پنجاب گورنمنٹ کے سیکرٹری صاحبان موجود تھے ۔ انہوں نے آپ کو بتایا ہو گا کہ آپ کی حکومت اس کے متعلق کیا کر رہی ہے لیکن پھر بھی میں حتی المقدور کوشش کروں گا کہ جو حکومت کی پالیسیز ہیں ان کے متعلق آپ کو بتلا دوں ۔ جو ہمیں آپ سے تجاویز یا سفارشات ملیں وہ بڑی اہم تھیں ۔ میں ان کی بڑی قدر کرتا ہوں لیکن آپ بھی اس بات کو سمجھیں گے کہ جو بھی تجاویز ہوتی ہیں وہ اس ہاوس کے اندر ہوں یا باہر آپ جو بھی رائے دیں گے اس رائے پر عمل کرنے کے لیے پیسے کی ضرورت ہے ۔ اس میں مالی دشواریاں ہوتی ہیں کوئی چیز کریں یا بجلی کی شرح کم ہونی چاہئے یا انتظامی تبدیلیاں ہونی چاہیں یا کچھ اور ہو اس میں مالی مشکلات ہوتی ہیں ۔ آپ مالی مشکلات کو ایکزمن کرکے ہی کسی حل پر پہنچ سکتے ہیں ۔ اس لیے جو آپ کی تجاویز ہمیں ملی ہیں اس کے لیے ہم نے ایک سلیکٹ کمیٹی بنائی ہے اس میں آپ حضرات میں سے کچھ حضرات پر اس کا انحصار ہوگا ۔ اس میں گورنمنٹ کے آدمی بھی ڈالیں گے ہر ایک سبجیکٹ کے اوپر آپ کی جو تجاویز ہیں ان پر غور و خوض کرکے دیکھیں گے اور جو ممکن ہوا وہ انشاء اللہ کریں گے ۔ جو کریں گے اس کے متعلق جب آپ اگلی دفعہ حاضر ہوں گے تو اس وقت آپ کو بتایا جائے گا کہ ہم یہ کر سکتے ہیں ۔ اور جن پر عمل پورا نہیں ہو سکتے ۔ وہ بھی ہم بتائیں گے

کہ کیوں اس پر عمل پورا نہیں ہو سکتے ۔ آپ کو اس کی وجہ بتائیں گے کہ کیوں نہیں ہو سکتا ۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ہماری راہنمائی کریں اور پھر غور و خوض کے بعد اس پر بھی روشنی ڈالیں گے ۔

جو بھی آپ نے کہا ہے یہ سمجھیں یہ سب لکھا جا چکا ہے ۔ یہ ہاؤس کے ریکارڈ پر آ گیا ہے اور اس سے آپ اس قسم کا حکومت احتساب کر سکتے ہیں کہ ہم نے یہ مشورہ دیا اور آپ نے اس مشورہ کو رد کیا اور رد کیا تو کیوں کیا ۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ آپ مالی مسائل کو بھی سمجھتے ہیں ۔ اس لیے اگر ہم کام نہیں کر سکتے تو اس میں کوئی خاص وجوہات ہیں کام نہ کرنے کی ۔

گورنر پنجاب کی طرف سے سوالات کے جوابات

سب سے پہلا سوال ۔ پہلے سپیکر لوکل گورنمنٹ کے تھے ۔ انہوں نے کہا کہ عدالتیں ہونی چاہیں ، یونین کونسل کے پاس اختیارات ہونے چاہیں ، آنریری مجسٹریٹ ہونے چاہیں وغیرہ وغیرہ ۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہماری کوشش یہ ہے کہ یونین کونسل کے چیئرمین کے پاس اتنے اختیارات ہونے چاہیں جتنے کہ پہلے کسی وقت پنچایت کے پاس اختیارات ہوتے تھے ۔ یہ لوکل کونسل کا ڈیپارٹمنٹ غلام احمد خان مانیکا صاحب کے زیر قیادت ہے ۔ ان کے پاس ایک سیکرٹری صاحب ہیں ۔ ہم نے ملتان کے ڈپٹی کمشنر جرون خان صاحب کو یہاں بلایا ہے ، یہ ان کے ڈائریکٹر جنرل ہیں ۔ ان کا کام صرف یہ ہو گا کہ آپ کے ساتھ رابطہ رکھیں ۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ ایک تو بات یہ ہے کہ الیکشن کے بعد کافی ناچاقیاں ہوتی ہیں ۔ لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ یہ دشمنی کی حد تو نہیں ، ویسے ناچاقیاں ہیں ، ناراضگیاں ہیں ، سیاسی ناراضگیاں ہیں ، اس کو دور کیا جائے اور دوسرے جو حضرات آپس کی کھینچا تانی سے اپنے علاقے کو فائدہ نہیں پہنچا رہے ان کی رغبت اس طرف کی جائے کہ وہ اپنے علاقے کے لیے کچھ مثبت کام کریں ۔ بجائے اس کے کہ وہ اس لڑائی میں الجھے ہوئے ہیں اور کام نہیں کر رہے ۔ اگر آپ حضرات کو کسی قسم کی تکلیف ہو ، اگر آپ کے پاس تجاویز ہوں ، واپس جا کے بھی آپ کے ذہن میں کوئی بات آئے تو آپ بے شک ان کے سیکریٹ

کے ساتھ ملاپ رکھیں ۔ جیون خان اور مانیکا صاحب یہ آپس میں مل کر آپ کے مسائل کو حل کریں گے ۔ اگر خود مسائل حل نہیں کر سکتے تو دوسری منسٹریز میں دیں گے ۔ دوسرے ڈیپارٹمنٹ کو دیں گے ۔ لوکل باڈیز کے جو آپ کے نمائندے ہیں ان کا رابطہ حکومت کے ساتھ رہے تا کہ جو آپ کی ، ضروریات تو میں نہیں کہوں گا ، جو آپ کے ذہن میں بات آتی ہے اس سے کچھ نہ کچھ گورنمنٹ کو بھی فائدہ پہنچے ۔

میں بات کر رہا تھا یونین کونسل کی ۔ یونین کونسل کا چیئرمین ہے ، وہی اس پر کام کر رہے ہیں ۔ اس کے پاس کار ہونی چاہئے ، مصالحتی عدالتوں کے اختیار ہونے چاہیں جو پنچایت کونسل کے پاس ہوتے ہیں ۔ دوسرا یہ کہ ہر مرکز میں آپ یونین کونسل کا جو سینیئر آدمی ہے اس کو ہم ایک آنریری مجسٹریٹ بنائیں گے ۔ ہر مرکز کے اندر ایک آنریری مجسٹریٹ ہوگا ۔ پہلے میں نے کہا تھا کہ تحصیل کے اندر ہونا چاہیے ، ہر تھانے میں ہوگا ، تین چار ہوں گے تو اس سے کافی مدد ملے گی ۔ وجہ یہ ہے کہ پہلے بد قسمتی سے ہم لوگوں کی ضروریات سے کافی حد تک insensitive رہے ۔ اور لوگوں کو انصاف نہیں پہنچتا ۔ آپ لوگوں کو انصاف ملتا ہے کیونکہ آپ صاحب اثر و رسوخ ہیں ۔ اگر ایس پی آپ کی بات نہیں مانے گا تو آپ ڈی آئی جی کے پاس چلے جائیں گے آئی جی کے پاس چلے جائیں گے ، میرے پاس پہنچ جائیں گے ۔ لیکن غریب آدمی کسی کے پاس نہیں جا سکتا ۔ اس لیے ہماری خواہش یہ ہے کہ وہ insensitivity ختم ہو جائے ۔ لوگوں کے اپنے نمائندے مدد کر سکیں تا کہ ان کے چھوٹے چھوٹے مسائل حل ہو سکیں ۔ میں نے آنریری مجسٹریٹ کے بارے میں عرض کر دیا ہے ۔ ابھی میں نے کہا کہ یونین کونسلیں ہمارے پاس 2240 ہیں ۔ لیکن لاہور جو بڑا شہر ہے اس کے اندر میئر صاحب ، یا ان کے ڈپٹی میئر صاحب یا کونسلرز ہر جگہ کنٹرول نہیں کر سکتے ۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ یہاں پر پرانے وقتوں کے وارڈ سسٹم کی طرز پر وارڈ کمیٹیاں بنائی جائیں ۔ تا کہ یہ وارڈز کمیٹیاں ، چھوٹے چھوٹے لوگوں کے مسائل کو ٹھیک کر سکیں ۔ یہ ہم تھوڑی سی امنڈمنٹ کر رہے ہیں ۔ ہمارے جو مراکز ہیں

ہم چاہتے ہیں کہ ان کو ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کے لیے یا رورل ڈویلپمنٹ کے لیے تھوڑا اور منظم کیا جائے مرکز جو ہمارا ہے۔ فی الحال یہ تھانہ ہے، اس کا کچھ سٹاف ہم نے دے دکھا ہے، منیجر ہے، پروجیکٹ منیجر ہے یونین کونسل کے ممبران وہاں ہوتے ہیں، ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر اس علاقے کا چیئرمین بھی ہے وہاں بیٹھا ہے، ہم چاہتے کہ ہر ایک مرکز کو اچھی طرح ڈویلپ کیا جائے جو لوگوں کی ایڈمنسٹریٹو ضروریات ہیں اسی طرح سے ہم چاہتے ہیں اس کو ایک سب تحصیل کا درجہ بھی دیا جائے۔ جہاں تحصیل دار بیٹھے، ریکارڈ وہاں ہو، بنکس وہاں ہوں، تھانہ پولیس کے لوگ وہاں ہوں، ایجوکیشن کا انتظام وہاں ہو، اسپیکٹر ایجوکیشن ہو تا کہ تمام علاقے کی ضروریات مرکز کے اندر سمیا کی جا سکیں۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ اس مرکز کی جو آرگنائزیشن ہے، اعلیٰ طریقے سے ہو۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ سب سے پہلا جو مرکز بنے وہ لالہ موسیٰ میں ہو۔ وہاں پہلے بھی بلڈنگز ہیں، اس کا بندوبست ہے اور اس کو ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایک نمونہ مرکز بنے جب بن جائے گا تو انشاء اللہ آپ کو دکھائیں گے کہ کس طرح وہ کام کرتا ہے۔ تا کہ بعد میں آہستہ آہستہ باقی مراکز کو بھی ٹھیک کیا جائے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ پٹواری وغیرہ سب لوگوں کو یونین کونسل کے دفتر میں ہونا چاہیے۔ یہ میں نے کچھ عرصہ پہلے کہا تھا لیکن اس پر شائد پورا عمل نہیں ہوا۔ زمیندار کا زیادہ مسئلہ پٹواری کے ساتھ ہے۔ جیسا آپ نے ریونیو کے متعلق سفارشات بھیجی ہیں، اس کو اپنے پٹوار خانے کے اندر رہنا چاہیے۔ پٹوار کی جو حدود ہیں اس کے اندر رہنا چاہیے تا کہ لوگ اس کو مل سکیں۔ ہو سکتا ہے کہ یونین کونسل کی بلڈنگ اس کے لیے ٹھیک ہو۔ لیکن وہ اتنی بڑی نہیں کہ آپ کے سب دفاتر وہاں بن سکیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ان سب کے اوپر یونین کونسل کے چیئرمین کو کڑی نظر رکھنی چاہیے۔ جو division of responsibilities، ہم نے وضع کی ہیں، اس میں ریونیو اور لاء اینڈ آرڈر ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس ہو۔ لیکن پھر بھی پٹواری کو وہاں موجود ہونا چاہیے۔ باقی جو فیلڈ اسسٹنٹ ہے، آپ کا ویٹرنری اسسٹنٹ ہے، یہ لوگ allied ڈیپارٹمنٹس کے ہیں۔ یونین کونسل کے چیئرمین ان کی دیکھ

بحال کر سکتے ہیں ۔ لیکن پٹواری ان کے اگر قابو نہیں آتا تو یہ ڈپٹی کمشنر کے قابو میں ہے ۔ ان سے لوگوں کو تکالیف ہیں تو ان کو وہ لوکل بلوا سکتے ہیں اور اس سے اپنا کام کروا سکتے ہیں ۔ لیکن ان کو اپنے حلقے کے اند موجود ہونا چاہیے اور وہاں کام کرنا چاہیے ۔ فی الحال مشکل ہماری یہ ہے کہ ان کے اوپر نگرانی مشکل ہے ۔ ابھی ایڈمنسٹریشن ہماری گاؤں تک ہے ۔ کسی گاؤں میں پٹواری بیٹھتا ہے ، کسی میں فیلڈ اسسٹنٹ بیٹھتا ہے ، کسی میں ویٹرنری اسسٹنٹ بیٹھتا ہے اور سکول ٹیچرز آپ کے ہر گاؤں میں ہیں ۔ حکومت کے لوگ تو وہاں موجود ہیں مگر ان کی دیکھ بھال کرنے والا ، ڈپٹی کمشنر ان کے پاس کہاں پہنچ سکتا ہے ، لیکن ہم نے کہا ہوا ہے وہ مہنے میں دس دن دورہ کرے ۔ کبھی کرتا ہے کبھی نہیں کرتا ۔ اس کے پاس گاڑی ہے ، فوراً واپس آ جاتا ہے ۔ اس کو لوگ وہاں ملتے ہیں یا نہیں ملتے ۔ تو اس لیے یونین کونسل کے جو حضرات ہیں گاؤں کا ممبر ، یونین کونسل کا چیرمین ، اگر ، وہ جاگ رہا ہے تو اس کی دیکھ بھال کرے گا اگر یہ کام نہیں کرتا ۔ لیکن فی الحال میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ پٹواری سے ڈرتے ہیں کہ اگر پٹواری ناراض ہو گیا تو کل کو یہ میری زمین کسی اور کے نام نہ شاید لگوا دے ۔ لوگ ان کو خوش رکھنا چاہتے ہیں ۔ اور یہی چکر چلے تھا جو بڑا زمیندار ہے اس نے اس کو والٹ سائیڈ پہ رکھا ۔ چھوٹے زمیندار جو اس کی اپنی قوم کے لوگ تھے ، برادری کے لوگ تھے ، ان پر وہ ظلم کرتا رہا ۔ لیکن اب یہ نہیں چلے گا ۔ چیئرمین یونین کونسل کو چاہیے ، ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبران کو چاہیے کہ وہ دیانت داری سے کام کریں ۔ اس کو دیکھیں کہ وہ ٹھیک کام کرتا ہے ، ہر ایک کے لیے انصاف کرتا ہے ، یا صرف اپنے لیے کام کرتا ہے ان کی تھوڑی سی ذمہ داری ہے ۔ ضروری ہے کہ وہ ان کے اوپر چیک رکھیں ۔

راشن ڈپوؤں کے متعلق کہ کون راشن دے کون نہ دے ۔ ضرور آپ سفارش کیجیے ۔ راشن ڈپو آپ کینسل کریں گے تو اس کے پاس لیگل ریمیڈی ہے ۔ وہ کورٹ میں چلا جائے گا کہ میرا راشن ڈپو کیوں بند کیا ۔

مارشل لاء والوں نے کچھ راشن ڈپو منسوخ کیے لیکن وہ کورٹ میں چلے گئے ۔ کورٹ سپریم ہے ۔ civil law is supreme اس لیے الجھی راشن ڈپو دوبارہ واپس مل گئے ۔ جو آدمی کام گڑ بڑ کرتا ہے بے شک آپ اس کی سفارش کیجیے کہ یہ اچھا آدمی نہیں ہے ، اس کو معطل کر کے ایک نئے آدمی کو لگائیے ۔ آپ چاہتے ہیں کہ اور راشن ڈپو والا ہونا چاہیے ۔ تو یونین کونسل کا جو چیئرمین ہے ۔ ہر ایک گاؤں میں کم از کم ایک ڈپو ہوتا ہے یا ایک دو گاؤں میں ایک ڈپو ہوتا ہے ۔ اس یونین کونسل کا ممبر اس کو recommend کرے ۔ چیئرمین یونین کونسل کہتا ہے کہ اس کو ہٹا دیا جائے ، اس کو بدلی کر دیں ، تو اس کو کر دیا کریں ۔ لیکن آپ کی سفارش کے بغیر کوئی باہر سے کارندہ impose نہیں کرے گا کہ کسی کسی راشن ڈپو کو کھول دو ۔ پبلک ہی کے کہنے پر ان کو مامور کیا جائے گا ۔

تہ بازاری ۔ بے شک اس کا بھی آرڈر جاری کر دیں گے ۔ تہ بازاری جہاں جگہ موجود ہے ، آپ ان کو بٹھانا چاہتے ہیں تو ضرور بٹھائیے ۔ لیکن اس پر ہم ذرا اور غور کر لیں کہ اس مسئلے کی نوعیت کیا ہے ، کتنا بڑا مسئلہ ہے ، یا چھوٹا مسئلہ ہے ۔ پھر انشاءاللہ آپ کو اس کے متعلق اطلاع دیں گے ۔

عشر اور زکواۃ ۔ عشر اور زکواۃ کے متعلق ہم نے زکواۃ کمیٹیاں بنائی ہیں ۔ زکواۃ کمیٹیاں لوگوں نے چنیں ۔ اچھے لوگ چنے ہیں ۔ مجھے کئی دفعہ رپورٹ ملی ہے کہ کہیں اچھے آدمی نہیں چنے ۔ بہر حال وہ چنے گئے ہیں جس وقت عشر اور زکواۃ کا کام شروع ہوا تو ہم چاہیں گے کہ فی الحال وہ کام کریں اور اس کے بعد جب آپ لوگوں کو۔ ہم نے دیکھا کہ کس طریقے سے یونین کونسل کے لوگ کام کر رہے ہیں ، کس لگن سے کام کر رہے ہیں اور کس قسم کے لوگ ہیں تو بہتر یہی ہو گا کہ ایک set up کے لوگ رہیں ۔ بجائے اس کے کہ آپ بھی ہوں اور وہ لوگ بھی ہوں ۔ آپس میں ہم فساد نہیں چاہتے ۔ تو بہتر ہوگا کہ اس وقت یونین کونسل کے لوگ

کام کریں ۔ جب تک یہ نظام نافذ ہوگا ، اس وقت تک شاید کوئی نئی انسٹرکشنز آئیں ۔ لیکن فی الحال ہم چاہیں گے کہ وہی لوگ کام کریں جو پہلے لگے ہوئے ہیں ۔ پریذیڈنٹ صاحب نے بہاول پور میں بیت المال کے لیے کچھ پیسہ دیا ۔ میں نے بھی چند ایک اضلاع میں جہاں گیا بیت المال کے لیے پیسے دیے ۔ لوگوں نے خود بیت المال کے لیے پیسے جمع کیے ۔ وہ بھی زکواۃ کی طرح سے خرچ کیے جائیں گے یعنی مستحق لوگوں پر خرچ کئے جائیں گے ۔ جو کمیٹیاں ہماری پہلے زکواۃ اور عشر کی بنی ہوئی ہیں وہی فی الحال کام کریں گی ۔ جہاں تک زکواۃ اور عشر کا تعلق ہے وہ نافذ کر رہے ہیں ۔ اور آپ جانتے ہیں ، آپ اخبارات پڑھتے ہیں ۔ ٹی ۔ وی دیکھتے ہیں ۔ ریڈیو سنتے ہیں ۔ میٹنگز ہو رہی ہیں اور اس کو جلدی finalize کریں گے ۔ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ اس کو فوری طور پر نافذ کیا جائے ۔ کسی نے کہا ہے کہ آئی ۔ آر ۔ او ملازم ہیں ان پر نافذ نہیں ہو سکتے ۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ گورنمنٹ ملازمین پر لاگو نہ ہو سکتا جب تک یہ آرڈر پاس نہیں ہو جاتا اور فی الحال لیبر کمیشن کی رپورٹ سٹڈی ہو رہی ہے ۔ اس لیے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ آیا لیگل اتھارٹیز اس بات کو مانتی ہیں یا نہیں ۔ گورنمنٹ ہسپتالوں میں ڈیوب ویل آپریٹرز ہیں ۔ انہوں نے بھی یونین بنا رکھی ہے ۔ ان کی مرضی ہوتی ہے تو کام کرتے ہیں اور اگر مرضی نہیں ہوتی تو کام نہیں کرتے ۔ جب تک گورنمنٹ فیصلہ نہیں کرتی ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔

جہاں تک شوگرسیس کا تعلق ہے کسی نے کہا ہے کہ شوگرسیس ڈسٹرکٹ کو ملنا چاہیے ۔ شوگرسیس کو ڈویژنل کمشنر صاحب کنٹرول کرتے ہیں ۔ یہ سڑک بھی ڈویژنل کمشنر صاحب بناتے ہیں جس کے اوپر وہ گنا روٹ کرتے ہیں ۔ اس لیے فی الحال ہم اس کو ڈسٹرکٹ کو نہیں دے سکتے یہ کمشنر صاحب ہی کریں گے ۔ اس میں نقصان نہیں ہے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ آپ لوگ جو ممبران ہیں یا پہلے جو منتخب لوگ اس کمیٹی میں تھے یہ پیسہ جو اس میں آتا ہے وہ آپ کی سفارش سے خرچ کیا جا رہا ہے ۔ یا نہیں ۔ نئے ممبران بنیں گے اس میں سے بعض وہی ہوں گے جو منتخب ہو کر آئے ہیں آدھے سے زیادہ

ایسے ہوں گے - تین چوتھائی ایسے ہونے چاہئیں - لیکن یہ sub-issue ہے - بہتر یہی ہے کہ جہاں کام کر رہے ہیں ان میں خود اعتمادی پیدا کریں - بعض لوگ مقدمہ بازی کرتے ہیں جھگڑتے ہیں لیکن جب وہ دیکھیں گے کہ کام کر رہے ہیں اور مدد کر رہے ہیں - تکالیف دور کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے وہ آپ کا ساتھ دیں گے - لیکن یہ sub-issue ہے -

جہاں تک اعزازیہ اور ٹی اے ڈی اے کا تعلق ہے اس کے لیے قانون وضع ہے جیسے آپ آئے ہیں آپ کے لیے ٹی اے ڈی اے اور آپ کے رہنے سہنے کا بندوبست کیا ہے - ڈسٹرکٹ کونسل میں بھی یہ پروویژن ہے - آپ کے پاس پہلے بھی تھی - ہاں یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کہ وہ مہینے کی تنخواہ ملے گی یا نہیں کیونکہ یہ تنخواہ دار کام نہیں ہے - آپ پبلک کے نمائندے ہیں - ہم نے اس کے لیے پروویژن نہیں کی - ہم دیکھیں گے - جوں جوں کام چلا ہم بھی آپ کی خدمت کریں گے - جیسے پہلے ہو رہا تھا -

سڑکوں کے متعلق بات ہوئی تھی کہ سڑکیں ڈسٹرکٹ کونسل کو بنانی چاہئیں یا پنجاب گورنمنٹ کو سڑکوں کے متعلق کافی سوچ بچار کیا ہے - ابھی چند دن ہوئے ژالہ باری ہوئی تھی میں گوجر خان گیا - وہاں مالیکا صاحب نہیں گئے میں وہاں بذریعہ روڈ پہنچا یہ سڑک بہت خراب تھی کیونکہ یہ تین محکموں کے پاس ہے - آدھی سڑک ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس ہے آدھی ٹاؤن کمیٹی کے پاس - اور آدھی پی ڈبلیو ڈی کے پاس - سڑک بنا دی گئی تھی لیکن دس پندرہ سال ہو گئے ہیں کسی نے اس سڑک کو دیکھا تک نہیں ہے - سڑک کی بری حالت ہے میں تو کہوں گا کہ وہ سڑک ہے ہی نہیں - آپ اس پر چل نہیں سکتے - گرد ہے رفتار بھی بہت سست ہے - اس لیے تین چار ملاؤں میں مرغی حرام ہو گئی ہے - ہماری کوشش ہے کہ جو بھی کام ہو وہ سکہ بند ہو - ہر ضلع کے پاس روڈ رولرز ہیں - چاہے اس میں راولپنڈی ہو یا ساہیوال ہو یا کوئی اور ضلع ہو ان کے پاس سڑک بنانے کا تمام سامان موجود ہے - یہ 15/11/75 میل ہے - وہاں یہ سامان بھی ضائع ہو رہا ہے efforts بھی ضائع ہو رہی ہیں - سٹینڈرڈ آپ رکھ نہیں سکتے - اس لیے میں نے

فیصلہ کیا ہے کہ جو پلاننگ ہوگی وہ ڈسٹرکٹ کونسل کرے گی - آپ کہیں گے کہ وہیں سڑکیں چاہئیں تو سڑکیں بنیں گی - جو سڑکیں پلاننگ میں آ جائیں گی وہ ضرور بنیں گی - سڑک کی میٹلنگ کا کام سی اینڈ ڈبلیو کا کام ہے جسے آپ بی ڈبلیو ڈی کہتے ہیں - وہ اس کو maintain کریں گے - پکی سڑک بنائیں گے - کیونکہ میں ابھی اس سڑک پر گیا تو میں کسی کو نہیں پکڑ سکتا حالانکہ وہاں بھی ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر جاتے ہیں لیکن کسی نے اس چیز کی پرواہ نہیں کی ہے - سی اینڈ ڈبلیو میں چیف انجینئر - سپرنٹنڈنٹ انجینئر ذمہ دار ہیں - جہاں تک کچی سڑک کا تعلق ہے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ پلاننگ کے مطابق ڈسٹرکٹ کونسل سڑک بنائیں گی - اور ڈسٹرکٹ کونسل ہی اس کو maintain کرے گی - درخت لگانا وغیرہ وغیرہ - پرانے وقتوں میں یہ کام ڈسٹرکٹ بورڈ کیا کرتا تھا - پکی سڑک جس کو آپ ٹھنڈی سڑک کہتے ہیں - یہ سی اینڈ ڈبلیو maintain کرتی ہے - اس طرح نہیں کہ سب کو پیسہ بانٹیں - پیسہ ایک ہی کو دیا جائے تاکہ وہ صحیح کام کرا سکے - انشاءاللہ امید ہے کام ٹھیک ہوگا -

دوسرا سبجیکٹ ہیلتھ کا ہے - یہ بہت اہم محکمہ ہے آپ لوگ اس میں دلچسپی لیں - گورنمنٹ نے ہسپتال بنائے ہیں - کئی لوگ ہسپتال بنا رہے ہیں - حکومت بھی بیسک ہیلتھ یونٹس بنا رہی ہے اور ہم نے بنائے ہیں - خاص طور پر پنڈی ڈویژن میں ہم کوشش کر رہے ہیں - وہاں یونین کونسل میں بیسک ہیلتھ یونٹس ہونے چاہئیں - تحصیل میں رورل ہیلتھ سنٹر اور ہسپتال بنانے چاہئیں - اور گورنمنٹ اس لائن میں انشاءاللہ بیشمار یونٹس بنائے گی آپ نے ڈسپنسری کے متعلق کہا ہے کسی نے یونانی طب کی ڈسپنسری کے لیے کہا ہے کہ یہ بھی ہونی چاہیے - لاہور شہر میں ہے - ہم آہستہ آہستہ کوشش کریں گے کہ تمام جگہ پر ہوں - حکیم آفتاب قرشی صاحب بیٹھے ہیں - یہ ہماری مدد کریں گے - ہم ابھی ایلوپیتھک یا دوسری ڈسپنسری نہیں رکھ سکتے - ہمارے پاس ڈاکٹروں کی کمی ہے - یہ کمی تین چار سال میں پوری ہو جائے گی - فی الحال ہمارے پاس یہ تجویز ہے کہ انہیں دو سال تک نوکری کرنے پر مجبور کریں - ہم نے کوشش کی ہے کہ یا وہ

آرمی میں جائیں گے ۔ اور وہاں دو سال کام کریں گے یا وہ دیہات کے ہسپتال میں دو سال کام کریں گے ۔ صدر پاکستان نے کہا ہے کہ ہم ان پر لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں تو یہ کم از کم دیہات میں کام کریں ۔

دوائیوں کی کمی ہے ۔ اس دفعہ ہم نے فالتو پیسے بھی دیے ہیں ۔ لیکن یہ ایسی جگہ ہے جہاں پر آپ زکوۃ عشر یا اور کوئی مدد کر سکتے ہیں ۔ اس میں آپ مخیر حضرات بھی کچھ contribution کر سکتے ہیں ۔ لیکن یہ لوکل نمائندوں کا کام ہے کہ وہ دیکھیں کہ دوائیوں کی کہیں کمی نہ آئے ۔ اگر کمی ہے تو مجھے اطلاع کریں تاکہ میں کوشش کروں کہ وہ کمی پوری ہو جائے ۔ اگر ہمارے پاس فالتو فنڈز ہوئے تو انشاءاللہ ضرور مدد کریں گے ۔ اگر ہسپتال میں دوائی نہ ہو تو بہت بری بات ہے ۔

تین چار چیزیں میں اور آپ سے عرض کروں گا ۔ ایک ہے صفائی ۔ صفائی بہت ضروری ہے ۔ ہمارے شہروں کے اندر ۔ ہمارے دیہات کے اندر صفائی لازمی ہونی چاہیے ۔ لیکن اس کے متعلق ہم بالکل کوئی کوشش نہیں کر رہے ۔ صفائی اسلام کے اندر ایک بڑا حکم بھی ہے ۔ نماز پڑھنے کے لیے اپنے آپ کو صاف رکھنا بہت ضروری ہے ۔ اس میں ہماری کافی کوتاہی ہے ۔ اس میں ہم کچھ مدد کر سکتے ہیں ۔ اس کا تعلق پریوینٹو ادویات کے ساتھ ہے ۔ ہمارے بیسک یونٹس میں سینیٹری انسپکٹرز ہیں ۔ بہت سے لوگ وہاں بابو بن کر بیٹھ جاتے ہیں ۔ نہ گھر سے نکلتے ہیں ۔ نہ ڈسپنسری سے باہر نکلتے ہیں ۔ آپ ہی اس کے لیے کچھ کیجئے ۔ جب آپ معائنہ کے لیے جاتے ہیں تو آپ اس کو چلتا کیجئے ۔ آپ دیہات کی یونین کونسل کے ساتھ مل کر اس کو مجبور کریں کہ وہ کام کریں ۔

ہماری کوشش یہ بھی ہے کہ ہر جگہ اچھا پینے کا پانی ملے ۔ اس کے لیے ہم سکیمیں بنا رہے ہیں ۔ ابھی میں نے ہیلتھ والوں کو کہا ہے کہ ہر جگہ کا پانی چیک کریں سب سے زیادہ بیماریاں خراب پانی سے ہوتی ہیں ۔ اگر یہ پتا چل جائے کہ کہاں کا پانی خراب ہے تو انشاءاللہ اور ٹیوب ویل دے سکتے ہیں ۔ جہاں آپ کا پانی شور ہے وہاں ٹیوب ویل نہیں لگ سکتا ۔ نہر کے پانی کے

سلسلے میں انہیں فلٹریشن ٹینک مہیا کیے جائیں - کچھ نہ کچھ ہو - لوگوں کو صاف پانی ملنا چاہیے - اس سال کافی توجہ بھی دیں گے اور کوشش بھی کریں گے -

ایگریکلچر ایک بہت اہم شعبہ ہے - اس کے متعلق بیسیوں سوالات ہیں - مثلاً قیمتیں زیادہ ہیں - کھادکی قیمت زیادہ ہے چیزوں کی قیمت اتنی نہیں بڑھی - اس پر کافی غور و خوض کے بعد یہ کیا کہ ابھی گندم کی قیمت ایک روپیہ 65 پیسے فی من بڑھی ہے - گندم کی قیمت دو سال میں تین دفعہ مقرر کی گئی - پہلے 37 روپے فی من تھی پھر 45 روپے فی من ہوئی - بجائی کے وقت ، اگائی کے وقت اور ابھی بھی قیمت بڑھی ہے - ڈیزل مہنگا ہوگیا کچھ لیبر کی مہنگائی ہو گئی - ابھی کسی نے کھاد نہیں ڈالی ہے کیونکہ مہنگی ہے - ایک روپیہ 65 پیسے اس cast کو defray کرنے کے لیے کیا گیا - ہماری زراعت میں کافی اضافہ ہوا ہے - خدا کے فضل و کرم سے کاٹن میں بڑا اچھا اضافہ ہوا ہے - چاول بھی اچھا ہوا ہے - گندم پچھلی دفعہ بھی اچھی ہوئی اور خدا کے فضل سے اس دفعہ بھی بڑی اچھی ہوئی ہے - لیکن ہمارے ہاں ایک چیز ہے کہ پروڈکشن تب بڑھتی ہے جب ہمارا زیر کاشت رقبہ بڑھتا ہے یعنی ہماری کارکردگی جہاں تک peraere y ield ہے اتنی اچھی نہیں - ہماری گندم کی اوسط کوئی پندرہ سولہ من فی ایکڑ ہے - اس دفعہ ڈاکٹر عبدالغفور ہوتی صاحب کا خیال ہے کہ ہماری گندم کی فی ایکڑ پیداوار ہو سکتا بیس بائیس من تک پہنچ جائے - اگر بائیس نہیں تو دو من ہی بڑھ جائے تو پروڈکشن کم نہیں ہے - یہ بڑی اچھی بات ہے - لیکن اس پر ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ اگر ہم قیمت زیادہ مانگتے ہیں تو ہماری پروڈکشن بھی زیادہ بڑھتی جائے - ہمارا گنا چار سو من فی ایکڑ پیدا ہوتا ہے - لوگ تو دوہزار من فی ایکڑ پیدا کرتے ہیں - قیمت اس کی زیادہ ہے لیکن پھر بھی منافع اس قیمت پر ہو جاتا ہے زراعت والے لوگ اور آپ بڑے بڑے زمیندار مجھ سے اتفاق کریں گے کہ جب پچھلی دفعہ میں دیپالپور کی طرف گیا تو مجھے ایک زمیندار ملا - اس نے کہا کہ ان کی گندم 35 . 40 من فی ایکڑ ہے - آپ کہیں گے کہ وہ غلط کہتا ہے لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ

ہمیں قیمت کی کوئی فکر نہیں ہے ۔ قیمت ٹھیک ہے یعنی 37 روپے فی من قیمت ٹھیک ہے ۔ جب یہ 45 روپے فی من ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے ۔ لیکن کچھ لوگ خوش نہیں ہیں ۔ آپ ساٹھ روپے فی من کر لیں ۔ 80 روپے فی من کر لیں لیکن اس سے دوسری چیزیں مہنگی ہو جائیں گی ۔ آپ کے جوتے مہنگے ہو جائیں گے ۔ آپ کا کپڑا مہنگا ہو جائے گا ۔ دوائیاں مہنگی ہو جائیں گی ۔ لیول خراب ہو جائے گا ۔ یہ گندم کی قیمت بیسک پرائس ہے ۔ اس لیے اس پر کافی غور و خوض کے بعد اضافہ ہوا ہے ۔ پھر ہوائی سے پہلے اکتوبر کے اندر نئے سرے سے دوبارہ قیمت مقرر کی جائے گی ۔ آپ شائد اتفاق نہ کریں ۔ statistics سے کوئی بھی اتفاق نہیں کرتا ۔ ہمارے پاس facts تو ہیں نہیں ۔ جو absentee land lords ہیں ان کے لیے تو گندم کی قیمت شائد ٹھیک نہیں ہے ۔ لیکن جو زمیندار وہاں زمین کے اوپر بیٹھ کر کام کرتا ہے وہ تقریباً ٹھیک ہے جو لاہور میں رہ کر یا کسی اور جگہ رہ کر کام کرے گا اس کا خرچ زیادہ ہے ۔ ان کو اور پیسہ چاہئے ۔ اسی طرح چاول کا ہے ۔ کاٹن کا ہے ۔ تو ان کی قیمتیں تقریباً ٹھیک ہیں ۔ اگر قیمتیں آپ کے اوپر چھوڑ دیں تو پھر Inflation ریٹ زیادہ ہو جائے گا ۔ جو ہمارے ملک کے اندر دوسرے ممالک کی نسبت کم ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تھوڑا بہت کنٹرول ہے ۔ کئی دفعہ میں زمینداروں سے ملتا ہوں ۔ زمیندار کہتے ہیں کہ یہ ہمارے اوپر ظلم ہو رہا ہے ۔ میں نے جیسے آپ سے عرض کیا ہے کہ دیپالپور کے زمیندار اس قیمت سے بڑے خوش تھے کہ یہ بالکل ٹھیک ہے ۔ کوشش کیجئے کہ ہماری فی ایکڑ پیداوار بڑھے ۔ چونکہ ہماری فی ایکڑ پیداوار نہیں بڑھتی اس لیے ہم نے لینڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنائی ہے تا کہ جو زمین ہماری بنجر پڑی ہے ۔ جنگل پڑا ہے اس کو آباد کیا جائے جس سے ہماری پیداوار بڑھے ۔ دنیا بھر میں تمام ممالک کے اندر اور خاص کر ہمارے ملک کے اندر جو گندم خراب ہوتی ہے وہ بارانی علاقوں میں ہوتی ہے ۔ لیکن ہمارے یہاں بارانی اوسط پیداوار سات آٹھ من فی ایکڑ ہے ۔ ہمارے نہری رقبے کی جو گندم ہے وہ ہم زیادہ اگاتے ہیں ۔ یہ میرے خیال میں زمیندار کے لیے misuse ہے ۔ آپ نہیں کہہ سکتے کہ ہماری

ریسرچ کمزور ہوئی ہے - ہمارے ہاں بارانی علاقے میں گندم کی خاص ریسرچ نہیں ہوئی بیج اچھے نہ ہوئے۔ اس سال خدا کے فضل سے فصل اچھی ہوئی ہے - بھٹی صاحب نے بارانی علاقے میں بڑی کوشش کی جس کی وجہ سے اب فصل بہت اچھی ہوئی ہے - ابھی ہم نے وہاں بارانی سکول بنایا ہے بارانی کالج ہے۔ ریسرچ ایجوکیشن سے ہو سکتا ہے کہ ہماری بارانی ایریا کی فی ایکڑ پیداوار بڑھے - اس طرح ہم زیادہ قیمت لے سکتے ہیں - انٹریسٹ فری لون پچھلے سال بیس کروڑ روپے دیا - چھوٹے زمینداروں نے اسے واپس کر دیا - اب یہ چالیس کروڑ ہے کسی نے کہا ہے کہ یہ ایک ارب ہونا چاہیے تو انشاء اللہ ہر سال اس کو ڈبل کرتے جائیں گے - جیسے جیسے کارکردگی بہتر ہوتی جائے گی - یہ اس طرح بغیر سود کے قرضہ بڑھ سکتا ہے۔ اس کو لوگوں نے کافی اچھی طرح استعمال کیا ہے - اس میں کئی شکایات بھی ہوئیں - کئی لوگوں نے اور نام سے لے لیا - یہ ہوتا رہتا ہے - اگر کوئی پکڑا گیا تو اس کو نہیں دیں گے -

آلو کی ایکسپورٹ قیمت جیسے گورنمنٹ نے مقرر کی ہے اور بھٹی صاحب نے کہا کہ کوئی تکلیف نہیں ہے - کسی نے کہا تھا کہ ایکسپورٹ کا بندوبست کیجئے - ان کی بھی مشکلات ہیں کیونکہ زمیندار ہر سال اتنی مقدار میں آلو پیدا نہیں کرتا - اسی مقدار میں ہر سال کنو اور مالٹا نہیں ہوتا اس لیے وہ مارکیٹ پیدا نہیں کر سکتے اس لیے ہماری کوشش اس سلسلے میں ہے - افغان مہاجرین کو ہم نے کافی آلو بھیجے - زمیندار کی ہم نے کافی مدد کی ہے - اب یہ کہنے لگے ہیں کہ ہماری ھلدی پڑی رہتی ہے اس کو کوئی لینے والا نہیں ہے - لیکن ہم انڈسٹریلسٹ حضرات سے مل کر یہ کوشش کریں گے کہ وہ آپ کے لیے ایکسپورٹ کا بندوبست کریں - لیکن جہاں تک ایکسپورٹ پرائس کا تعلق ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ زمیندار کو 25 روپے فی من آلو کی قیمت ملے - ہر ایک کو ہر شے نہیں مل سکتی وہ جلد بازی میں بیچ دیتے ہیں ہم اس کی اس میں کچھ مدد نہیں کر سکتے - کولڈ سٹوریج ہیں اس میں رکھ لے یا کوئی اور بندوبست کر لے - اس سے کافی لوگوں کو فائدہ ہوگا مگر سب کو نہیں - ابھی ہم نے جو کوآپریٹو سٹور بنایا ہے امید ہے کہ اس سال اگلے سال سے بھی اچھا کام کرے گا اور یہ دقت نہیں ہوگی -

soil testing کے لیے ہمارے پاس لیبارٹریز ہر ڈویژنل ھیڈکوارٹرز پر ہیں لیکن یہ بڑی ضروری چیز ہے ۔ لیکن جہاں کہیں میں گیا ہوں میں نے وہاں پوچھا ہے کہ کوئی زمیندار ایسا نہیں جو اپنی زمین کی ٹیسٹنگ کروائے۔ شائد ان کو علم نہیں ہے ۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ کے پاس یہ سہولت ہے آپ ان کو بتائیں ۔ آپ جب باہر جائیں اس کا پراپیگنڈا کیجئے ۔ شائد یہ لوگ اپنی زمینیں ٹیسٹ کروائیں تا کہ ان کی پیداوار بڑھے ۔

الکٹیریفیکشن ۔ الیکٹرسٹی وغیرہ کا بندوبست ہے ہماری سب سے زیادہ کوشش ایریگشن کی طرف ہے کہ remodelling of canals کیا جائے۔ ہم ڈیزل باہر سے منگواتے ہیں ۔ ڈیزل کا پمپ مہنگا ہے ۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ بجلی کی تاریں کھینچیں اور بجلی کا کنکشن دیں وہ سستا بھی ہوگا اور لوگ اس کو اچھی طرح استعمال بھی کر سکیں گے ۔ اگلے سال اے ۔ ڈی ۔ پی کے لیے ہمارے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ منیلا گئے ہیں وہ لوگ یہ کام کوآپریٹیو بیسسز پر کرتے ہیں ۔ میرے خیال میں یہاں بھی کوآپریٹو بیسز پر یہ کام کریں تا کہ زیادہ ٹیوب ویل لگ سکیں ۔

جپسم ۔ اس کے لیے ہم ایک مل لگا رہے ہیں تا کہ وہ اس کو پیس کر ملا سکیں خاص طور پر اس ایریا میں جہاں کی زمینیں خراب ہوئی ہیں ۔

لائیو سٹاک ۔ یہ بہت اہم موضوع ہے ۔ جیسا کہ بیگم عابدہ صاحبہ نے کہا ہے کہ ہم اس کے ساتھ بالکل یتیموں جیسا سلوک کرتے ہیں ۔ ایسی بات نہیں ہے ۔ اس دفعہ ہم نے اس کے لیے کافی کوشش ہے ۔ ہماری کوشش یہ رہی ہے گوشت اور دودھ کی پیداوار بڑھے ۔ اور دوسرے جو یہاں کے جانور ہم ڈرافٹ کے لیے استعمال کرتے ہیں ۔ خاص کر بارانی علاقوں میں یا اور کہیں وہاں بھی ان کے پاس یہ کافی موجود ہیں ۔ دودھ کے لیے جیسا کہ آپ جانتے ہیں شیخوپورہ میں ملک پلانٹ ورلڈ بنک کی طرف سے لگ رہا ہے ۔ دودھ ہمارے ہاں پیدا ہوتا ہے لیکن اس کی تقسیم کا سسٹم نہیں ۔ اکٹھا کرنے کا سسٹم نہیں ۔ اس میں کچھ کوآپریٹو کام کرے گی ۔ انشاء اللہ اس کو ٹھیک کریں گے لیکن

اس میں کچھ وقت لگے گا۔ جیسا کہ انڈیا نے کیا ہے۔ ڈاکٹر بوٹی صاحب انڈیا جا رہے ہیں۔ وہ اس کو گجرات میں آنند کے مقام پر دیکھیں گے لیکن اس میں کافی آرگنائزیشن کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ اس پر بھی کام ہو گا۔

جہاں تک اینیمل ھسبنڈری کا تعلق ہے۔ بیماریوں کو کنٹرول کرنے کا تعلق ہے میرے خیال میں ہمارا ملک جو پڑوسی ممالک ہیں ان سے بہت اچھا ہے جو آپ کے پاس لائیو سٹاک انسٹیٹیوٹ ہے وہ ایشیا میں تو نہیں کہہ سکتا لیکن کافی اچھا ہے۔ ویکسن بناتے ہیں۔ دوائیاں پیدا کرتے ہیں۔ جہاں بیماریوں کا کنٹرول بہت اچھا ہے۔

دوسرے آپ نے کہا کہ لوگوں کو incentive ملنا چاہئے۔ ابھی ہم کالرا سٹیٹ میں ساڑھے بارہ بارہ ایکڑ لوگوں کو زمین دیں گے۔ یہ ایک قسم کی گائے پال سکیم کے تحت دیں گے۔ تاکہ وہ گائے رکھیں اس میں بھی لوگ کچھ اپنی مدد آپ کریں گے۔ جہاں تک گورنمنٹ کی بے شمار فارمز کا تعلق ہے ان کو بھی ٹھیک طریقے سے آرگنائز کیا جا رہا ہے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ان لوگوں کو تھوڑی سی سبسڈی بھی دی جائے جو گائے بھینسیں خوراک کے لیے اچھی رکھتے ہیں۔ ہم غور کر رہے ہیں کہ ان کو کیسے سبسڈی دی جائے۔ مشکل یہ ہے کہ گوشت سستا ہونے کی وجہ سے زمیندار بیف نہیں پالتا بیف کی قیمت ہم نے چھ روپے مقرر کی ہے۔ ایک کٹا پال سکیم ہے جس کے تحت کٹے کا گوشت خود گورنمنٹ کو 9 روپے اس وقت پڑتا ہے۔ اگر ہم نو دس روپے گوشت کی قیمت کر دیں تو ہو سکتا ہے۔ کہ اچھا گوشت آپ کو ملنا شروع ہو جائے اگر ہم نے اس کو اس وقت تک شروع نہیں کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کو نو دس روپے کر دیا تو سب کا سب گوشت دس روپے ہو جائے گا حالانکہ ہم ایک اچھی ورائٹی جیسے آپ اچھی کوالٹی کا گوشت کہہ سکتے ہیں دے سکتے ہیں۔ لیکن اس پر سوچ بچار ہو رہی ہے۔ کہ اس پر کیسے کام شروع کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ 13 لاکھ ہے حالانکہ ہم

نے 13 فی صد بڑھایا ہے ۔ اس سال جو ہمارا اے ۔ ڈی ۔ پی ہے پہلے 6.9 کروڑ تھا اور اب 7.83 کروڑ ہے ۔ 13 فی صد بجٹ اگلے سال کے ہشتمی بجٹ سے زیادہ ہے ۔ مجھے امید ہے کہ یہ محکمہ بھی ٹھیک ہو جائے گا ۔

دوائیوں کے متعلق جو کہہ رہے ہیں کہ less potent ہیں ۔ ان دوائیوں کو ہم ۔ ٹیسٹ کرتے ہیں ۔ ٹیسٹ کرنے کے بعد ہی دی جاتی ہیں ۔ ہو سکتا ہے تھوڑی سی مہنگی دیتے ہوں مہنگی ہیں لیکن۔ مہنگی صرف ٹریڈ مارک کے اندر ہیں ۔ ہم کوشش کریں گے کہ اچھی میڈیشنز بازار میں لائی جائیں ۔

جہاں تک فشری کا تعلق ہے میرا تو خیال تھا کہ فشری ڈیپارٹمنٹ ایک ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے جس نے اس سال بہت ترقی کی ہے ۔ پہلے فشری ڈیپارٹمنٹ کچھ نہیں تھا ۔ پانچ چھ لاکھ روپے اس کو ہر سال دے دیا کرتے تھے ۔ انہوں نے کبھی بیج پھینک دیا ۔ کسی جگہ ہو گیا ۔ کسی جگہ نہ ہوا ۔ اب کے ہم نے بیشمار فش فارم کھولے ہیں ۔ بیشمار ہیچریز بنائی ہیں تاکہ فیڈ ہو ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سنٹرل پنجاب میں جہاں بیشمار ponds ہیں ان کو فش فارم میں تبدیل کیا جائے تاکہ ان کے اندر مچھلی پالی جائے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہوگا ۔ پچھلے سال اس نے کم از کم سو فیصد ترقی کی ہے ۔

ایجوکیشن ایک بڑا گھمبیر مسئلہ ہے ۔ زیڈ ۔ اے ۔ ہاشمی صاحب نے تعلیم کے متعلق آپ کو بڑا بتایا ہے ۔ ایجوکیشن رپورٹ بھی انہوں نے بنا لی ہے اور پلان آف ایکشن بھی بنا رہے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے ۔ ایک تو یہ ہے کہ ہمیں ٹھیک طرح سے کنسالیڈیٹ کرنا چاہئے ۔ دوسری بات ایجوکیشن میں یہ ہے کہ اگر ہم صرف کنسالیڈیٹ کرتے رہے اور توسیع نہ کی تو ہمارے ان پڑھوں کی تعداد بڑھتی رہے گی ۔ اس وقت ہمارے 80 فیصد لوگ ان پڑھ ہیں ۔ 20 سال کے بعد آبادی دوگنی ہو جائے گی تو ہو سکتا ہے اس وقت تک ان پڑھوں کی تعداد 80 کی بجائے 90 فیصد ہو جائے ۔ اس

وقت ہم ایک چوتھائی حصہ بجٹ کا اپنی تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں جو تنخواہوں وغیرہ میں جا رہا ہے - اس لئے ہماری خواہش یہ تھی کہ پرائیویٹ سیکٹر آگے آئے - اور پرائیویٹ سیکٹر ہر ایک گاؤں میں ایک پرائمری سکول بنائے - ہم کوشش کریں گے کہ وہاں ٹیچر مہیا کئے جائیں - آپ اپنے اضلاع میں تعلیمی میدان میں مدد کریں - ہم نے آٹھ نو ضلعے چنے ہوئے ہیں جن میں کہ ہم نے ایڈوائزرز صاحبان کو ایک ایک ضلع ایک طرح سے تھمایا ہوا ہے کہ وہاں جا کر پلاننگ کریں - کوئی چھپر سکول بنائیں کچھ کریں تا کہ تعلیم کو وسیع پیمانے پر رائج کیا جائے -

جہاں تک ٹیکنیکل ایجوکیشن کا تعلق ہے اس کے متعلق حالات اچھے نہیں ہیں - جیسے کل کسی نے کہا کہ اس وقت ھائی فسٹ ڈویژن کا بچہ میڈیکل کالج میں داخل نہیں ہو سکتا - یہ ٹھیک ہے - میڈیکل کالج بنانے کے لئے ایک کروڑ روپے کی ضرورت ہے - ہم کوشش یہ کریں گے کہ ہماری انرولمنٹ کچھ بڑھے - جو فی الحال کم ہے حالانکہ ہم نے دو گنا نہیں تین گنا کر دیا ہے - اس وقت کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں جہاں ایک کلاس میں 100 بچے ہونے چاہئیں وہاں اس وقت 300 بچے پڑھتے ہیں - ہماری کوشش یہ ہونی چاہئیے کہ ہر سال چار چار ٹیکنیکل - میڈیکل ایجوکیشن کے لئے کالج پنجاب میں بنائے جائیں -

پرائمری میں جیسا کہ آپ نے کہا ہے ٹھیک ہے ہم کوشش یہ کریں گے کہ چار جماعت تک پرائمری میں رکھیں تا کہ لڑکے لڑکیاں اکٹھے پڑھ سکیں اور استانیاں ان کو پڑھائیں - استانیاں اپنے ہی گاؤں میں پڑھائیں کیونکہ وہاں ان کی حفاظت کا بندوبست ہے - دوسرے گاؤں میں پڑھانے کی بجائے اپنے گاؤں میں پڑھائیں - اس سے ایک تو سکولوں کی کمی بھی زیادہ محسوس نہیں ہوگی اور دوسرے یہ کہ ہمارے پاس جو ٹیلنٹ ہے اس کو استعمال کیا جا سکے گا - سیکنڈری ایجوکیشن پر بھی زور دے رہے ہیں - سکول بارہ ایک بجے استعمال ہوتا ہے - اس کے بعد چھٹی ہو جاتی ہے - ہماری خواہش یہ ہے

کہ شام کی کلاسز شروع کی جائیں ۔ بوڑھے ہوں ۔ چھوٹے ہوں ۔ سب لوگوں کی ایک ایک سبجیکٹ میں ٹیکنیکل ایجوکیشن ہوتا کہ وہ لوگ جو ملازمت کے لئے باہر جاتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ ان پڑھ ہو کر جائیں وہ راج ۔ ویلڈر ۔ الیکٹریشن بن کر جائیں اور وہاں کچھ کام کر سکیں ۔ کئی شفٹیں ہو سکتی ہیں جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ لوگ تین تین شفٹ پڑھاتے ہیں ۔ جہاں سکولوں میں لوگ کم ہیں وہاں ہم کوشش یہ کریں گے کہ ان کی تنظیم نو کریں ۔ ماسٹروں کی کوشش یہ ہونی چاہئیے کہ کہ وہ اینرولمنٹ کو بڑھائیں جس میں یونین کونسل کے چیئرمین اور آپ حضرات کوشش کیجئے ۔ خاص طور پر آپ کے اپنے علاقے یا گاؤں میں انرولمنٹ بڑھنی چاہیئے ۔

ابھی ہمیں اس مصیبت کا سامنا ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ طلبہ کے اندر ڈسپلن نہیں ہے ۔ اساتذہ کے اندر بھی ڈسپلن کمزور ہے ۔ ڈسپلن کمزور ہونے سے بھی آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارے نظام تعلیم میں ماشاءاللہ کافی ترقی ہو گئی ہے طلبہ کافی اچھے ہوگئے ہیں لیکن ابھی بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے ۔ اور اس کو اچھا ہونا چاہیے ۔ استادوں کو محنت سے پڑھانا چاہیے ۔ طلبہ کو محنت سے پڑھنا چاہیے ۔ جہاں تک آپ کا اثر و رسوخ ہے آپ ڈسپلن ٹھیک کرنے کی کوشش کریں اور محنت سے کام کریں ۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ جتنا یہ پڑھیں گے ۔ اچھے مسلمان بنیں گے ۔ ہماری آئیڈیالوجی یہی ہے کہ ہم نے اسلام کے نام پر ملک حاصل کیا ہے ۔ ان پڑھ آدمی اچھا مسلمان نہیں بن سکتا ۔ اس پہ آپ لوگ ذرا نگرانی کریں تب ہی کام اچھی طرح سے چلے گا ۔

جہاں تک یورنیورسٹیوں کا تعلق ہے ۔ یونیورسٹیاں ہم فی الحال فنڈز کی وجہ سے زیادہ نہیں کر سکے ۔ لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہاں ایم ۔ اے کی کلاسز پہلے دو مضامین میں تھیں لاہور کالج فارووم‌ن میں ۔ ہم نے تین چار مضامین میں کر دی ہیں اور ہم یہ بھی کوشش کر رہے ہیں کہ طلباء کی جو تکالیف ہیں ۔ مثلاً پانی ۔ ٹرانسپورٹ ۔ ہوسٹل اکاموڈیشن ۔ جن کی وجہ سے وہ کبھی کبھار ناراض ہوتے ہیں ۔ ان تکالیف کو دور کیا جائے ۔

کواپریٹیو ہمارا بہت اہم موضوع ہے اصل میں کواپریٹیو ہمارا مستقبل ہے روکڑی صاحب کی طرف سے بھی تجاویز ملی ہیں ۔ اور بھی ہمارے پاس تجاویز ہیں اور ہم کام کر رہے ہیں ۔ لیکن جو ہمارا زراعت کا اور تمام سرگرمیوں کا مستقبل ہے اس پر تب ہی کام کر سکتے ہیں جب کواپریٹیو بنیادوں پر کام کریں ۔

اریگیشن کے بارے میں میں نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم کھالوں کا بندوبست کریں ۔ نہروں کی ری ۔ ماڈلنگ کریں گریٹر تھل کینال کے لیے ہمارا منصوبہ تیار ہے ۔ لیکن بائیس تاریخ کو چیف جسٹس کی کمیٹی بیٹھ رہی ہے ۔ وہ سندھ اور پنجاب میں پانی کی تقسیم کا فیصلہ کریں گے ۔ جب انڈس کے پانی کی تقسیم کا فیصلہ کر لیا گیا اس کے بعد انشاءاللہ گریٹر تھل کینال کے لیے منصوبہ تیار ہے ۔ پھر مرکزی حکومت سے منظوری لے کر انشا اللہ کام شروع ہوگا ۔ باقی پوائنٹس ابھی کافی ہیں ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ آپ لوگ ذرا تھک گئے ہوں گے ۔ سی اینڈ ڈبلیو کے متعلق میں نے عرض کر دیا ہے کہ یہ سڑکیں نہیں بنائے گا ۔ ابھی مشکل ہمیں یہ پڑ رہی ہے ۔ خاص طور پر پنڈی ڈویژن کے اندر ۔ کہ بیسک ہیلتھ یونٹ بنانا اور سکول بنانا وہاں مشکل ہے ۔ ٹھیکیدار لوگوں کو نہیں ملتے ۔ جہاں یہ مشکل ہے وہاں آپ لوگوں کو چاہیے کہ آپ کوشش کریں ۔ ایسے پیسہ ہم دیں گے ۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ والے لوگ کوشش کریں گے ۔ آپ نگرانی بھی کریں لیکن چیئرمین یونین کونسل کو یہ کام کرنا چاہیے وہ سستا بھی کام کریں گے ۔ کوئی ضروری نہیں کہ تاج محل بنائیں ۔ دیہات کے مکانوں کی طرح کے مکان بنا کے کام چلا لیں ۔ یہ سستا بھی پڑے گا ۔

انڈسٹریز کے متعلق ۔ انہوں نے بے شمار پوائنٹس مجھے دیے کل میں ان سے ملا ۔ جہاں آپ حضرات بھی موجود تھے ۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ یہ بھی آگے آئیں گے ۔ لاہور کے لیے ایکسپورٹ پروسیسنگ زون اصولی طور پر منظور ہے ۔ لیکن ان کا خیال یہ تھا کہ پہلے کراچی میں دیکھیں کہ

وہاں یہ کام کیسے چلتا ہے اس بعد کے اس کو یہاں لائیں گے لیکن اصولی طور پر لاہور کے لیے یہ منظور ہے اور ہو سکتا ہے کہ اگلے سال اس پر کام شروع ہو جائے - لاہور ایئرپورٹ پر بھی ہم سہولتوں کے لیے بندوبست کر رہے ہیں تاکہ جو چیزیں آپ یہاں سے ایکسپورٹ کرتے ہیں - یہاں سے سبزیاں جاتی ہیں قالین جاتے ہیں اور کئی چیزیں جاتی ہیں - ان کے لیے کہیں گے کہ بندوبست کریں -

نگران کمیشن کو میں چاہتا ہوں کہ آپ popularise کریں لوگوں کو انصاف آسانی سے دلانے کے لیے یہ نگران کمیشن بنایا گیا ہے اور یہ نگران کمیشن تحصیل سے اور ضلع سے لے کر صوبے تک ہے - نگران کمیشن کے چیئرمین بی اے قریشی ہیں - میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ ذرا دورے کریں لوگوں سے جا کر ملیں - لوگوں نے مجھے ابھی بتایا ہے کہ وہاں لوگوں کے نمائندے نہیں ہیں وہ وہاں کے representative ہیں - میں قریشی صاحب سے کہوں گا کہ آپ ہدایات دیں کہ ضلع کے اندر آپ کے جو نمائندے ہیں - وہ ہونے چاہئیں - اس کے اوپر ممبران ہونے تاکہ آپ لوگوں کو عدالتوں کے چکر سے بچانے کی کوشش کریں اور ان کے جو مسائل ایسے ہوں - ان میں ان کی کچھ نہ کچھ مدد ضرور کی جائے -

فوڈ کے محکمے کے ضمن میں آپ نے صرف ڈپوؤں کے متعلق باتیں کیں لیکن فوڈ کے متعلق اور بھی باتیں ہیں جو کہ آپ کو سوچنی چاہئیں - راشن کارڈ سسٹم کیسے ہونا چاہیے شوگر کی تقسیم کیسے ہوتی ہے شوگر میں بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے - اگر آپ یہ تشخیص کریں کہ لوگوں کے مسائل کیا ہیں پھر کسی وقت میں بھی سوچوں گا - آپ بھی سوچیے گا اور بتائیے گا - پھر انشاءاللہ اس کا ہم بندوبست کریں گے -

ریونیو ہمارا بہت اہم مسئلہ ہے اور اس سے ہمارے ہاں litigations زیادہ ہیں - آپ نے کہا کہ اس کو حل کرنے کے لیے ہم کوئی مارشل لاء ریگولیشن پاس کریں جس میں کیس سب مارشل لاء ریگولیشن کے تحت ہوں بورڈ آف ریونیو ختم ہو جائے - لیکن یہ کام مارشل لاء ریگولیشن سے نہیں چلتا - جب کوئی

معاملہ بورڈ ریونیو کے پاس جائے گا ، اس کے بعد یہ ہائی کورٹ میں چلے گا - مسئلہ چلتا رہے گا - کوشش کیجیے کہ آپ اس پہ اچھے طریقے سے تصفیہ کر لیں - نچلی سطح پر ہی بہتر رہے گا - لیکن یہ اگر عدالتی کارروائی کریں جیسے کہ ہم ابھی لوکل باڈیز کے اندر عدالتی کارروائی کر رہے ہیں - جتنے ہماری لوکل باڈیز کے لوگوں کے کیسز الیکشن اتھارٹی کے پاس پڑے ہیں ان کو نمٹانے کے لیے دس سال لگیں گے - جب تک آپ کی کونسل ختم ہو جائے گی - ایک اور کونسل ختم ہو جائے گی پھر جا کر کہیں باری آئے گی - تاہم یہ کیسز نمٹا دیئے جائیں گے جب اگلا الیکشن ہوگا - لیکن ہم مقدمے بازی زیادہ کرتے ہیں ، اس لیے یہ چکر ہمارے پاس ہے - جہاں تک گورنمنٹ لینڈ کا تعلق ہے ، وہ ہم بے زمین لوگوں کو دینے کی کوشش کر رہے ہیں - یہ وہ زمین ہے جس پہ ابھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں - سرکاری زمین ان کے پاس ہے - ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جس کے پاس زمین تھوڑی ہے اس کو ساڑھے بارہ ایکڑ تک زمین دے دیں - بجائے اس کے کہ fixed amount یکدم دے دیں ہم کوشش کریں گے کہ وہ قسطوں پہ دے سکیں - لیکن وہاں لوگ ایسے ہیں جنہوں نے گورنمنٹ کی زمین لی ہوئی ہے ، جنہوں نے چار چار چھ چھ مربعے زمین لی ہوئی ہے - جب اس کو ہم ساڑھے بارہ ایکڑ offer کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کس لیے میں تو یہاں بیٹھا ہوا ہوں اس لیے کہ شاید میرے لیے جدی جائیداد بن جائے گی - وہ جدی جائیداد نہیں بن سکتی - گورنمنٹ کی پالیسی فی الحال یہ ہے کہ سرکاری زمین پر جو بیٹھے ہیں ، ان کو ہم کوئی ساڑھے بارہ ایکڑ تک دے سکتے ہیں - ایکشن جیسا کہ آپ نے کہا ، نہیں ہوئی چاہیے - اس پہ میں دیکھ لوں گا -

چولستان کے متعلق آپ نے کافی زور دار طریقے سے کہا کہ وہاں کے لوگ آپ سے ملے اور ان کی حق تلفی ہو رہی ہے - اصل میں چولستان ڈویلپمنٹ کے لیے جو phase 1 تھا ، اس میں سب چولستانیوں کو زمینیں ملیں - جو حضرات مستحق تھے ، ان کو ملیں - میں چولستان کے بھی اور جو باہر سے لوگ آئے ان کو جو بھی زمینیں ملیں phase II آہستہ آہستہ چل رہا ہے وہ اس لیے کہ

فی الحال ہمارے پاس پانی نہیں ہے ۔ جب پانی ہو تبھی آپ کسی کو زمین دے سکتے ہیں تاکہ وہ اس پہ جا کے بیٹھے لیکن اس کے لیے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے ۔ اگلی دفعہ میں آپ کو اس کے اوپر بریف دوں گا ۔ اس کے اوپر آپ بے شک جرح کریں ، میرے ساتھ ڈسکشن کریں ۔ میں دوتین دفعہ جا کے چیک کر بیٹھا ہوں ۔ وہ الاٹ کر رہے ہیں ۔ اور دیتے انہی کو ہیں جو حق دار ہیں ۔ لیکن کئی چولستانی جن کو زمین ملی ، زمین لے کر اور بیچ کے پھر سیکنڈ ٹائم لیتے ہیں ۔ یہ بھی ان کے پاس ریکارڈ ہے ۔ کچھ ایسے حضرات آپ کی نظر میں ہیں کہ جو حق دار ہیں ان کو زمین نہیں ملی ، یہ جو سو ہلا رہے ہیں ، یہ مجھے بتائیں ۔ ہم اس کو دیکھیں گے اور ان کو زمین ضرور دیں گے ۔ سب سے پہلا حق چولستانیوں کا ہے ۔ اس کے بعد باہر کے لوگوں کا حق ہے ۔ اس میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ، کوئی شک کی بات نہیں ۔ Phase I میں خالصتاً زمین چولستانیوں کو ملی ہے اور Phase I ختم ہو چکا ہے ۔ Phase II ابھی جاری ہے ۔

دوسرے آپ نے کہا ہے کہ 8 ہزار یونٹس جو بارانی ہیں اس پر لوگ باغ نہیں لگاتے آپ کو حیرانی ہو گی کہ فیلڈ مارشل ایوب خان مرحوم کے وقت سے بیسیوں ڈیم بارانی ایریا میں بنے ہوئے ہیں لیکن وہ ان کا پانی استعمال نہیں کرتے ۔ جہلم کے پاس ڈیم بنے ہوئے ہیں اس میں مچھلی پھینک دی جاتی ہے اور پھر پکڑ لی جاتی ہے ۔ ابھی ہم نے جائزہ لیا ہے کہ ربیع کی فصل کے لیے اس کا پانی استعمال کیا جائے ۔ جیسے اللہ یار صاحب نے کہا ہے کتنی بڑے زمیندار اس کو ڈر سے استعمال نہیں کرتے ۔ چھوٹے زمیندار کو کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ اس علاقہ میں صرف انہی کے ضلع میں ایسے زمیندار ہیں جن کے پاس 222 ایکڑ زمین ہوگی ۔ باقی کسی کے پاس 222 ایکڑ زمین نہیں ہے ۔ کم زمین ہے ۔ یہ مردہ ایشو ہے ۔ ہم یونٹس بڑھا نہیں سکتے ۔ کم نہیں کر سکتے اور نہ اتنا جلدی ہوگا ۔ میں عرض کروں کا پانی استعمال کیجئے اور اگر وہ زیادہ پانی استعمال نہیں کرتے ۔ تو میں ان کو کہتا ہوں کہ زمین لے لوں گا ۔ ان کو زمین نہیں چاہئے ۔ پھر یہ ہمارے ساتھ جھگڑا کریں گے ۔ یہ کتنی نا انصافی ہے کہ گورنمنٹ نے لاکھوں روپے خرچ کئے ۔ پانی موجود ہے ۔ زمین موجود

ہے - لیکن یہ استعمال نہیں کرتے - میں وہاں خود گیا ہوں بیسوں دفعہ گیا ہوں - 8 ہزار یونٹ والے لوگ وہاں کوئی پانی استعمال نہیں کرتے - لوگ لڑتے ہیں جھگڑتے ہیں - اب میں نے کہا کہ تم پھل دار درخت لگاو - سبزی لگاؤ کچھ کرو - ایک تو یہ ہے کہ کئی لوگوں کو واقفیت نہیں ہے کہ پانی سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے - دوسرا یہ ہے کہ زمین استعمال نہیں ہوتی ہے - ایک ایک کھیت ہے وہ اجازت نہیں دیتے کہ وہاں سے نالی بنا کر لے جاؤ - اس مسئلہ کو ہم آہستہ آہستہ حل کر رہے ہیں - انشاء اللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن یہ یونٹس والا مردہ ایشو ہے -

دوسرے سندھ کے ساتھ انہوں موازنہ کیا ہے اس وقت - 34 یونٹ اور 36 یونٹ ہیں اب اس کو تبدیل کوئی نہیں کرے گا انہوں نے average calculation کی ہے اس وقت بھی average calculation کی گئی تھی اور حکومت کو دکھا دیا تھا یہ سب کچھ لینڈ کمیشن نے کیا ہے ہم نے خود کچھ نہیں کیا ہے -

جہاں تک حق شفع کا تعلق ہے اصل میں اس کے ہم بھی خلاف تھے حق شفع کے تحت دیہات میں لوگ اپنی آبائی زمین پر قبضہ نہیں ہونے دیتے تھے اب حالات تبدیل ہوتے جا رہے ہیں - ایک دفعہ حکومت کے پاس کیس آیا - ہم نے اس وقت اس کی تائید نہیں کی تھی اس وجہ سے تائید نہیں کی کہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی مخالف پارٹی بیچ آ کر بیٹھ جائے - لیکن ابھی کچھ قباحتیں ہیں تو 32 / 33 سال کے بعد لینڈ کچھ ڈیولپ ہو گئی ہے - ابھی وہ وقت نہیں رہا کہ میں زمین رکھ سکتا ہوں اور غیر زراعت پیشہ آدمی زمین نہیں رکھ سکتا - اب وہ باتیں ختم ہو گئیں اور اب وقت آ گیا ہے کہ غیر زراعت پیشہ آدمی زمین رکھ سکتا ہے -

جہاں تک ساڑھے بارہ ایکڑ کا مسئلہ ہے میں آپ سے بالکل متفق ہوں خاص طور پر ہمارے فوجی جو ریٹائرڈ ہوکر جاتے ہیں اتنا ہی رقبہ ان کے پاس ہوگا لیکن ان کو مزارع زمین واپس نہیں کرتا سول سرونٹس اور فوجیوں کا کیس ابھی سنٹرل کیبنٹ میٹنگ میں آئے گا - اس کے فیصلے میں ابھی کچھ وقت لگے گا -

لیبر کے متعلق آپ نے بڑی اچھی تجاویز پیش کی ہیں۔ بڑی خوش آئند بات ہے کہ اس میں پروڈکشن بڑھانے کی تجاویز تھیں مجھے سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ ان لوگوں کو صنعت کاروں سے مل کر کام کرنا چاہیے اور میں یہ ایوان کے سامنے کہوں گا کہ پچھلے دو سال سے جب سے میں یہاں ہوں مجھے لیبر سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ انہوں نے محنت سے کام کیا صنعت کاروں نے بھی محنت سے کام کیا ان کی مشکلات ہیں اور ہم ان کی مشکلات کو حل کریں گے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ جو صنعتیں بیمار ہیں اور بند ہیں ان کو کھولا جائے اور ان کو خام مال دیا جائے۔ ایجوکیشن سیس مالک ادا کرتا ہے۔ وہ دو اڑھائی سال سے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ 80 لاکھ روپیہ جو خرچ ہوا ہے اس سے زیادہ خرچ ہونا چاہیے انہیں یاد نہیں ساڑھے تین کروڑ ہے۔ یہ 80 لاکھ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ تین کروڑ تک مزدور کے بچوں کے لیے ہو۔ میں نے اس کی break up بھی کی تھی low ایجوکیشن کے لیے۔ ہائر ایجوکیشن کے لیے اور سکولز کی بلڈنگز بنانے کے لئے۔

لیبر کورٹس کے متعلق میں کہوں گا کہ وہ انصاف جلدی کریں۔ یہ تب ہی ہوتا ہے جب آپ زیادہ مقدمہ بازی کرتے ہیں یا زیادہ مقدمے ہو جاتے ہیں اور pendancy بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے میں لیبر کورٹس سے بھی درخواست کروں گا کہ مقدمے جلدی ختم کئے جائیں۔

حادثات کے سلسلے میں ڈرائیوروں کے متعلق بات کی گئی ہے اس پر تفصیل سے غور و خوض ہونا چاہئے۔ یہ لوگ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ فالتو کمیشن لیتا ہے۔ اب یہ کمیشن نہ ہو تو پھر کیا ہو گا۔ پھر تنخواہ زیادہ دینی پڑے گی۔ تنخواہ زیادہ دے دی تو پھر کیا ہو گا۔ مسافر 20 بیٹھ گئے 20 لے جائے گا۔ 30 بیٹھ گئے 30 لے جائے گا۔ ابھی جو ٹرانسپورٹر ہے وہ اس کی بات نہیں مانتا۔ ہم اس پر زیادہ غور و خوض کریں گے۔ شیخ صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ ماننے کے لئے تیار نہیں لیکن ہم کوشش کریں گے۔ آپ نے تشخیص کی ہے اس بات کی کہ وہ اوور سپیڈنگ کرتا ہے۔ جو 18 گھنٹے راکٹ لے کر چلتا ہے اس نے ایکسیڈنٹس تو کرنا ہے۔ اس کا ہمیں پہلے ہی احساس ہے اور ہم اور بھی

کوشش کریں گے ۔ ڈرائیونگ سکولز پرائیویٹ سیکٹر میں کچھ ہیں ۔ ہم نے ٹیسٹنگ کا بندوبست کیا ہے لیکن اس میں کافی پیسے کی ضرورت تھی ۔ اگلا سال جو جولائی سے شروع ہوتا ہے اس میں ڈرائیونگ سکول کا بندوبست کریں گے ۔

آپ نے سپورٹس میں ہاکی کے سلسلے میں کہا ہے انشاء اللہ ہم ہاکی کا سٹیڈیم بنائیں گے ۔ یہ فیصل آباد اور لاہور میں بنائیں گے ۔ لاہور میں صدر صاحب نے آسٹرو ٹرف کے لئے پلاننگ منظور کر لیا ہے وہ پیسے دیں گے ۔ ہاکی سٹیڈیم ہی نہیں بنے گا بلکہ ہم ہاکی اور فٹ بال کا سٹیڈیم بنائیں گے ۔ لاہور میں بن رہا ہے جہاں تک فیصل آباد کا تعلق ہے وہاں بھی بنے گا ۔ سپورٹس کالجز میں اور سکولز میں ہونی چاہئیں ۔ اس میں ہمارے سپورٹس کے مشیر صاحب لگے ہوئے ہیں وہ بھی کافی بھاگ دوڑ کر رہے ہیں کہ ان کو آرگنائز کیا جائے ۔

بات ہوئی تھی کلچر کی ۔ کسی نے کہا ہے یہ فلمیں ٹھیک نہیں ہیں ۔ کلچر کا مطلب گانا بجانا نہیں ہے ۔ ہمارا کلچر گانا بجانا نہیں ہے ۔ کلچر ایک بڑی اہم اور بنیادی چیز ہے ۔ ڈاکٹر صاحب کو تکلیف دیں گے کہ وہ کلچر پر تقریر کریں ۔ کلچر ہماری آئیڈیالوجی ہے اور کلچر اور چیز ہے ۔ کلچر گانا بجانا نہیں ہے ۔ میں یہ دیکھوں گا ۔ میں جب گوجرانوالہ گیا تو وہاں ایک پکچر لگی ہوئی تھی ۔ پتہ نہیں اس کا نام کیا تھا ۔

ایک آواز ۔ پنڈ دی کڑی ۔

جناب گورنر ۔ میں نے فلم پروڈیوسروں سے بات کی وہ بھی اصل میں اس بات سے کافی conscious تھے ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو کافی دھچکا لگا ۔ کسی نے کہا کہ آپ نظام مصطفیٰ لے آئے ہیں اس سے ہماری فلم انڈسٹری کو دھچکا لگا ہے ۔ ان کی انڈسٹری پر کافی کڑی نظر رکھی جا رہی ہے ۔

ایک آواز ۔ اس سنسر بورڈ میں دیہاتیوں کو بھی لیا جائے ۔

جناب گورنر ۔ پنجاب کے فلم سنسر بورڈ میں ان کو رکھ لو ۔ یہ ٹھیک ہے ۔

جہاں تک اقلیتوں کا تعلق ہے ابھی ثناء اللہ صاحب نے بڑے پوائنٹس اٹھائے ہیں اصل میں جو حالت آپ نے بتائی ہے سب پاکستانیوں کی وہی حالت ہے ۔ غربت ، نادار ان پڑھ یہ سب پر apply کرتا ہے ۔ اس لیے یہ کہنا کہ سیٹیں میڈیکل کالجز میں اقلیتوں کے لیے الگ کر دو ۔ پسماندہ علاقوں کے لیے الگ کر دو ۔ ابھی لاہور کے لڑکے جو ہیں سب پڑھ لیتے ہیں ۔ پھر ہنڈی والے لاہور کالج میں داخلہ لینے کے لیے کیسے آئیں گے ۔ ان کو بھی داخلہ نہیں ملے گا ۔ کیمبلپور والوں کو کیسے داخلہ ملے گا ۔ کبھی نہیں ملے گا ۔ آپ آپ کوالٹی کو deteriorate نہیں کر سکتے ۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ اقلیت ہو یا اکثریت ہو سب کو integrate ہو کو چلنا چاہیے ۔ integration سے ایک اچھا لڑکا خواہ وہ کسی قوم کا ہو کسی ریس کا ہو کسی کا ہو کوئی ایسی بات نہیں کہ وہ پیچھے رہ جائے ۔ اس پر ہم خاص چیک نہیں کر سکتے کہ کس کو آگے جانا چاہیے اور کس طریقے سے جانا چاہیے ۔ پھر یہ ہوگا کہ ہنڈی والے ۔ ڈیرہ غازیخان والے یہ بولیں گے کہ ہمیں پانچ پانچ سیٹیں دو ۔ ان کا جو لڑکا تھرڈ ڈویژن میں ہو گا وہ بھی آئے گا ۔ یہ تو ٹھیک نہیں ہے ۔ میں جب ادھر ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقے میں گیا تو انہوں نے کہا کہ ان فالتو سیٹ ملنی چاہیے ۔ میں نے کہا کہ فالتو سیٹ نہیں مل سکتی البتہ میں یہ کرسکتا ہوں کہ آپ کے بچے کو وظیفہ دوں تا کہ آپ کے بچے اچھے کالجوں میں اور اچھے سکولو میں پڑھیں اور جا کر اچھے لوگوں کا مقابلہ کریں ۔ کوئی وجہ نہیں کہ وہ مقابلہ نہ کر سکیں ۔ اس لیے ہم کسی اور طریقے سے مدد کریں گے ۔ لیکن اگر ریزرو سیٹ کا چکر چل پڑا تو پھر ہر ایک ضلع میں یہ چکر چل پڑے گا یہ ٹھیک بھی نہیں ہے یہ چیزیں ختم ہونی چاہیں ۔ ہم آگے جا رہے ہیں ۔ بجائے اس کے پھر پیچھے کی طرف لوٹیں ۔ اقلیتوں کے لئے سیٹیں مخصوص کرو ۔ پھر کوئی اور صوبے میں سے بولیں گے کہ ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں ہمارے لیے سیٹ مخصوص کرو ۔ ایسے کام کافی پیچیدہ ہو جاتا ہے ۔

جہاں تک ان کی زمین کا تعلق ہے ساڑھے بارہ ایکڑ سکیم کی کوئی ایک سکیم نہیں بن رہی جو اقلیتوں کے لوگ گورنمنٹ کی زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی اتنا ہی حقدار ہیں جتنا کہ دوسرے لوگ ۔ ہم یہ نہیں کہیں گے کہ تم اقلیت ہو ۔ تم ہٹ جاؤ ۔ ہم تمہیں زمین نہیں دیتے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ جو سکیم کے اندر آئے گا اس کو زمین ملے گی ۔ جہاں نہیں ملتی لوگوں کے نمائندے ہر جگہ موجود ہیں ۔ جہاں آپ کو ایسی رپورٹ ملے آپ مجھے سب ٹھیک بتائیے آپ دیکھیں گے کہ ہر جگہ انصاف ہوگا ۔ کہیں یہ نہیں ہوگا کہ آپ کو کوئی نقصان ہو ۔

جہاں تک راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کا تعلق ہے اس میں ہمارے بے شمار لوگ رہتے ہیں ۔ یہ پنجاب گورنمنٹ ہے اور یہ پنجاب کا ضلع ہے لیکن ساتھ ہمارے فیڈرل گورنمنٹ کا علاقہ ہے ۔ فیڈرل گورنمنٹ والوں کو فالتو الاؤنس ملتے ہیں ۔ فالتو تنخواہیں ملتی ہیں ۔ لیکن ہمارے لوگوں کو تنخواہیں نہیں ملتیں ۔ ہماری سول سروسز کے لوگوں کو وہ الاؤنس نہیں ملتا ہے ۔ جو کہ ان لوگوں کو ملتا ہے پھر ان کو باقی لوگوں کے ساتھ رہنا پڑے گا جیسے باقی لوگوں کو تنخواہیں ملتی ہیں ۔ صرف وہی اقلیت کے لوگ ہی نہیں ہیں باقی لوگ بھی اسی طرح ہیں ۔ سب کے ساتھ وہی سلوک ہے ۔

جہاں تک سوالات کا تعلق ہے میں نے فیصل آباد کے متعلق بتا دیا کہ سپورٹس پر بڑا اچھا کام ہو رہا ہے ۔ اوقاف کے لیے ہم نے آرڈر کئے ہیں کہ جو اوقاف کی زمین سے آمدنی ہوتی ہے جیسے پاکپتن شریف ہے وہاں بے شمار زمین اوقاف کے پاس ہے ۔ میں ایک دفعہ وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہاں کی حالت اچھی نہیں ہے ۔ مزار کی حالت اچھی نہیں ہے ۔ سہولیات نہیں ہیں ۔ بیشمار پیسہ مزار سے حاصل ہوتا ۔ اور زیادہ آنا بھی چاہیے ۔ وہاں اوقاف والوں نے زمین بالکل سستے داموں دے رکھی ہے ۔ ابھی آفتاب صاحب لگے ہوئے ہیں کہ وہ اس ٹھیک کریں گے ۔ تا کہ زیادہ پیسہ حاصل ہو ۔ اور جو پیسہ پاکپتن شریف سے حاصل ہوگا وہ پاکپتن شریف میں لگے گا ۔ کیونکہ وہاں بابا فرید گنج شکر نے لوگوں کو سنوارا ۔ لوگوں کو ہدایت دی ۔ اسی لیے

یہ وہیں خرچ ہو تا کہ وہاں کے لوگوں کو فائدہ ہو ۔ وہ کہیں گے مزار تو یہاں ہے ، لوگ ہمیں یہاں آ کے تنگ کرتے ہیں ۔ زائرین تو جہاں روز آئے ہوئے ہوتے ہیں ہمیں مزار کا کیا فائدہ ہے ؟ ان کے پاس ہوتا تو وہ روپیہ خرچ کرتے ۔ اب اوقاف کے پاس ہے ، اوقاف دھیلہ بھی خرچ نہیں کرتا ۔ لیکن اس سال ہم نے پچھلے سال سے کافی زیادہ بجٹ رکھا ہے ۔ وہاں پہ کالج ہونا چاہیے ، وہاں پہ بابا فرید ہسپتال ہونا چاہیے ، اسی طرح جیسے آپ نے بہاول پور میں کہا ہے ، وہاں جو اوقاف کی جگہیں ہیں وہ انشاءاللہ ٹھیک ہو جائیں گی لیکن کئی بلڈنگز جو آپ اوقاف کی سمجھتے ہیں وہ اوقاف ٹرسٹ کی بلڈنگز ہیں ۔ وہ مسلم اوقاف کی نہیں ۔ جو مسلم اوقاف کی ہیں وہ تو اقاف والے کریں گے جو evacuee اوقاف ہے اس کے لیے میں سنٹرل گورنمنٹ سے کہوں گا کہ وہ اس کو ٹھیک کرے ۔

چولستان لائیو سٹاک جو ہے ، وہاں فی الحال پانی کی تکلیف ہے ۔ اس کے لیے بھٹی صاحب کچھ کر رہے ہیں ۔ ریس کورس ابھی وہاں بن رہا ہے ۔ لیبر کمیشن کی رپورٹ تیار ہے ۔ ابھی وہ کیبنٹ میں پیش ہو گی ۔ اس کے بعد انشاء اللہ شائع کریں گے ۔ سوشل سیکورٹی سیاکوٹ میں بھی ہے ۔ اگر ملک کے قانون کا لوگ احترام نہ کریں تو وہ سوسائٹی سوسائٹی نہیں رہی گورنمنٹ نے یہ قانون بنایا ہوا ہے کہ اتنی نفری سے زیادہ ہو تو وہ سوشل سیکورٹی کا انتظام کرے ۔ ابھی یہ قانون بنتا ہے تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کا بائیکاٹ کیسے کیا جائے ۔ وہ گاؤں میں چلے گئے ، دیہات میں چلے گئے ، پھر ان کا کیا علاج ہے ؟ رہنے دیں ان کو ۔ ان کی جگہ کوئی اور سیالکوٹ کے اندر آئے گا ۔ تو سوشل سیکورٹی کے آرڈرز کو تو نافذ کرنا چاہیے ۔ اگر وہاں لیبر ڈیپارٹمنٹ ان قوانین کو صحیح طور پر لاگو کرے تو میرا خیال ہے وہ لوگ آ جائیں گے ۔ لیبر ان کے لیے کام کرتا ہے تو کیا ان کا حق نہیں بنتا کہ ان کو کوئی فائدہ پہنچے اس لیے ہم نے وہاں لیبر کے تین نمائندے بٹھائے ہوئے ہیں ۔ یہ آپ کا احتساب کریں گے ۔ اگر آپ اس قانون کو بدل دیں گے تو وہ کہیں گے کہ نہیں بدلی ہونا چاہیے ۔ جو کام کرتے ہیں آخر ان کا بھی کچھ نہ کچھ تحفظ ہونا چاہیے یا نہیں ہونا چاہیے ۔ تو مجھے افسوس ہے کہ ہم remove نہیں کر سکتے ۔

گوجرانوالہ میں ، میں نے دو وعدے کیے تھے ایک سڑک کا اور ایک فلم کا ۔ اصل میں ہم نے ان کے اوپر سنسر فکس کر دیا ہے میں نے فلم پروڈیوسرز کو یہاں بلایا ۔ ان سے باتیں کیں ۔

زرمبادلہ جو ہے یہ میرے ذہن میں نہیں آتا ۔ لوگ باہر سے اپنے حساب کتاب کے مطابق ایکسپورٹ امپورٹ کا کام کرتے ہیں ۔ لیکن یہ ہمیں پتا ہے کہ گوجرانوالہ اور شیخوپورہ دواضلاع چاول پیدا کرتے ہیں یہ چاول کے لیے مشہور ہیں ، اس لیے ہماری بڑی پلاننگ سڑکوں کی ان دونوں اضلاع کے لیے ۔ ہم ان کو اور ساہیوال کو زیادہ سڑکیں دینے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ گوجرانولہ ، شیخوپورہ اور ساہیوال میں زیادہ سڑکیں بنے گی اور بھی مراعات ہم دے سکتے ہیں ۔ بجلی دے سکتے ہیں ۔ ان کی الیکٹریفکیشن زیادہ ہونی چاہیے تا کہ وہ لوگ ٹیوب ویل لگا سکیں ۔

ایک آواز ۔ ہم نے تیل بھی پیدا کیا ہے ۔

جناب گورنر ۔ تیل کے لیے آپ نے کچھ نہیں کیا ۔ تیل قدرت نے دے دیا وہ ہمیں مل گیا ۔ ابھی راولپنڈی میں ادی کے مقام پر تیل نکل آیا ہے ۔

پیداوار کے لیے اگر سڑک ہو گی تو چاول حرکت کر سکے گا ۔ پانی ہوگا تو زیادہ آب پاشی ہو سکے گی ۔ پچھلے سال ہمارے ہاں بارشیں کم ہوئی تھیں ، چاول کو کافی نقصان ہوا ۔ ریزروائر میں پانی کم ہے ۔ اس سے چاول کی فصل کو نقصان پہنچا ۔ اس کی پیداوار ہو رہی ہے ۔ آپ لوگ پنڈی میں ، جہلم میں گندم پیدا کریں ۔

آپ نے لاہور شہر کے متعلق کہا کہ سوئی گیس نہیں ملتی ۔ اس میں کافی مشکلات ہیں ۔ اگر سوئی گیس اب لگاتے ہیں تو ان کو خطرہ ہے کہ کہیں عمارت گر پڑے گی ۔ یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا ۔ لیکن میں نے جنرل انصاری صاحب جو ایل ۔ ڈی اے کے ڈائریکٹر جنرل ہیں سارا اندرون شہر ان کے حوالے کر دیا ہے کہ وہ اس کو ڈویلپ کریں ۔ لیکن آپ لوگ ان کے ساتھ تعاون کریں ۔ جو اندرون شہر ہے ، صحیح لاہور وہ ہے ۔ اس کو ڈویلپ کیا جائے ۔ لیکن آپ کو سوئی گیس کے لیے تھوڑا انتظار کرنا پڑے گا ۔ سوئی گیس خطرناک

ہے ، ورنہ سوئی گیس دینا مشکل نہیں ۔ سوئی گیس لاہور کے اندر موجود ہے ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین ۔ جناب والا ۔ سب سے اول تو یہ چیز ہے کہ جتنی سبجیکٹ کمیٹیز کی رپورٹ پیش کی گئی ہیں وہ ہم سب ممبران میں تقسیم کی جائیں تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ ہم نے آپ سے کیا مانگا ہے اور ہمیں کیا مل رہا ہے ۔ تا کہ ہمیں بھی اپنی ذمہ داری کا احساس ہو اور آپ کی دی ہوئی چیز کو ہم دیانتداری سے استعمال کر سکیں ۔

جناب گورنر ۔ جب آپ اگلی دفعہ تشریف لائیں گی تو یہ رپورٹ بھی تیار ہو گی ۔ ہمارے جوابات بھی تیار ہوں گے اور جو ایکشن لیا جانے کا وہ بھی تیار ہوگا ۔ جو under process ہے وہ بھی تیار ہوگا ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین ۔ جناب والا ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ آنریری مجسٹریٹ مقرر کریں گے تو ان اعزازی مجسٹریٹوں میں خواتین کو بھی حصہ دیجیئے ۔

جناب گورنر ۔ ایک سیدہ عابدہ حسین اعزازی مجسٹریٹ بنیں گی اگر یہ بننا چاہیں گی ۔

بیگم سلمیٰ تصدیق حسین ۔ اب ایک سے کام نہیں چلے گا ۔

جناب گورنر ۔ اس لیے کہ وہ منتخب چیئرمین ہیں ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین ۔ دوسری میری تجویز یہ ہے کہ جہاں جہاں چیئرمین ہیں وہاں ایک خاتون ڈپٹی چیئرمین ضرور ہو جیسے چین میں پریزیڈنٹ کے ساتھ ایک ڈپٹی پریزیڈنٹ خاتون ہیں اور چیئرمین کے ساتھ ڈپٹی چیئرمین خاتون ہے تو ہر ایک مرحلے پر خاتون کو ساتھ قدم بقدم رکھا جائے ۔ اس صورت میں ہم بھی آپ کے دوش بدوش چل سکتی ہیں ۔ جناب والا ۔ پنجاب میں بھی ایک وومن ڈویژن ہونا چاہیئے ۔

جناب گورنر ۔ یہ ٹھیک ہے ۔ وومن ڈویژن بننا چاہئیے ۔ ابھی 26 27 تاریخ کو یہاں ایک کنونشن ہو رہا ہے ۔ جس میں مسز گلزار بانو اور باقی لوگ آ رہے ہیں ۔ اس سے یہ دیکھیں گے اگر یہ کامیاب ہوا تو انشاءاللہ اس کو بنائیں گے ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین ۔ ایک اور تھوڑی سی گزارش ہے کہ ہم نے بچوں کو بڑی مشکل سے آمادہ کیا تھا کہ تم سائنس کی تعلیم حاصل کرو ۔ انہوں نے بڑے اچھے نمبر لے کر ایف ۔ ایس ۔ سی پری میڈیکل میں کامیابی حاصل کی ۔ اب ان کو داخلے نہ ملنے سے وہ بہت ہی افسردہ ہیں ۔ اور ان کا علم کا جو شوق تھا وہ آئندہ ختم ہو جائے گا ۔ اور ہم سائنس سے دور ہو جائیں گے ۔ اس لئے ہماری درخواست ہے کہ یا تو ان کو ڈبل شفٹ میں رکھیئے یا چھوٹی جو ایل ۔ ایم ۔ ایس کی ڈگری ہے اس کے لئے کلاسیں کھولیئے ۔ کچھ نہ کچھ بندوبست کیجئے ۔ بعض لڑکیوں کو نرسنگ میں بھیجئے ۔ بعض لڑکیوں کو فارمیسی میں بھیجئے ۔ لیکن سب کو absorve کر کے چھوڑیئے ۔ ایسا نہ ہو ملک میں سائنس کا خدا باقی رہ جائے ۔

جناب گورنر ۔ آپ نے بجا فرمایا ہے ۔ ہمیں فی الحال تکلیف ہے ۔ کیونکہ ہمارے ہاں آسامیاں نہیں ہیں ۔ ابھی میڈیکل کالج کے لئے میرٹ بہت اونچا ہے ۔ ہم کوشش کریں گے کہ ہم انرولمنٹ بڑھا سکیں ۔ انشاء اللہ ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین ۔ ایک میری درخواست اور ہے کہ دیہاتوں میں ترقی کا ہمارے دلوں میں بہت جذبہ ہے ۔ جب دیہاتی خواتین میں تعلیم کا سلسلہ شروع کریں گے تو وہ تعلیم بالغاں سے شروع ہو گا ۔ ساتھ ان کو ایسی صنعت سکھانی چاہئیے جس کو ہم ایکسپورٹ کر سکیں ۔ آج نہایت معمولی چیزوں کی ڈیمانڈ ہے جو ہم ایکسپورٹ کر ہی نہیں سکتے کیونکہ ہم پیدا نہیں کرتے ۔ اس لئے وسیع پیمانے پر پیدا کرنے کا انتظام فرمائیے اور انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ سے کہیں کہ وہ دیہاتوں سے کام کرا کر باہر بھیجنے کا انتظام کرے ۔ جو لڑکے ہیں ان کو تو آپ چوتھی جماعت تک خواتین کے سپرد کر رہے ہیں کہ وہ ان سے پڑھیں ۔ یہ ٹھیک ہے لیکن پانچویں جماعت سے

ٹیکنیکل ایجوکیشن کا بندوبست کریں ۔ ان کو بڑھئی کا کام سکھائیے ۔ ان کو لوہار کا کام سکھائیے ۔ ان کو مشینوں کی مرمت کا کام سکھائیے ۔ ان کو سائیکلوں کی مرمت کا کام سکھائیے تاکہ وہ بڑے ہو کر سائیکل استعمال کر سکیں اور اپنی مدد آپ کر سکیں ۔ اس وقت ایک کنڈی لگانی ہو تو بڑھئی نہیں ملتا اسی طرح دیہاتوں میں سب بڑھئی سعودی عرب چلے گئے ہیں ۔ اس لئے ہمیں بڑی دقت ہے ہمیں ایسے ٹیکنیکل آدمیوں کی ضرورت ہے ۔

جناب گورنر ۔ بڑی نوازش ۔ میرے پاس تین پوائنٹ ہیں ۔ ایک future plan ہے کہ پھر کب آپ سے ملاقات ہو ؟ یہ پہلے بھی میں نے ایک دفعہ کہا ہے کہ ہر دو مہینے کے بعد انشاءاللہ ہماری ملاقات ہوا کرے گی ۔ اس کے دوران بھی آپ کی جو سپیشلسٹ کمیٹیز میں یعنی سبجیکٹ کمیٹیز ان کی کبھی کبھی میٹنگ بلائی جائے گی تاکہ ہم مل کر بات کر لیں ۔ وہ معاملات جن پر آپ کے مشورہ کی ضرورت ہے اس کے متعلق آپ سے مشورہ لیا جائے گا ۔ جو پوائنٹ ہمیں پہلے بھی ملے ہیں اور بیگم صاحبہ نے بھی جو کہا ہے ان کو پتا چلنا چاہیے کہ کیا پوائنٹس دیے ۔ آپ کی سفارشات ہمارے پاس موجود ہیں ۔ ان پر ابھی سے processing شروع ہوگا ۔ اس کے لیے ہم سلیکٹ کمیٹی بنائیں گے ۔ اس میں گورنمنٹ کے لوگ بیٹھیں گے ۔ جب آپ اگلی دفعہ حاضر ہوں گے تو آپ کو بتائیں گے کہ کیا ایکشن ہو سکا ۔ کون سے ایسے سبجیکٹ ہیں جن پر فی الحال کام نہیں کر سکتے اور بعد میں ان پر کیسے کام ہوگا ۔ دو چیزیں میں آپ پر چھوڑتا ہوں وہ یہ کہ ہمارے جو ہاں کوئی بھی کام ہو ہر ایک آدمی جو پیسے مانگے کا پراجیکٹ کے لیے یا سکیم کے لیے اس وقت selfhelp اور selfreliance کی بڑی ضرورت ہے اپنی مدد آپ جہاں ہو سکتی ہے جہاں لوگ اکٹھے ہو کر کام کر سکتے ہیں یہ کرنا چاہیے ۔

دوسری چیز جس کی اس وقت اہم ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایڈمنسٹریٹرز اور جو دوسرے آپ جیسے بااقتدار لوگ ہیں ۔ ابھی آپ ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین ہیں ۔ وائس چیئرمین ہیں فی الحال حکومت کی کچھ آپ

کے پاس طاقت ہے رسوخ ہے ۔ آپ لوگوں کو ضروریات کے سلسلے میں بے حس نہیں ہونا چاہیے ۔ ضروریات چھوٹی ہوں یا بڑی ہوں ۔ ان ضروریات کو پورا کرنا اور ان کے مسائل کا حل کرنا یہ بڑی اہم ضرورت ہے اس وقت گورنمنٹ کی مشینری انشاءاللہ پوری کوشش کرے گی ۔ تعاون بھی کرے گی لیکن یہ کام تبھی آپ سب لوگ مل کر اکٹھے کام کریں گے ۔ کیونکہ مل کر کام نہ کرنے سے اس دکھی آدمی کا مسئلہ حل نہیں ہوتا ۔ یہ جو نظم و نسق کی مشکلات ہیں یہ اسی وجہ سے ہوتی ہیں ۔ کیونکہ دیہات کے جو مسائل ہیں وہ بڑے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں ۔ شہر کے شاید بڑے ہوں ۔ دیہات میں پٹواری ہو گیا تھانیدار ہو گیا ۔ آپ کے ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین ہیں ۔ آپ کے یونین کونسل کے چیئرمین ہیں ان کو بولیے کہ ان کے جو چھوٹے مسائل ہیں ان کو حل کریں ۔

آخر میں میں ایک مرتبہ پھر آپ کی کامیابی کے لیے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہوں ۔ میں اپنے مشیروں کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس نظام کے قیام میں میری اعانت کی ۔ میں حکومت پنجاب میں اپنے تمام رفقائے کار کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے شب و روز محنت کر کے اس نظام کو از سر نو استوار کیا اور اس کو مختلف مراحل سے گزار کر اس باوقار حیثیت تک پہنچایا کہ اب یہ اپنے فرائض کی بجا آوری کے لیے تیار ہے ۔

پیشتر اس کے کہ میں ختم کروں کئی حضرات بول نہیں سکے اس لیے کہ ان کو بولنے کا موقع نہیں ملا ۔ کئی حضرات ایسے ہیں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔ آپ میں سے جو آدمی کل یہاں ہوں میں ان سے مل سکتا ہوں ۔ اگر کوئی ملنا چاہے تو اپنا نام لکھا دیجیے گا ۔ میں یہاں حاضر ہوں گا ۔ اگر آپ بات کرنا چاہیں ۔ لیکن فی الحال دیر ہو گئی ہے آپ بھی جانا چاہتے ہوں گے ۔

ایک آواز ۔ ہماری رہائش کا کیا بندوبست ہوگا ۔ ہم میں سے کئی حضرات دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں اور شام کے وقت روانہ نہیں ہو سکتے ۔ کیا ہم رات کو اپنے ہوٹل میں رہ سکتے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ آپ ہوٹل رکھیے ہوٹل کے پیسے گورنمنٹ دے گی ۔

بیگم زبیدہ جعفری (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن ۔ لاہور) : میں ایک گذارش کرنی چاہتی ہوں کہ بیڈ منٹن کے لیے ان ڈور ہال کی ضرورت ہوتی ہے ۔ راولپنڈی ۔ سرگودھا اور ملتان وغیرہ میں کوئی ہال نہیں ہے اگر اس کی سفارش کر دی جائے کہ وہاں ہال بنا دیے جائیں تو بڑی مہربانی ہوگی ۔

جناب گورنر ۔ اس کے لیے میں نے عرض کی ہے کہ میں نے اس کام کے لیے سپورٹس کی ایک کمیٹی بنائی ہے ۔

بیگم زبیدہ جعفری ۔ ملتان کے کالج کے لیے میں پوچھ رہی ہوں ۔

جناب گورنر ۔ ملتان کے لیے میں بندوبست کر دوں گا ۔

سیٹھ ایم عبدالرحمن ۔ جناب والا ۔ کل آپ کوئی ملاقات کا وقت دیں گے ۔

جناب گورنر ۔ اگر آپ آنا چاہیں تو میں بھی آ جاؤں گا ۔ میں ضرور آپ سے ملوں گا ۔

سیٹھ ایم ۔ عبدالرحمن ۔ جناب والا ۔ اور بھی مسائل ہیں اس لیے اگر آپ اپنے قیمتی وقت میں سے ایک دن اور ہمیں دیں تو ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہوں گے ۔

جناب گورنر ۔ کل یوم اقبال ہے مجھے نو بجے مزار اقبال رح پہ حاضری دینی ہے اس کے بعد دس بجے میں حاضر ہوں ۔ گورنر ہاؤس میں دس بجے تشریف لائیں ۔

سردار محمد عارف خان ۔ وائس چیئرمین کے designation کا کیا ہوگا ۔

جناب گورنر ۔ وائس چیئرمین کا جو designation ہے اس کے لیے وائس چیئرمین اتھارٹی مانگتے ہیں ۔ آپ یہاں موجود ہیں پہلے چیئرمین کون ہوا کرتے تھے ؟ ڈپٹی کمشنر ۔ اب ڈپٹی کمشنر چیئرمین نہیں ہے ۔ اب آپ لوگ خود چیئرمین ہیں ۔ میں نے اس وقت کہا تھا کہ وائس چیئرمین جو ہے اس کی اتھارٹی عام ممبر کی طرح ہے ۔ وائس چیئرمین کی پوزیشن یہ ہے کہ اسے ہم

نے یہاں بلا لیا ہے ۔ اس کی دو وجوہات ہیں ۔ ایک تو یہ کہ رورل ایریاز کی نمائندگی موجود ہو اور دوسرے ایک نیا لیڈر تیار ہو جو چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کی جگہ لے سکے ۔ ورنہ دوسرے ممبر کے وہ برابر ہے ۔ ابھی سیدہ عابدہ حسین چن گئی تھیں ۔ ان کے بعد ان کے وائس چیرمین ۔ چیئرمین ہوئے ہوں گے وہ ایکٹنگ چیئرمین تھے ۔

سردار محمد عارف خان ۔ انہیں وہ اختیارات حاصل نہیں ہیں ۔

جناب گورنر ۔ باقی سب اختیارات ہیں ۔ جب چیئرمین ملک سے باہر ہوگا ۔ یا بیمار ہوگا ۔

سردار محمد عارف خان ۔ قانون میں نہیں ہے ۔ کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے ۔ ورنہ پھر ان کو ختم کر دیں ۔

سیٹھ ۔ ایم ۔ عبدالرحمن ۔ اس وقت وائس چیئرمین پبلک سے ہوا کرتے تھے ۔ کونسل کے جو ہوا کرتے تھے وہ ڈپٹی کمشنر یا سرکاری ملازم ہوتے تھے ۔ اس لیے پبلک کو کچھ اختیارات دینے کے لیے انہوں نے وائس چیئرمین رکھے تھے ۔ اب چونکہ منتخب چیئرمین ہیں اس لیے پھر ایک ہی ادارے میں دو آدمیوں کو گروپنگ کرنے کا موقع نہیں ملے گا ۔

جناب گورنر ۔ مجھے کسی نے suggest کیا ہے کہ آپ نے چیئرمین وائس چیئرمین دونوں کو کونسل میں ممبر بنا دیا ہے دو تلواریں ایک میان اور میں نہیں رہ سکیں گی ۔ یہ مقصد نہیں ۔ وائس چیئرمین کا مقصد یہ ہے کہ وائس چیئرمین ممبران میں سے سینئر آدمی ہے ۔ اس لیے اگر چیئرمین حاضر نہیں ہے تو ان کی جگہ وہ چیئرمین کے طور پر کام کرے گا ورنہ عام ممبر رہے گا ۔ ایک اور بات تھی جو میں آپ کو بتانی بھول گیا جو کمیٹیاں آپ ڈسٹرکٹ کونسل ، میں کارپوریشن میں ، ٹاؤن کمیٹیوں میں بناتے ہیں تو ان میں اکثریت اوراقلیت کا کوئی سوال نہیں ۔ جس طرح میں نے یہاں آپ کو کہا کہ آپ کس کس کمیٹی میں بیٹھنا چاہتے ہیں آپ اس میں اپنا نام دیجیے گا ۔ وہ کمیٹی اس طرح آپ بنائیے ۔ بجائے اس کے کہ الیکشن سلیکشن ہو اور یہ جمہوری طریقہ بھی ہے ۔ آپ سب ممبران ہیں ، وہ چیئرمین ہے اس طرح کوئی ہندوستان پاکستان تو نہیں بن جائیں گے ۔

دوسرے ٹیکنیکل کو آرڈینیشن کمیٹیز ہیں ۔ ٹیکنیکل کو آرڈنیشن کمیٹیز میں یہ تھا کہ ڈپٹی کمشنر اس کے انچارج ہیں ، کمشنر انچارج ہیں ۔

لیکن اب منتخب نمائندے چیئرمین ہوں گے ۔ ڈسٹرکٹ میں ڈسٹرکٹ کونسل ہے ۔ آپ کے پاس میونسپل کمیٹی ہے ، یا میونسپل کارپوریشن ہے ۔ میونسپل کارپوریشن بہت بڑا ادارہ ہے ، میونسپل کمیٹی کی بات کریں ۔ یا ٹاؤن کمیٹی کی ۔ وہ جو ٹیکنیکل کوآرڈینیشن کمیٹی بیٹھے گی ڈپٹی کمشنر اس کے انچارج نہیں ہوں گے ، بلکہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل ، یا چیئرمین ٹاؤن کمیٹی میں سے جو آدمی منتخب ہو گیا وہ چیئرمین بنے گا ۔ اس میں ہم شامل کرنا چاہیں گے ۔ ہر ضلع کے اندر تحصیل ہیڈ کوارٹر میں جو ٹاؤن کمیٹی ہو ، ان کے نمائندے ہونے چاہیئے ۔ تو پھر وہ چن لیں گے جو ٹیکنیکل کوآرڈینیشن کمیٹی کا چیئرمین ہوگا ، وہ منتخب آدمی ہوگا ۔ اور کوئی جنرل سوال جو آپ پوچھنا چاہیں پوچھیں ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔ آپ نے صوبائی کونسل میں کچھ اعزازی اراکین بھی لیے ہیں ۔ ان میں ماہر تعلیم اور سائنس دان نہیں ہیں ۔

جناب گورنر ۔ ماہر تعلیم ڈاکٹر زیڈ ۔ اے ہاشمی صاحب ہیں ۔ ان میں سے کئی چیمبر آف کامرس کے ہیں ۔ میں چاہتا تھا کہ کریانہ مرچنٹ ایسوسی ایشن کے آدمی بھی ہوں ۔ بار کونسل کے ممبران ہیں ۔ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کے آدمی ہیں ۔ ڈاکٹر سعید صاحب ہیں ۔ اسی طرح باقی حضرات ، حکیم آفتاب قرشی صاحب ہیں ۔ تعلیم میں میں کس کو لوں گا ؟ کیا میں ڈاکٹر ابن وسا کو لوں گا ؟ وہ پہلے ہی سرکاری ملازم ہیں ۔ وہ سارے کے سارے سرکاری ملازم ہیں ۔ آپ کے ذہن میں کوئی آدمی ہے تو بتائیں ۔

لیبر لیڈرز ہیں ۔ لیبر لیڈرز اپنے اپنے الگ ہیں ۔ میں نے جیسے عرض کیا ، اب پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کی طرف سے ڈاکٹر سعید صاحب پنڈی سے آئے ہیں ۔ پہلے پی ۔ ایم ۔ اے کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر رشید چودھری تھے ، ڈاکٹر عزیز یہاں کے تھے ، ان میں سے کوئی ہوتا تو میں نہ لیتا کیونکہ وہ گورنمنٹ سرونٹس ہیں ۔ یہ حضرت جو آئے ہیں یہ حکومت کے ساتھ connected نہیں ہیں ، اس لیے میں نے ان کو بلوایا ہے ۔

بیگم نصرت مقبول الٰہی ۔ آپ نے اپنے جوابات میں معاشرتی بہبود پہ کچھ روشنی ہی نہیں ڈالی ۔

جناب گورنر ۔ معاشرتی بہبود ۔ اصل میں جب ہمارا معاشرہ خراب ... تو ہماری ہر چیز بگڑتی ہے ۔ آپ کے طور اطوار ، بوڑھوں کی آپ کس ... دیکھ بھال کرتے ہیں ، بچوں کی کس طرح دیکھ بھال کرتے ہیں ۔ بھیک مانگنے والوں کو بند کریں ۔ ہمارے پاس سب کچھ ہے ۔ پہلے بھی ہم بہت کچھ کر رہے ہیں ۔ اس لیے میں میاں حیات بخش صاحب کو کہاں سے نکال کے لایا کہ میاں صاحب ، آپ سماجی بہبود کا بندوبست کریں ۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے ۔ میرے پاس نوٹس ہیں ۔ اگلی دفعہ جب ہم ملیں گے تو آپ کو بریف کروا کے دیں گے کہ ہم کیا کر رہے ہیں ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

دعائیہ کلمات

اناؤنسر ۔ صوبائی کونسل پنجاب کے اجلاس کا اختتام دعائیہ کلمات سے ہوگا ۔ مولانا قیوم الہی عرفانی صاحب سے درخواست ہے کہ وہ دعائیہ کلمات فرمائیں ۔

مولانا قیوم الہی عرفانی ۔ یا الہ العالمین ! تعمیر ملک و ملت کے لیے ہماری انفرادی اور اجتماعی کوششوں کو شرف مقبولیت عطا فرما ۔ اسلامیان پاکستان کو متفق اور متحد رہنے کی توفیق عطا فرما ۔

صدر پاکستان کی نظام اسلام کو قائم کرنے کی مساعی جمیلہ میں برکت عطا فرما ۔ آپ نے بلدیاتی انتخابات سے ملکی تعمیر و ترقی میں عوام کو بھر پور حصہ لینے کے مواقع مہیا کرنے کا جو مخلصانہ اور عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما ۔

صوبائی کونسل کے اس دو روزہ اجلاس میں باہمی افہام و تفہیم سے ملکی مسائل کو حل کرنے کے لیے جو تجاویز مرتب کی گئی ہیں ان کو پورے خلوص سے عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرما ۔

یا اللہ ! ہمیں وہ انداز فکر عطا فرما جو درخشاں مستقبل کا ضامن ہو ۔ وہ ذوق عمل عطا فرما جس سے تعمیر و ترقی کی رفتار میں بے پناہ اضافہ ہو اور پاکستان دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا جائے ۔

یا اللہ ! اپنی نصرت خاص سے پاکستان کو اسلام کا ایک ناقابل تسخیر قلعہ بنا اور اہل پاکستان کو اسلام کے مثالی کردار کا عملی نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرما ۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار

(کونسل کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)